عمران سیریز نمبر 42

ڈیڑھ متوالے

تیسرا حصہ

انتساب

جناب حکیم محمد اقبال حسین
ایم۔اے
پروپرائٹر۔ آئی سلکو (پاکستان) کراچی کے
نام جن کے ہاتھوں میں نے تین سالہ طویل علالت
سے نجات پائی۔

ابن صفی

پیش رس

کیا سمجھتے ہو جام خالی ہے
پھر چھلکنے لگے سبو آؤ

آج پھر تین سال بعد آپ سے مخاطب ہوں.... اور اس پر یقین رکھتا ہوں کہ آپ کی دعاؤں نے ہی دوبارہ اس قابل کیا کہ خدمت کرسکوں۔ میرا سینہ فخر سے تن جاتا ہے جب یہ سوچتا ہوں کہ میری صحت یابی کے لئے مسجدوں، کلیساؤں اور گردواروں میں دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ مجھ تک میرے پڑھنے والوں کے خطوط بھی پہنچتے تھے لیکن جواب دینے سے قطعی معذور تھا۔ بس کڑھ کر رہ جاتا تھا.... بالکل ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا توقع نہیں تھی کہ پھر لکھنے کے قابل ہو سکوں گا۔ ایسا محسوس ہونے

لگا تھا جیسے کبھی کچھ لکھا ہی نہ ہو۔ بیماری کی ابتداء نروس بریک ڈاؤن سے ہوئی تھی۔ پھر یادداشت پر اثر پڑا اور اس کے بعد مستقل طور پر ہر دوسرے تیسرے شدید قسم کے قلبی دورے پڑتے رہے!

ادھر یاران طریقت تھے کہ طرح طرح کی افواہیں پھیلا رہے تھے۔ یا ابن صفی پاگل ہو گیا ہے.... کاٹنے دوڑتا ہے.... ابن صفی نے پینے کی حد کر دی تھی۔ (حالانکہ میری سات پشتوں میں بھی کبھی کسی نے نہ پی ہوگی) اس لئے ایک دن نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔ ابن صفی کا کسی سے عشق چل رہا تھا۔ اس نے بے وفائی کی، دل شکستہ ہو کر گوشہ نشین ہو گیا (حالانکہ گھٹیا قسم کے عشق کا تصور میرے لئے مضحکہ خیز ہے)۔

آخری اطلاع یہ تھی کہ ابن صفی کا انتقال ہو گیا۔ اس خبر پر سچ مچ اسی طرح جی بھر آیا تھا جیسے میں خود ہی ابھی ابھی ابن صفی کو مٹی دے کر واپس آیا ہوں۔

پھر درجنوں ابن صفی پیدا ہو گئے جو اب بھی بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور دھڑلے سے میرے کرداروں کی مٹی پلید کر رہے ہیں۔ ان میں ایک تو ایسا ہے کہ جس نے فحاشی کی حد کر دی۔ حمید اور فریدی کو بھی رنڈی باز بنا کر رکھ دیا.... سوچئے اور سر دھنیے۔ خدا ان سبھوں کی مغفرت فرمائے اور مجھے صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔

پھر جب میری صحت یابی کی خبریں اخبارات میں چھپنے لگیں تو یار لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ میرے اور عباس حسینی صاحب کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں اور بھارت میں میری کتابیں ان کے ادارے سے نہیں شائع ہوں گی۔

ان بے چاروں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ایک درجن کتابیں تو میں عباس حسینی کی مسکراہٹ پر ہی قربان کر سکتا ہوں (بشرطیکہ کسی بات پر جھینپ کر مسکرائے ہوں)۔

اب کچھ ایسی باتوں کا ذکر سنیئے جو بیماری کے دوران میرے لئے مزید اذیتوں کا سبب بنی رہی تھیں۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ میں دنیا کا مظلوم ترین مصنف ہوں۔ لاہور کے بعض پبلیشروں نے مل کر میری ساری کتابیں چھاپ ڈالیں (میری اجازت کے بغیر) چونکہ ایک وقتی اپاہج کا مال تھا اس لئے ایک ہی کتاب کو کئی کئی پبلیشرز نے بیک وقت چھاپ کر مارکیٹ میں ڈھیر کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہیچمقدار کی کتابیں چھ چھ آنے میں فٹ پاتھوں پر بک گئیں۔ اکثر کتابوں کے نام بدلے گئے اور پڑھنے والوں کو دھوکہ دیا گیا۔ کراچی میں ایک ذات شریف نے میرے ناول ”زہریلا آدمی“ کے کرداروں کے نام تبدیل کئے اور اسے اکرم الٰہ آبادی کے نام سے چلادیا۔ اکرم الٰہ آبادی بھی خاصے مشہور لکھنے والے ہیں اس طرح ان کی بھی توہین کی گئی۔ جس قوم میں ایسے افراد موجود ہوں کیا وہ قوم دنیا میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہوسکتی ہے۔ حشر کی بات دور کی ہے انہیں دنیا ہی میں بھگتنا پڑے گا۔ انشاءاللہ.... منتظر رہیں۔

رہی مختلف قسم کے ابنوں اور صفیوں کی بات تو یہ بے چارے سارے قافیے استعمال کرچکے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے کسی ”ابن خصی“ کا انتظار ہے۔ میری دانست میں تو صرف یہی قافیہ باقی بچا ہے۔!

کوئی صاحبہ (اسی قافیہ والی) عرصہ سے غلط فہمی پھیلا رہی ہیں کہ وہ میری کچھ لگتی ہیں.... لیکن یقین کیجئے کہ میرے والد صاحب بھی ان کے جغرافیہ پر روشنی ڈالنے سے معذور ہیں.... واللہ اعلم بالثواب....!

اچھا اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ابن صفی

کراچی ۲۱/اکتوبر ۱۹۶۳ء

O

نینا نے ایک طویل انگڑائی لی اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر ملگجے اندھیرے میں گھورنے لگی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے اپنی روح کی گہرائیوں تک محسوس ہو رہے تھے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے چاروں طرف بکھرا ہوا جنگل بھی اچانک اسی کی طرح جاگ پڑا ہو۔ پرندوں کی نیم غنودہ آوازوں سے فضا مرتعش ہونے لگی تھی۔

اس نے سختی سے دانت بھینچ لیے۔ اس بار انگڑائی جسم ہی میں سمٹ کر رہ گئی کیونکہ وہ کھڑکی سے ہاتھ ہٹا کر اپنا چہرہ اندر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ بڑبڑائی.... "پھر وہی صبح.... پھر وہی دن.... پھر وہی بوریت...."

پھر وہ ایک طویل سانس لے کر آدھے دھڑ سے کھڑکی پر جھک گئی۔ اس کے ذہن نے بوریت کی تکرار شروع کر دی تھی۔

"بوریت....!"

دور تک بکھرے ہوئے جنگلوں کے درمیان ایک تنہا عمارت کے مکین خود کو بوریت کا شکار محسوس کریں تو حیرت کی بات نہیں۔ یہ نواب صفدر جنگ کی کوٹھی تھی۔ کچھار کے جنگل کا یہ حصہ زیادہ گھنا نہیں تھا پھر بھی یہاں اس ویرانے میں کوٹھی....!

قریب ترین دیہی علاقے بھی یہاں سے کم از کم دس میل دور ہوں گے.. پھر یہاں کوٹھی؟

لیکن جو لوگ نواب صفدر جنگ سے واقف تھے انہیں اس بات پر حیرت نہیں تھی۔ بھلا ایک نیم دیوانے آدمی سے توقع ہی کیا ہو سکتی ہے؟ وہ عرف عام میں سنکی مشہور تھا۔ حقیقت بھی یہی تھی۔ مار دھاڑ کی فلموں اور امریکی ایڈونچر کی کہانیوں نے صحیح معنوں میں اس کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ وہ خود کو امریکی کہانیوں کے کسی TOUGH BOY (خطرناک آدمی) ہی کے روپ میں

پیش کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ ڈیل ڈول کے اعتبار سے لوگ اس پر نواب مچھر جنگ کی پھبتی کسنے پر بھی حق بجانب ہی رہے ہوں۔ چالیس پچاس سال کا سوکھا سا آدمی تھا کوشش کرتا تھا کہ اس کی آنکھیں دوسروں کو خوفناک نظر آئیں۔ گفتگو کے دوران نتھنے پھولنے پچکنے لگتے تھے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مخاطب کو دو چار ہاتھ ضرور جھاڑ دے گا۔ ہونٹ بھینچ بھینچ کر گفتگو کرتا اور زیادہ تر کاؤبوائے سوٹ میں نظر آنے کی کوشش کرتا تھا کہ سارا دن گھوڑے ہی پر گزرے....

آج کل تو خاص طور پر شکار کا سیزن تھا۔ دو مصاحبین اور سات عدد ملازمین ساتھ تھے.... اور ایک تھی بے چاری نینا.... اس کی پرائیویٹ سیکرٹری۔ اگر وہ صرف پرائیویٹ سیکرٹری ہی ہوتی تو تب تو کوئی بات نہیں تھی .... نہایت اطمینان سے ملازمت پر لات مار کر گھر بیٹھ رہتی۔ مصیبت تو یہ تھی کہ وہ اس کے ایک پشتینی ملازم کی بیٹی تھی اور خود اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت بھی صفدر جنگ ہی کے محل میں ہوئی تھی۔

وہ اکثر سوچتی کہ اگر بچپن ہی میں وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہی مر گئی ہوتی تو اس جہنم میں کیوں سلگنا پڑتا۔

صفدر جنگ نے بچپن ہی سے اسے اسمارٹ بنانے کی کوشش کی تھی۔ اتنی اسمارٹ کہ اب وہ بھی کاؤبوائے سوٹ میں ملبوس گھوڑے کی پشت پر اس کے پہلو بہ پہلو نظر آتی کیونکہ کمر کے ہولسٹر میں ریوالور ہوتا اور کاندھے سے ایک چھوٹی سی رائفل لٹکی رہتی لیکن وہ اس زندگی سے بیزار تھی۔ بعض اوقات صفدر جنگ پر اس شدت سے غصہ آتا کہ اپنی ہی بوٹیاں نوچنے لگتی.... دل چاہتا چیخ چیخ کر کہے۔ "باس.... تم حقیقتاً مچھر جنگ ہو۔ اپنی اوقات کو نہ بھولو.... شاید میرا ہی ایک تھپڑ نہ برداشت کر سکو!"

وہ "باس" کہلاتا تھا۔ مصاحبین، ملازمین، حتیٰ کہ مزارعین تک پر پابندی عائد تھی کہ وہ اسے حضور کی بجائے "باس" کہہ کر مخاطب کیا کریں....!

آج کل اس کی کوٹھی میں گیارہ افراد مقیم تھے۔ ان میں دو عدد مصاحبین بھی تھے۔ منشی کرامت علی اور شیخ ثناء اللہ.... لیکن بھلا صفدر جنگ جیسے اسمارٹ قسم کے کاؤبوائے کو یہ نام کیوں پسند آتے۔ لہٰذا منشی کرامت علی "ہارڈی" ہو گئے تھے اور شیخ ثناء اللہ جو پستہ قد تھے "شارٹی" کے نام سے نوازے گئے تھے.... رہ گئے ملازمین تو ان میں حالانکہ سبھی نتھو، بدھو، خیراتی تھے لیکن صفدر جنگ انہیں "ٹڈ" "فریڈ" "ڈفٹی" وغیرہ قسم کے ناموں سے پکارتا تھا۔

....اور بے چاری نینا حقیقتاً نسیم النساء خاتون تھیں۔

....تو بے چاری نینا نے اپنا آدھا جسم کھڑکی کے اندر سمیٹ کر پھر ایک طویل انگڑائی لی اور پہلے سے بھی زیادہ بور ہونے لگی۔

بوریت.... یعنی آج پھر شکار کا پروگرام تھا۔ پچھلے تین دنوں تک وہ سب آرام کرتے رہے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ صفدر جنگ کو زکام ہو گیا تھا!....

صفدر جنگ کو زکام کیا ہوتا قیامت ٹوٹ پڑتی تھی۔ لیکن خود اسی پر دوسروں پر نہیں.... دوسرے تو اطمینان کا سانس لیتے تھے۔ گویا سالہا سال کی تھکن دور ہوتی تھی۔

ہوتا یہ تھا کہ جب بھی صفدر جنگ کو زکام ہوتا تو اسے گوشہ نشین ہو جانا پڑتا کیونکہ صورت ہی بگڑ کر رہ جاتی تھی۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے اور ناک سے نزلہ.... نتھنے سرخ ہونٹ پھڑک رہے ہیں اور ناک ہے کہ پے در پے شوں شوں کئے جا رہی ہے کبھی کبھی وہ جھلاہٹ میں ناک پر ہاتھ بھی رسید کر دیتا بالکل اسی انداز میں جیسے وہ اس کے جسم سے قطعی کوئی علیحدہ چیز ہو۔

بس وہ بحالت زکام خود کو کسی کمرے میں بند کر لیتا اور محاورتاً نہیں بلکہ صحیح معنوں میں کسی کو اپنی شکل دکھانا ہرگز پسند نہ کرتا۔

ہاں تو آج پھر شکار کا دن تھا.... وہ سوچنے لگی تمام دن گھوڑے کی پشت پر بسر ہوگا.... پھر ان گدھوں کی اوٹ پٹانگ باتیں سنو! میرے خدا اب تک یونہی بسر ہوگی۔

اب فضا پرندوں کی آوازوں سے پوری طرح گونج رہی تھی۔ مشرقی افق میں سرخ دھاریاں نظر آنے لگی تھیں۔ وہ سوچتی رہی، الجھتی رہی۔

اسی وقت صفدر جنگ، منشی کرامت علی ہارڈی اور شیخ ثناء اللہ شارٹی بھی ڈائننگ روم میں داخل ہوئے۔ وہ تینوں کاؤبوائے سوٹ میں تھے....

”مورننگ باس....“ نینا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”مورننگ....“ صفدر جنگ ٹھوکر سے کرسی کھسکاتا ہوا غرایا۔ ”آج شکار کا دن ہے اور تم ابھی تک شلوار میں ہو....!“

”وہ.... دیکھئے.... میں.... آج....“

”توپ!“ صفدر جنگ دھاڑا۔ ”بہانہ.... نہیں.... شٹ اپ!“

جثہ کے اعتبار سے اس کی آواز متحیر کن تھی.... کوئی اجنبی سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ منحنی سا

آدمی اتنی گرجدار آواز رکھتا ہوگا.... بہرحال اسے غصہ آگیا اور شیخ ثناء اللہ شارٹی بوکھلا کر اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ کیونکہ اس بیچارے کے پاس ڈاڑھی کے سوا اب اپنا رہ بھی کیا گیا تھا.... بڑی مشکل سے ڈاڑھی بچائی تھی.... رویا تھا.... گڑگڑایا تھا۔ صفدر جنگ کے قدموں پر سر رکھ دیا تھا اور آنسوؤں سے منہ دھوتا ہوا بولا تھا۔ "سرکار.... ارے توبہ.... باس.... اس پر رحم کیجئے! پشتہا پشت سے چلی آرہی ہے یہ گئی تو اجداد کی عزت گئی.... ہمارے گھرانے میں آج تک کسی نے ڈاڑھی نہیں منڈوائی...."

پتہ نہیں کیوں صفدر جنگ کو رحم آگیا مگر ایک شرط پر.... شرط یہ تھی کہ ڈاڑھی اسی صورت میں بچ سکے گی جب سر منڈوا دیا جائے.... اور کبھی ٹوپی نہ پہنی جائے.... مرتا کیا نہ کرتا۔ روزی کا معاملہ تھا.... بہرحال ڈاڑھی بچ گئی مگر سر ہر روز منڈتا رہا.... یہ منشی کرامت علی ہارڈی کی ڈیوٹی تھی کہ ہر روز صبح ہوتے ہی شیخ ثناء اللہ شارٹی کا سر منڈنے بیٹھ جائے....!

کوئی نہیں جانتا تھا کہ صفدر جنگ نے یہ شرط کیوں رکھی تھی اور ننگے سر رہنے پر کیوں مصر رہتا تھا۔ اس نے کبھی کسی کو اس کی وجہ نہیں بتائی تھی....

ہاں تو اس وقت صفدر جنگ کو اپنی سیکرٹری پر غصہ آگیا تھا۔

"میں بکواس نہیں سنوں گا!" وہ بیٹھتا ہوا دھاڑا۔ "کیا تمہیں زکام ہو گیا ہے؟"

"نن.... نہیں باس!"

"پھر....!"

"کک کچھ.... نہیں!"

"شارٹی۔ شارٹی...." صفدر جنگ غرایا۔ "ہاتھ روکو! جب تک یہ سوٹ نہیں پہنے گی ناشتہ نہیں ہوگا...."

"او کے باس!" دونوں نے ہاتھ روک لیے اور نینا کمرے سے جانے ہی والی تھی کہ ایک ملازم جھپٹتا ہوا اندر آیا....

"کیوں؟...." صفدر جنگ نے آنکھیں نکالیں۔

"باس!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "دو فقیر...."

"دو فقیر....! دماغ خراب ہوا ہے.... اپنا حلیہ تو دیکھو!"

"ہاں باس! وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہیں....!"

"دو فقیر.... مرنے مارنے پر آمادہ ہیں.... ابے دماغ تو نہیں چل گیا.... کیا بکتا ہے!"

"باس! وہ کہتے ہیں ناشتہ لاؤ...."

"دفع ہو جاؤ....!" وہ ہاتھ ہلا کر غرایا۔ "انہیں کھانا دو...."

"مگر باس.... وہ انڈا مرغی توس مکھن مانگتے ہیں۔" نوکر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میں نے دھمکایا تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے.... ایک وہ جو لونڈا سا ہے.... پکا حرامی ہے.... بڈھا بے چارہ تو کچھ بھی نہیں بولتا بلکہ شرمایا شرمایا سا ہے.... میں نے سالوں کو دھمکایا.... آپ کا نام بتایا.... مگر...."

"ہام....!" صفدر جنگ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "شارٹی.... ہارڈی.... کم الانگ...."

وہ تینوں دروازے کی طرف جھپٹے....!

پھر چند لمحوں کے بعد دونوں فقیروں کو کڑے تیوروں سے گھور رہے تھے ان کا حلیہ عجیب تھا۔ دونوں کے کپڑے جابجا شکستہ اور گرد سے اٹے ہوئے تھے۔

"بھوت....!" منشی کرامت علی ہارڈی زیر لب بڑبڑایا۔

"کیا بات ہے....؟" صفدر جنگ نے آنکھیں نکالیں۔

"ناشتہ....!" نوجوان آگے بڑھتا ہوا للکارا.... لیکن بوڑھا آدمی اپنی جگہ کھڑا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔ حقیقتاً اس کے چہرے پر خجالت کے آثار تھے....!

نینا نوجوان کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شکستہ حال ہونے کے باوجود بھی یہ لوگ فقیر تو نہیں معلوم ہوتے....!

"تم جھگڑا کر رہے تھے؟" صفدر جنگ دہاڑا۔

"کیوں نہ کریں؟" نوجوان نے برجستہ جواب دیا۔

"توسٹ مکھن انڈے مرغی مانگ رہے تھے۔" شیخ ثناء اللہ شارٹی نے ٹکڑا لگایا۔

"پھر کیا مانگیں؟" نوجوان نے جلا کر کہا۔ "کدو کی بھجیا اور خمیری روٹی۔ اے شیخ صاحب میں جانتا ہوں یہ نواب صفدر جنگ بہادر کی کوٹھی ہے۔"

"ہاں.... ہاں!" صفدر جنگ خوش ہو کر سینے پر ہاتھ مارتا ہوا آگے بڑھا۔ "ہماری ہی کوٹھی ہے.... تو پھر....؟"

"تو پھر.... یہ کہ اتنی بڑی سرکار ہیں ہمیں انڈے مرغی کے علاوہ اور کیا ملے گا؟"

"گڈ.... ویری فائین....!" صفدر جنگ بے حد خوش ہو کر دہاڑا۔ "شارٹی، ہارڈی دونوں کو اندر لے چلو....!"

اور پھر کچھ دیر بعد دونوں باقاعدہ طور پر ناشتے کی میز پر آئے۔

نینا متحیر تھی.... کتنی جلدی یہ سب کچھ ہوا.... دو خستہ حال بھکاری آئے اور نوکروں سے جھگڑ بیٹھے.... صفدر جنگ کو غصہ آیا اور دفعتاً فرو بھی ہو گیا اور اب وہ دونوں نہا دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے معزز مہمانوں کی طرح ناشتے کی میز پر براجمان ہیں.... شارٹی اور ہارڈی کے شفاف کپڑے انہیں دلوائے گئے تھے.... نینا سوچ رہی تھی کہ یہ نوجوان آدمی کتنا چرب زبان اور چالاک ہے جس نے صفدر جنگ جیسے منہ زور گھوڑے کو اتنی جلدی رام کر لیا.... اور اب وہ بوڑھے آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا تھا۔ "میرے چچا.... بے چارے عقل سے معذور ہیں....!"

بوڑھے آدمی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مگر وہ کچھ بولا نہیں۔ سر جھکائے خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔

"کیا تم واقعی بھکاری ہو؟" صفدر جنگ نے پوچھا۔

"لاحول ولا قوۃ....!" نوجوان نے برا سا منہ بنایا۔

"پھر....؟" صفدر جنگ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اگر بھوکا ہونے کا مطلب بھکاری ہوتا ہے تو ہم سب رات کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی طرح سوتے ہیں اور صبح بھکاری اٹھتے ہیں۔"

"یار تم تو بقراط معلوم ہوتے ہو۔" منشی کرامت علی ہارڈی نے کہا۔

نوجوان آدمی جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ صفدر جنگ بول پڑا۔ "پھر تم کیا بلا ہو....؟"

"سرکار.... ہم لوگ....!"

"سرکار نہیں! باس!" صفدر جنگ انگلی اٹھا کر بولا۔ "ہمیں گھسے پٹے القاب سے نفرت ہے!"

"خیر.... خیر...." نوجوان نے سر ہلا کر کہا۔ "ہم لوگ بالا نگر سے بس پر ساجد نگر جا رہے تھے.... راستے میں بس الٹ گئی.... ویسے ہم لوگ مستری ہیں بندوق بناتے ہیں.... اور یہ میرے چچا تو استاد ہیں۔ چھ فائر کی ٹویلو بور بنا لیتے ہیں...."

"چھ فائر کی ٹویلو بور....؟" شارٹی مضحکانہ انداز میں بولا۔

"ہاں چھ فائر کی!" نوجوان نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کیا جھوٹ سمجھتے ہو میاں کمال تو یہ

ہے کہ نال صرف ایک ہوتی ہے....“

”واقعی کمال ہے.... بھلا وہ کیسے؟“ صفدر جنگ نے پوچھا۔

”بہت آسانی سے.... اس میں بھی ریوالور کی طرح چیمبر ہوتے ہیں، اور گردش کرتے ہیں اور ہلکی اتنی کہ بچہ بھی لٹکائے گھومتا پھرے.... ہم دراصل ایسی ہی ایک بندوق بڑے آدمی کے لیے بنانے جا رہے تھے....“

”بڑے آدمی کے لیے!“ صفدر جنگ نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ ”کون ہے وہ بڑا آدمی؟“

”بڑی عورت کہیے.... رانی ساجد نگر!“ نوجوان نے کہا۔

”اوہ....“ صفدر جنگ نے غرا کر ہاتھ روک لیے۔ چند لمحے نوجوان کو کڑی نظروں سے گھورتا رہا پھر بولا۔ ”ہماری دشمن کے لیے بندوق بنانے جا رہے تھے اور ہماری ہی میز پر....“

”آپ کی دشمن۔“ نوجوان نے حیرت سے دہرایا۔

”پشتینی دشمن.... یہ دشمنی شاہجہاں کے وقت سے چلی آ رہی ہے۔“

”تب تو بندوق ہرگز نہیں بن سکے گی۔“ نوجوان نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ ”آپ اتنے اچھے آدمی ہیں.... نہیں چچا جان.... اب ہم وہاں ہرگز نہیں جائیں گے۔“

بوڑھے نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ غالباً اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔

”آپ ڈریئے نہیں چچا جان۔“ اس نے بوڑھے سے کہا۔ ”یہ بھی بہت بڑی سرکار ہے۔ رانی ساجد نگر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔“

”مجال ہے کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے....“ صفدر جنگ غرایا پھر بوڑھے آدمی سے بولا۔ ”بڑے میاں تم قطعی نہ ڈرو.... سمجھے.... ہماری پناہ میں آیا کتے کا پلا بھی خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔ تم ہمارے لیے بندوق بناؤ مالا مال کر دیں گے.... مگر تم تو کچھ بولتے ہی نہیں۔“

”نہ بولنا ہی بہتر ہے۔“ نوجوان سر ہلا کر بولا۔ ”جب بھی بولیں گے کوئی بے وقوفی ہی کی بات بولیں گے۔ اس لئے خود ہی خاموش رہتے ہیں۔ اس معاملہ میں کافی سمجھدار ہیں....“

”پھر بھی وعدہ کرو کہ ہمارے لیے بندوق بناؤ گے“ صفدر جنگ نے بوڑھے سے کہا۔

”بہت اچھا جناب....“ بوڑھے نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا اور بے بسی سے نوجوان کی

طرف دیکھنے لگا۔

"مگر .... یہ ہے ٹیڑھی کھیر!" نوجوان متفکرانہ انداز میں بولا۔ "ہم گھر واپس گئے تو رانی صاحبہ ہمیں پکڑ بلوائیں گی.... کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم یہیں چھپے رہ کر آپ کا کام کرتے رہیں...."

"بڑی خوشی سے.... بڑی خوشی سے!" صفدر جنگ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "چھپنے کی ضرورت نہیں۔ یہیں رہو اور علانیہ گھومو پھرو.. دیکھتا ہوں کہ وہ شتر زادی تمہارا کیا بگاڑ لیتی ہے۔"

"شتر زادی" پر دونوں مصاحبوں نے زوردار قہقہے لگائے اور ان میں سے ایک اس کے بالشتے شوہر کی شان میں قصیدہ پڑھنے لگا۔

نہ جانے کیوں نینا اس گفتگو سے مطمئن نہیں تھی۔ نوجوان اسے پکا فراڈ معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی... وہ سوچ رہی تھی کہ بس الٹنے کی وجہ سے وہ اتنی زیادہ گرد میں کیسے اٹ گئے ہوں گے جبکہ بالا نگر اور ساجد نگر تک پختہ اور شفاف سڑک پھیلی ہوئی ہے اور سڑک کے دونوں جانب کی زمین بھی سخت ہے۔

تقریباً دس بجے وہ چاروں شکار کے لیے نکل گئے۔ صفدر جنگ تو ان دونوں کی طرف سے مطمئن ہی نظر آ رہا تھا لیکن نینا ملازمین کو تاکید کر کے گئی تھی کہ وہ ان پر نظر رکھیں....!

تنہائی نصیب ہوتے ہی ڈاکٹر داور عمران پر برس پڑے....

"او نالائق اب یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا.... ارے میں کوئی لوہار ہوں کہ بندوق بنانے بیٹھوں گا۔"

"خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اتنی جلدی سر چھپانے کو جگہ بھی مل گئی ہے.... جب تک جی چاہے مزے سے چھپے رہیے!"

"مگر یہ بندوق....!"

"مجھ پر چھوڑیئے!"

"آخر تم اس سلسلہ میں کیا کرو گے....؟"

"ارے تو وہ ایک دن میں تو بن نہ جائے گی۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "لکڑی کے ایک تختے پر بندوق کے کندھے کی ڈرائینگ کر کے آپ کو دے دوں گا۔ بیٹھے ریتی سے گھسا کیجئے گا۔"

چند لمحے خاموش رہا پھر بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "اور میں نال ڈھلواتا پھروں گا کم از کم دس

پندرہ دن تو گزر ہی جائیں گے۔"

"مگر ہم واپس کیوں نہ چلیں...."

"صرف میں.... آپ نہیں.... میں اسے پسند نہ کروں گا کہ وہ آپ کو گولی مار دیں۔"

"میں فوج بلوا لوں گا۔"

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں آپ کو وہی کرنا پڑے گا!".... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

◆

دفعتاً کبڑے کی نیند اچٹ گئی.... عجیب قسم کا ہلکا سا شور کمرے میں گونج رہا تھا وہ بستر سے اچھل کر فرش پر آیا اور تیزی سے ایک الماری کی طرف جھپٹا۔ شور کی آوازیں اسی الماری سے آ رہی تھیں.... یک بیک شور ختم گیا اور ہمبگ بوکھلائے ہوئے انداز میں الماری سے فون کی طرف جھپٹا۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ ماؤتھ پیس میں کسی سے کہہ رہا تھا۔ "ہیلو.... ہیلو ڈیوٹی پر کون ہے.... اوہ .... راجن کو فوراً بھیجو.... فوراً جس حال میں بھی ہو!"

اب وہ ریسیور کریڈل میں ڈال کر پھر الماری کی طرف مڑا اور اسے کھول کر اس چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا جائزہ لینے لگا جس سے سرخ رنگ کی ہلکی سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"یہ تو.... ٹھیک ہے...." وہ زیر لب بڑبڑایا۔ پھر پیچھے ہٹ کر مضطربانہ انداز میں سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بڑبڑایا۔ "تو کیا.... سب کچھ تباہ ہو گیا...."

چند لمحے کھڑا الماری کی طرف گھورتا رہا پھر الماری بند کر کے اس میز کی طرف آیا جس پر ایک بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں پینے کا ارادہ ملتوی کر کے چور دروازے کی طرف جھپٹا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ محل کے باہر تھا....! جنوبی افق میں آسمان تاریک نظر آ رہا تھا۔

"اوہ.... تو کیا سچ ہے...." وہ غرایا اور مضطربانہ انداز میں ٹہلنے لگا۔ اس نے ریڈیم ڈائیل والی گھڑی دیکھی پانچ بج رہے تھے.... وہ ٹہلتا رہا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک کار آ کر رکی اور ایک آدمی کود کر باہر آیا۔

"راجن...." کبڑا جلدی سے اس طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "ایکسچینج تباہ ہو گیا۔"

"نہیں....!" آنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... جاؤ دیکھو.... اور واپس آ کر مجھے اطلاع دو...."

"مم.... مگر.... جناب والا.... میں نے دھماکے کی آواز نہیں سنی.... جاگ ہی رہا تھا۔"

"دھماکہ...." کبڑا مسکرایا۔ "ہمارے کام کچے نہیں ہوتے۔ وہ نظام ہی ایسا تھا کہ دھماکے کے بغیر ہی سب کچھ تباہ ہو جائے.... اب وہاں ٹیلوں کے بجائے پتھروں کے ڈھیر ہوں گے.... بس ایسا ہی لگتا ہوگا جیسے زمین پھٹی او جنگل کا کچھ حصہ اس میں سما گیا۔"

"یہ تو بہت برا ہوا.... مگر کیسے....؟"

"جاؤ...." کبڑا ہاتھ ہلا کر بولا۔ "اور مجھے فون پر اطلاع دینا....!"

راجن واپس چلا گیا۔ ہمبگ پھر اپنی خواب گاہ میں واپس آ گیا۔ پھر کچھ دیر بعد ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اس نے رات کو شب خوابی کا لباس پہنا ہی نہ ہو.. اب وہ کریم کلر کے سوٹ میں تھا۔

اس نے رانی کی خواب گاہ کے دروازے پر پہلے تو ہلکی سی دستک دی اور پھر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد گھنٹی پر انگلی رکھ دی۔ اندر سے گھنٹی کی تیز آواز آئی۔ ساتھ ہی رانی کی کراہ بھی سنائی تھی۔ پھر دروازہ کھلا۔

"اوہ.... ہمبی....!" رانی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہائے میرے خواب....!" کبڑا گنگنایا۔

"ہٹو بھی! تم تو ڈرا دیتے ہو....!"

"میں خواب میں دیکھ رہا تھا ڈارلنگ.... کہ آنکھ کھل گئی...."

"اوہ اندر آؤ....!"

"نہیں بس! میں تو صرف تمہیں ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا.... ویسے کیا اس وقت تم میرے ساتھ باغ میں ٹہلنا پسند کرو گی؟"

"اوں.... ہوں.... کیوں نہیں! مگر آج یہ نئی بات کیوں؟"

"تم جانتی ہو کہ میری زندگی میں اگر ہر لمحہ کوئی نئی بات نہ ہوتی رہے تو میں بور ہو کر مر جاؤں گا۔"

"اوہ سمجھی! اچھا ٹھہرو.... میں لباس تبدیل کر لوں۔"

ہمبگ کمرے میں نہیں گیا باہر ہی کھڑا ہو کر انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد رانی باہر آئی....

پھر جب وہ آگے بڑھ رہے تھے دفعتاً ہمبگ کی خوابگاہ کے فون کی گھنٹی بجی....!

"میں ایک منٹ میں واپس آیا ڈارلنگ....!" ہمبگ کمرے کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

فون پر دوسری طرف سے راجن کی آواز سنائی دی۔ جو کہہ رہا تھا۔ "سب کچھ خاک میں مل گیا باس! وہاں اب کچھ بھی نہیں ہے....!"

"بس ختم!....اسے بھول جاؤ!" ہمبگ نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

پھر وہ دونوں متعدد راہداریوں سے گذرتے ہوئے ایسی جگہ پہنچے جہاں رانی کو رک جانا پڑا۔ کیونکہ ہمبگ اچانک متحیرانہ انداز میں اچھل پڑا تھا۔

"کیوں؟ کیا ہوا...." وہ بوکھلا کر بولی۔

"وہ دیکھو....اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے مقفل کیا تھا۔" ہمبگ نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

"کس کا کمرہ....؟"

"عمران کا....!"

"اوہ....مگر....!"

"آؤ دیکھیں...." ہمبگ اسے اس کمرے میں لایا جو بالکل خالی تھا۔

"تم نے کمرے کو مقفل کیا تھا۔" رانی نے اسے گھور کر کہا۔ "تمہیں ہوش کہاں تھا میں نے تو تمہیں تمہارے کمرے میں بھجوایا تھا....اور تم اس وقت بے خبر سو رہے تھے۔"

"تو پھر میں نے خواب دیکھا ہو گا....مگر...."

"ہاں۔ حیرت کی بات ہے....کیونکہ کمرہ تم نے مقفل کیا تھا۔" رانی تشویش کن لہجے میں بولی۔ "اگر واقعی نکل گیا تو بڑی بدنامی کا سامنا کرنا ہو گا۔"

"جہنم میں جائے....اچھا خاصا موڈ تباہ کر دیا مردود نے...." ہمبگ غرایا۔

پھر محل میں چاروں طرف گھنٹیاں بجنے لگیں۔ گوشہ گوشہ چھان مارا گیا۔ لیکن انکا پاگل مہمان کہیں نہ ملا....

"ایس۔ پی کو فون کرو...." رانی نے ہمبگ سے کہا۔

"کر دیا جائے گا....چلو....فی الحال اپنی خواب گاہ میں چلو۔" ہمبگ بولا۔ پھر وہ اسے خوابگاہ میں لایا اور دروازہ بند کر کے بولا۔

"اس گوشے میں کھڑی ہو جاؤ.... اور مجھے بلڈاگ بے پو کی طرح پکارو ڈارلنگ....!"

"ھمبی...." رانی اٹھلائی۔

"نہیں.... پکارو!" ہمبگ نے سسکاری لی اور گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑا۔

اب وہ کتوں ہی کی طرح گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے بل چل رہا تھا۔

"ھمبی.... اٹھو.... نہیں۔" رانی پھر ٹھنکی۔

"نہیں.... مجھ سے میری مسرتیں نہ چھینو!" ہمبگ نے دردناک لہجے میں کہا۔ "تم نہیں جانتیں، مجھے کتنا سکون ملتا ہے.... جب تم مجھے بے پو کہہ کر پکارتی ہو اور میں تمہارے گرد ناچنے لگتا ہوں.... پکارو.... پکارو.... خدا کے لیے پکارو۔"

"بے پو....!" رانی کی سریلی آواز کمرے میں گونجی اور ہمبگ کسی سردی کھائے ہوئے پلے کی طرح چیاؤں چیاؤں کرتا ہوا اس کے قدموں میں لوٹنے لگا۔

O

رات کے کھانے پر ہرن کا گوشت تھا۔ آج انہوں نے دو شکار کیے تھے۔ کھانے کے بعد وہ کافی نوشی کے لیے لائبریری میں آئے جس کی الماریاں ایکشن سے بھرپور امریکی ناولوں سے بھری ہوئی تھیں۔

"اچھا.... چچا جان....!" عمران نے ڈاکٹر داور کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اب تم جاؤ ورنہ رات بھر خواب میں خرگوش مارتے پھرو گے.... کیا میں تماری پیشانی پر رخصتی بوسہ رسید کر دوں...."

"ویری.... گڈ....!" صفدر جنگ عمران کو تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "میں تم میں ایک اوّل درجے کا کاؤ بوائے دیکھ رہا ہوں۔ وہ بھی باپ اور چچا سے دوستوں کی طرح پیش آتے ہیں...."

ڈاکٹر داور بڑبڑاتے چلے گئے.... انہیں واقعی عمران کے اس بے تکے تخاطب پر غصہ آ گیا تھا۔ جیسے ہی انہوں نے لائبریری سے قدم نکالا.... وہ سب اونچی آوازوں سے ہنس پڑے۔ لیکن نینا خاموش رہی.... عمران نے اسے اس انداز میں گھور کر دیکھا جیسے اس نے قہقہہ نہ لگا کر عمران کی شان میں گستاخی کی ہو....!

پھر وہ سب بیٹھ گئے.... اب عمران کا مرکز نظر ثناء اللہ شارٹی تھا۔

"تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟" شارٹی فرش پر پیر مار کر غرایا۔

"گھورنے کی چیز ہو پیارے۔" عمران کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی!

"کیا مطلب....؟" شارٹی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"دھیرج! دھیرج!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں غلط نہیں کہہ رہا.... امریکہ چلے جاؤ تو ٹکٹ لگ جائے تم پر...."

"باس!" وہ اپنی ہتھیلی پر گھونسا مار کر گرجا۔ "میں نہیں برداشت کر سکتا۔"

"مت برداشت کرو۔" صفدر جنگ نے لاپروائی سے کہا۔

اب نینا کو عمران کی عافیت خطرے میں نظر آنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ شیخ ثناء اللہ شارٹی کسی ارنے بھینسے کی طرح مضبوط اور عقل سے خالی ہے۔

عمران بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اس وقت ان لوگوں سے جان چھڑانا مشکل ہی ہو گا کیونکہ اس نے شارٹی کے اس رویہ پر صفدر جنگ کی آنکھوں میں مسرت آمیز چمک دیکھی تھی....

"لیکن!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر حقارت آمیز لہجے میں کہا.... "یہاں جگہ ناکافی ہو گی۔"

"لان پر نکل چلو!" صفدر جنگ بولا۔ اس کی آواز میں مسرت آمیز ارتعاش تھا۔

"اندھیرے میں...." نینا نے ہانپتے ہوئے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

"ہارڈی....!" صفدر جنگ نے منشی کرامت علی کو مخاطب کیا۔ "چار پیٹرو میکس لیمپ روشن کراؤ.... جلدی....!"

"لل.... لیکن باس!" نینا بدحواس ہو کر بول پڑی۔ "اگر یہ حضرت ٹوٹ پھوٹ گئے تو.... پھر بندوق...."

"پرواہ نہیں...." صفدر جنگ ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"مر گئے توڑنے پھوڑنے والے!" عمران نے کسی شریر اور ضدی بچے کی طرح کہا۔

ذرا ہی سی دیر بعد لان کا بڑا حصہ روشن ہو گیا.... اس ہنگامے کی اطلاع ڈاکٹر داور کو بھی ہو گئی تھی۔ وہ بوکھلائے ہوئے دوڑے آئے اور صفدر جنگ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کا بھتیجا کریک ہے وہ اسے معاف کر دیں.... لیکن صفدر جنگ نے گردن جھٹک دی۔

"ناممکن.... شارٹی پاگل ہو جائے گا اگر وہ اپنی توہین کا بدلہ نہ لے سکے۔"

جب ڈاکٹر داور کو یقین ہو گیا کہ یہ آئی ٹل نہیں سکتی تو چپ چاپ وہاں سے چلے گئے۔ بھلا انہیں اس طوفان بدتمیزی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی....

جیسے ہی وہ مقابل ہوئے۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اچھا بھائی شیخ ثناء اللہ شارٹی اگر کوئی ہاتھ ذرا زور سے پڑ جائے تو معاف کر دینا.... ویسے اگر تم مجھے ایک ہاتھ بھی مار سکے تو میں بھی تمہاری طرح سر منڈوا کر ڈاڑھی رکھ لوں گا...."

شارٹی اس پر شیر کی طرح دھاڑنے لگا تھا۔ نینا سچ مچ خوف سے کانپ رہی تھی کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی کئی بار شارٹی کے ہاتھوں دوسروں کی مرمت کا نظارہ کر چکی تھی .... وہ ایک اچھا خاصا مکاباز تھا۔

پھر مقابلہ شروع ہو گیا۔ شارٹی نے پہل کی.... یعنی عمران پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے بایاں ہاتھ اس کے جبڑے پر رسید کر دیا اور پھر غرایا۔ "نمبر ایک....!"

شارٹی بری طرح لڑکھڑا گیا مگر گرا نہیں کیونکہ وہ خود بھی کافی جان دار تھا۔

مقابلہ جاری رہا.... شارٹی بری طرح پٹتا رہا اور یہ حقیقت تھی کہ وہ ابھی تک عمران کو ایک ہاتھ بھی نہیں مار سکا تھا۔ نینا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ آخر کار عمران نے آخری ہاتھ مقابل کی کنپٹی پر رسید کر دیا اور وہ کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔

"بریوو!" صفدر جنگ ہاتھ اٹھا کر چیخا اور پھر چھلانگ لگا کر گرے ہوئے شارٹی پر جھک پڑا۔ اب وہ گنتی گن رہا تھا۔ "ایک.... دو.... تین.... چار۔"

لیکن شارٹی "دس" پر بھی نہ اٹھ سکا۔ وہ بے چارہ تو بے ہوش ہو چکا تھا۔

"بریوو...." صفدر جنگ عمران کا ہاتھ اوپر اٹھاتا ہوا غرایا.... "ابے تم مستری ہو؟"

"جی ہاں.... اور آدمیوں کی مرمت کا اسپیشلسٹ!" عمران نے بڑی سعادت مندی سے جواب دیا!....

"آج رات بھر جشن ہو گا.... ہاہاہا!" صفدر جنگ نے قہقہہ لگایا۔ پھر عمران کی پیٹھ پر ٹھونکتا ہوا بولا.... "لڑکے میں تمہیں بہت پسند کرنے لگا ہوں اوہ.... بوائے.... مائی بوائے۔"

اور پھر جشن میں ثناء اللہ شارٹی بھی شریک ہوا۔ لیکن وہ زبردستی خود کو سنبھالے رکھنے کی

کوشش کر رہا تھا.... اور اس کی آنکھوں سے کینہ توزی جھلک رہی تھی۔

جشن کیا تھا اچھا خاصا طوفان بد تمیزی تھا.... صفدر جنگ کے ملازمین باورچی خانے سے خالی کنستر اٹھا لائے تھے اور انہیں پیٹ پیٹ کر الٹے سیدھے گیت گا رہے تھے.... ایک ہیجڑوں کے سے انداز میں ناچ بھی رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد یہ ہنگامہ ختم ہوا اور کافی کا دور چلنے لگا.... اسی دوران میں عمران نے شیخ ثناء اللہ شارٹی کو آنکھ مار دی۔

”ابے تو کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے؟“ وہ دانت پیس کر چیخا۔

”کیا بات ہے؟“ صفدر جنگ چونک پڑا۔

”آنکھ مارتا ہے باس....!“

صفدر جنگ نے قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا۔ دوسرے بھی ہنس رہے تھے۔

”لڑکے میرے آدمیوں میں شامل ہونا پسند کرو گے۔“ کچھ دیر بعد اس نے عمران سے پوچھا۔

”باس!“ نینا عمران کے جواب سے پہلے ہی بول پڑی۔ ”ہم نہیں جانتے یہ کون ہے؟“

”بکواس!“ وہ ہاتھ جھٹک کر بولا۔ ”یہ بھی نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں؟“

”میں آپ سے متفق نہیں ہوں!“ عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

”کیا مطلب....؟“ صفدر جنگ میز پر ہاتھ مار کر اس کی طرف مڑا۔

”اگر میں نہ جانتا ہوتا کہ یہ کتنی بڑی سرکار ہے....!“

”چاپلوسی نہیں....!“ صفدر جنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ہمیں کوئی بھی نہیں جانتا۔ آج تک کوئی سمجھ ہی نہیں سکا کہ ہم کیا ہیں....“

”الو کے بیٹے!“ نینا نے دل میں کہا اور عمران بولا۔ ”میں آپ کو سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ وعدہ کرتا ہوں.... باس آپ اس قابل ہیں کہ ساری دنیا میں آپ کی شہرت ہو جائے.... اور یہ ممکن ہے....“

”وہ کس طرح....؟“ صفدر جنگ نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

”بڑی آسانی سے!“ عمران نے شیخ ثناء اللہ شارٹی کو گھورتے ہوئے کہا۔ پھر اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ایسے ایسے نادر الوجود کاؤبوائز پال رکھے ہیں آپ نے بھلا یہ کس دن کام آئیں گے....“

"پھر مجھ سے بولا.... " ثناء اللہ شارٹی چنگھاڑا۔

"چپ بے! خاموشی سے سن...." صفدر جنگ اس پر الٹ پڑا.... چند لمحے خونخوار نظروں سے اسے گھورتا رہا پھر عمران سے بولا۔ "بیان جاری رہے۔"

"پبلسٹی!" عمران متفکرانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "یہ ایٹم کا زمانہ ہے.... وہ زمانہ گزر گیا جب شہرت لوگوں کے پیچھے دوڑتی تھی.... اب شہرت کے پیچھے دوڑنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مس طمنچہ جان اگر فلموں میں کام نہ کرنے لگتیں تو بھلا انہیں کون جانتا۔ بس اپنے ڈیرے پر ہی ٹھمک ٹھمک کیا کرتیں...."

"مگر ہم اپنی پبلسٹی کس طرح کرائیں...."

"یہ رہی آپ کی پبلسٹی....!" عمران نے ثناء اللہ شارٹی کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ جو اس وقت ایک ہاتھ سے ڈاڑھی سہلا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے منڈے ہوئے سر پر چمپی کر رہا تھا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔" وہ دونوں ہاتھ میز پر پٹخ کر بولا۔

"میں اس کے لیے بھی تیار ہوں.... کیوں باس.... چلیں لان پر۔" عمران نے صفدر جنگ سے پوچھا۔

'نہیں پہلے پبلسٹی کا طریقہ بتاؤ...."

عمران خاموشی سے کافی پیتا رہا۔ اس کے چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے اس وقت وہ ایک شوخ اور کھلنڈرا لڑکا معلوم ہو رہا تھا۔

"حیرت انگیز چیزیں بہت جلد مشہور ہو جاتی ہیں۔" وہ کچھ دیر بعد بولا۔ "مثال کے طور پر ایک سڑک سے روزانہ ہزاروں آدمی گزرتے ہیں لیکن کوئی ان کی جانب متوجہ نہیں ہوتا.... اچھا فرض کیجئے آپ کی نظر سے کوئی ایسا آدمی گزرے جو بہترین سوٹ پہنے اور گلے میں پھٹے پرانے جوتوں کا ہار لٹکائے سڑک سے گزرے.... تو اس کا کیا حال ہوگا.... بھیڑ لگ جائے گی نا۔"

"ابے کیوں میری مٹی پلید کرائے گا.... حرامزادے....!" شارٹی اپنا سینہ پیٹ کر دہاڑا۔

"دھکے دے کر باہر نکلوا دوں گا۔" صفدر جنگ غرایا۔ "تم خاموش کیوں نہیں رہتے۔"

نینا بے تحاشہ ہنس رہی تھی اور عمران شدت سے سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد جب صفدر جنگ پھر جواب طلب نظروں سے اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے بڑی عاجزی سے کہا۔ "میں اب کچھ نہ کہوں گا۔"

"نہیں کہنا پڑے گا.... " صفدر جنگ زانو پر ہاتھ مار کر غرایا۔

" اچھا تو سنیے! شیخ ثناء اللہ شارٹی کی تصویر اخباروں میں چھپنی چاہیے۔ ایسی حالت میں کہ جسم پر کاؤ بوائے سوٹ ہو اور گردن میں ڈھولک لٹک رہی ہو۔"

نینا پھر بے تحاشہ ہنس پڑی اور شیخ ثناء اللہ شارٹی کے حلق سے ایسی ہی آوازیں نکلنے لگیں جیسے دو کتے آپس میں لڑ پڑے ہوں.... غالباً اسے اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ اظہار خیال کے لیے الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے....!

" کیا بات ہوئی....!" صفدر جنگ آنکھیں نکال کر غرایا۔ " ہمارا مضحکہ اڑانا چاہتے ہو؟"

" سرکار....!" عمران ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا.... " پوری بات سن لیجیے جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کے لیے دلائل بھی رکھتا ہوں۔"

" بکو.... لیکن اگر مجھے مطمئن نہ کر سکے تو کھال کھنچوا لوں گا....؟"

" میری کھال کے زنانہ سینڈل نہایت سبک رفتار ہوں گے.... لیکن خیر.... ہاں تو میں گزارش کر رہا تھا۔ لیکن ٹھہریے! پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ عجیب و غریب چیزیں جاذب توجہ ہوتی ہیں اور ہمیشہ ذہنوں سے چپکی رہتی ہیں.... اس ڈھولک والی تصویر کے نیچے لکھا ہونا چاہیے کہ یہ نواب صفدر جنگ بہادر کے ایک ایسے شکاری کی تصویر ہے جو حیرت انگیز طور پر تنہا شیر کا شکار کرتا ہے یعنی ڈھولک بجا بجا کر خود ہی ہانکا کرتا ہے اور پھر شیر کو گولی بھی خود ہی مار دیتا ہے.... مچان پر کبھی نہیں بیٹھتا.... لیکن شیر کو مار دینے کے بعد نہ جانے کیوں کتوں کی طرح بھونکنے لگتا ہے.... تہلکہ مچ جائے گا ساری دنیا میں ذرا میری تجاویز پر عمل کر کے تو دیکھیے۔"

www.urdurans.com

صفدر جنگ چند لمحے سوچتا رہا پھر بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

" بہترین تفریح....!" وہ اپنے قہقہوں پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ " واقعی ہم خوش ہوئے.... ایسا ہی ہو گا.... اوہ بوائے.... اوہ بوائے.... تم آج سے ہمارے عزیز ترین ساتھی ہو....!"

پھر وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا اس کی نگاہ نینا کے چہرے پر جم کر رہ گئی تھی اور شارٹی قہر آلود نظروں سے عمران کو گھورے جا رہا تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر دفعتاً صفدر جنگ بولا۔ " لیکن تم میری سیکرٹری سے عشق کرنے کی کوشش نہیں کرو گے سمجھے.... جوان آدمی...."

"ان سے عشق کروں گا.....!" عمران نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہے.... ارے جناب! ستر ستر سال کی بوڑھیاں پیچھے لگی رہتی ہیں مگر میں کسی کو لفٹ نہیں دیتا۔ ویسے مجھے اپنی بکری کے علاوہ آج تک کسی اور سے عشق نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ صبح شام ڈھائی سیر دودھ دیتی ہے الحمدللہ۔"

نینا شرم اور جھلاہٹ کے ملے جلے اثرات کے تحت بوکھلا کر اٹھی اور تیزی سے ہال سے نکل گئی۔ یہ ہنگامہ ایک بجے رات سے زیادہ نہ رہ سکا کیونکہ صفدر جنگ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ ویسے عمران تو یہی سمجھا تھا کہ "رات بھر جشن" والی دھمکی کو عملی جامہ ضرور پہنایا جائے گا.... اس نے بھی اطمینان کا سانس لیا اور اس کمرے میں چلا آیا جو ان "چچا بھتیجے" کو شب بسری کے لیے ملا تھا۔

ڈاکٹر داور جو بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ عمران کو دیکھ کر رک گئے۔ چند لمحے عمران کو گھورتے رہے پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "یہ کس جنجال میں پھنسا لیا تم نے۔ اب یہاں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی مگر کیوں؟ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم خود ہی یہاں الجھے رہنا چاہتے ہو۔"

"آج کل میرا دماغ قابو میں نہیں.... یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔" عمران مسکرایا۔

"مجھے یقین نہیں...."

کچھ دیر خاموشی رہی پھر عمران پلنگ پر ڈھیر ہوتا ہوا بولا.... "آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہمیں واپس چلنا چاہیے...." ڈاکٹر داور متفکر انداز میں بولے۔ "پھر یک بیک چونک کر عمران سے پوچھ بیٹھے۔ "وہاں تمہیں کون لایا تھا؟"

"کیا آپ بھی میرے اسی سوال کا جواب دے سکیں گے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا ایک رات سکون سے سویا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو اس تہہ خانے میں تھا۔ میرے خدا.... لیکن تم کیسے ان لوگوں کے ہتھے لگے تھے؟"

"میں بھی نہیں جانتا۔ رانی ساجد نگر کے محل میں سویا تھا.... جھونپڑوں کے خواب دیکھ رہا تھا کہ کسی نے غلطی سے اس مقبرے میں پہنچا دیا۔"

"رانی ساجد نگر کے محل میں۔" ڈاکٹر داور نے حیرت سے کہا۔ پھر کچھ پوچھنا چاہتے تھے کہ عمران بول پڑا۔ "اس دوران کبھی کسی کبڑے سے بھی ملاقات ہوئی تھی مطلب یہ کہ اس تہہ خانے میں پہنچنے سے پہلے یا بعد میں۔"

"نہیں.... کبھی.... نہیں.... کیوں؟"

"کچھ نہیں.... " عمران کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر سر اٹھا کر پوچھا۔

"آپ کا وہ ٹیلیسکوپک کیمرہ کہاں ہے جس سے آپ نے بے آواز سیارے کی تصویریں لی تھیں؟"

"محفوظ ہے.... تم اس کی فکر نہ کرو.... وہ لوگ مجھے تہہ خانے میں قید کر دینے کے باوجود بھی اس کے متعلق کچھ نہ اگلوا سکے۔" ڈاکٹر داور نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہام....!" عمران دانت پر دانت جما کر بولا۔ "اسی خلاکار بادے کی طرح محفوظ ہو گا جسے تقریباً بسمل ہی اڑا لے گئی تھی....!"

"اوہ...." ڈاکٹر داور ٹہلتے ٹہلتے رک گئے ان کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

"اپنی پہلی فرصت میں مجھے اس جگہ کا پتہ بتایئے جہاں آپ نے اسے چھپایا ہے۔"

"آبزرویٹری ہی میں ایک جگہ...."

عمران اس طرح کراہا جیسے کسی نے اس کے سر پر ڈنڈا رسید کر دیا ہو۔

"کیوں کیا بات ہے....؟" ڈاکٹر داور بوکھلا گئے۔

"جو لوگ آپ کو غائب کر سکتے ہیں.... کیا وہ اسے تلاش نہ کر سکیں گے؟ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اطمینان سے تلاش جاری رکھنے ہی کے لیے آپ کو وہاں سے ہٹایا ہو۔"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون....؟" ڈاکٹر داور چونک پڑے۔

"دروازہ کھولو۔" باہر سے آواز آئی۔

عمران خود اٹھا اور ڈاکٹر داور کو بیٹھ جانے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

باہر سے دستک دینے والا خبطی کرامت علی ہارڈی تھا وہ ان دونوں کو گھورتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ یہ ایک کم سخن آدمی تھا لیکن اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی آتش فشاں ہی کی طرح پھٹ پڑے گا۔

"تم اپنے کو کیا سمجھتے ہو؟" وہ عمران کی طرف مکا تان کر دہاڑا۔

"کیا بات ہے پیارے.... کیوں خفا ہو رہے ہو؟" عمران مسکرا کر بولا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا.... لفنگے ہو تم.... بدمعاش.... آوارہ.... میرے باس کے ساتھ کسی قسم کا فراڈ کرو گے۔ تم لوگ مستری نہیں ہو.... پچھلے ایک سال سے آج تک بالا نگر

اور ساجد نگر کے درمیان ٹریفک کا کوئی حادثہ نہیں ہوا۔"

"تمہیں یہ اطلاع اپنے باس کو ہی دینا چاہیے تھی۔ بھلا مجھے بتانے سے کیا فائدہ!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"اب وہ کسی کی کچھ نہیں سنیں گے.... تم پکے چالباز اور مکار ہو! وہ کہتے ہیں کچھ بھی ہو' میں اس نوجوان سے دستکش ہونا پسند نہ کروں گا....!"

"عقلمند آدمی ہیں۔" عمران نے سر ہلایا۔

"ارے.... ادھر دیکھو!" منشی کرامت علی ہارڈی پھر اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔ "اگر تم نے ہم لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی تو اچھا نہ ہوگا۔"

"کیا تم لوگوں میں وہ لڑکی بھی شامل ہے۔" عمران نے بڑی سعادت مندی سے پوچھا۔

پہلے تو کرامت علی ہارڈی کچھ نہ سمجھا لیکن پھر جب اس طنز کا نکیلا پن ذہن کے کسی گوشے سے ٹکرایا تو وہ بے تحاشہ عمران پر جھپٹ پڑا۔

"جناب۔ جناب....!" ڈاکٹر داور دونوں کے درمیان حائل ہوتے ہوئے گڑگڑائے۔

"تم ہٹ جاؤ بڑے میاں....!" کرامت علی ہارڈی انہیں ہٹانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ لیکن وہ بھی بھاری جسم کے آدمی تھے۔

"آپ سنیئے تو سہی....!" ڈاکٹر داور نے پھر لجاجت سے کہا۔

"آؤ دوست....!" دفعتاً عمران منشی کرامت علی ہارڈی کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "ہم کہیں الگ چل کر سمجھ بوجھ لیں...." پھر ڈاکٹر داور سے کہا۔ "چچا جان آپ یہیں ٹھہریں میں ابھی واپس آ جاؤں گا...."

وہ دونوں کمرے سے نکل کر پورچ میں آئے.... یہاں دو ملازمین اس وقت چوکیداری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

"جاؤ...." کرامت علی ہارڈی ہاتھ ہلا کر ان سے بولا۔ "ہم یہاں کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تم نے رکھوالی کے کتے کھول دیئے ہیں یا نہیں....؟"

دونوں چوکیدار اثبات میں جواب دے کر وہاں سے چلے گئے۔

"سنو چالاک آدمی!" کرامت علی ہارڈی نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ابھی ہمارے ہاتھ میں ایک کارڈ باقی ہے.... ہم تمہیں جہنم میں پہنچا دیں گے....!"

"وہ کون سا کارڈ ہے پیارے منشی جی؟"

"ابھی ہم نے ایک خاص بات کی طرف باس کی توجہ نہیں دلائی۔۔۔!"

"یار وہ خاص بات بھی جلدی سے بتا ڈالو۔۔۔" عمران نے مضحکانہ انداز میں کہا اور منشی کرامت علی ہارڈی کا غصہ انتہائی حدوں پر پہنچنے لگا۔

"تم دونوں بھی ان نامعلوم آدمیوں سے تعلق رکھتے ہو جو ہم سے یہ کوٹھی خالی کرا لینا چاہتے ہیں۔ جہاں میں نے اس طرف توجہ دلائی تمہاری کھال کھنچوالی جائے گی۔ سمجھے! اور مجھے یقین ہے کہ تم دونوں انہیں میں سے ہو۔"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور منشی کرامت علی نے ایک زہریلے قہقہے کے بعد کہا۔

"لیکن میں تم جیسے حقیر آدمیوں پر ایک احسان کرنا چاہتا ہوں!"

"اوہو۔۔۔۔ تو احسان کرنے سے پہلے اس کی نوعیت بھی بتا جاؤ۔۔۔۔"

"جاؤ۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔ کیونکہ آج کل میں لاشیں دیکھنے اور انہیں دفن کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔۔ تم دونوں یہیں کہیں دفن کر دیئے جاؤ گے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔"

"ارے باپ رے۔۔۔۔" عمران خوفزدہ انداز میں لرزنے لگا۔۔۔۔

منشی کرامت علی ہارڈی نے پھر قہقہہ لگایا۔۔۔۔

"ارے منشی جی۔۔۔۔! اے منشی جی رحم کرو ہمارے حال پر!" عمران گڑگڑایا۔ "کان پکڑتا ہوں کہ اب تم دونوں سے نہیں الجھوں گا۔"

"اور دوسری بات۔۔۔۔!" منشی کرامت علی ہارڈی لاپرواہی سے بولا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ شارٹی تمہیں گولی مار دے۔۔۔۔ وہ بڑا کینہ توز آدمی ہے۔"

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں پوچھا۔

"بھاگ جاؤ۔۔۔۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے۔۔۔۔ میں اس پوری بھیڑ میں سب سے زیادہ شریف آدمی ہوں۔۔۔۔"

"مگر اس وقت رات کو۔۔۔۔"

"صبح کو سہی!" کرامت علی سر ہلا کر بولا۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندر سے ایک چیخ سنائی دی۔ پھر ایسا ہوا معلوم ہونے لگا جیسے کچھ

آدمیوں نے آپس میں دھینگا مشتی شروع کر دی ہو۔

"اوہ.... تو پھر وہی...." کرامت علی کہتا ہوا صدر دروازے کی طرف جھپٹا۔

نہ جانے کیوں عمران محسوس کر رہا تھا جیسے وہ چیخ ڈاکٹر داور کی رہی ہو.... وہ بھی کرامت علی کے پیچھے جھپٹا۔ اندر اندھیرا تھا اور ہاتھاپائی کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں۔ دفعتاً کسی گوشے سے صفدر جنگ کی گرجدار آواز ابھری۔

"خبردار.... گولی مار دوں گا.... جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے....!"

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" عمران نے ہانک لگائی۔

"آج ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔" عمران نے پھر صفدر جنگ کی گرج سنی۔

چاروں طرف اندھیرا تھا۔ کسی کمرے میں روشنی نہیں تھی سارے پیٹرومیکس لیمپس بجھے پڑے تھے....!

شور اب بھی جاری تھا۔ کچھ دیر بعد اچانک کئی ٹارچوں کی روشنیاں اندھیروں میں چکرانے لگیں اور پھر شاگرد پیشے سے کچھ لالٹینیں بھی آ گئیں۔

لیکن ہنگامے کی نوعیت عمران کی سمجھ میں نہ آ سکی۔ کیونکہ وہاں صفدر جنگ کے ملازمین کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا۔ اور شاید انہیں بھی کسی کی تلاش تھی۔ ایک ایک کمرہ دیکھتے پھر رہے تھے۔ عمران اپنے کمرے کی طرف جھپٹا۔ لیکن وہ خالی ملا۔ ڈاکٹر داور کا کہیں پتہ نہ تھا۔

"چچا جان!" اس نے حلق پھاڑ کر آواز دی.... پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں پکارتا ہی چلا گیا۔

"خاموش رہو...." پشت پر صفدر جنگ کی دہاڑ سنائی دی۔

"سس.... سرکار.... چچا جان...." عمران ہکلا کر رہ گیا۔

"وہ کہاں ہے....؟"

"پپ.... پتہ نہیں! میں کیا کروں؟" عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔

پھر ڈاکٹر داور کی تلاش شروع ہو گئی۔ کچھ لوگ باہر نکل کر سڑک کی جانب بھی دوڑتے چلے گئے لیکن ڈاکٹر داور کا سراغ نہ مل سکا۔

عمران نے ان کے کمرے میں خاصی ابتری پائی تھی.... دونوں مسہریاں اپنی جگہ سے کھسکی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور ان کے درمیان چھوٹی میز الٹی پڑی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سب پھر ہال میں نظر آئے.... اب پوری کوٹھی روشن تھی۔ صفدر جنگ

عمران کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ دفعتاً اس نے کسی قسم کا اشارہ کیا اور اس کے دونوں مصاحبوں کے ریوالور ہولسٹروں سے باہر نکل آئے۔

"اب بتاؤ!" صفدر جنگ انتہائی سرد لہجے میں بولا۔ "تم ہر حال میں اگلو گے۔"

"میں نہیں سمجھا باس!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں.... وہ سبھی اسے کڑے تیوروں سے گھور رہے تھے۔

عمران کو ان سب کے چہروں پر خونخواری نظر آئی۔ اس نے کچھ دیر قبل منشی کرامت علی ہارڈی سے کچھ ایسے آدمیوں کے متعلق سنا تھا کہ جو صفدر جنگ سے یہ کوٹھی خالی کرانا چاہتے تھے وہ سوچنے لگا کہ کہیں صفدر جنگ کے ذہن میں بھی انہیں دونوں کے خلاف شبہات ہر نہ ابھاریں کیونکہ وہ دونوں پراسرار حالات ہی کے تحت وہاں تک پہنچے تھے۔ ایسی صورت میں ان پر شبہ کیا جانا لازمی تھا.... لیکن ڈاکٹر داور....! عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے چاروں طرف کھڑے ہوئے آدمیوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور ان کی نالیں اسی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ اگر وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی کرتا تو سارا جسم چھلنی ہو کر رہ جاتا اور منشی کرامت علی ہارڈی کو (موڈ میں نہ ہونے کے باوجود بھی) وہاں ایک نئی قبر کھودنی پڑتی۔

"سس سرکار.... سنئے تو سہی! میرے چچا جان...." عمران پھر خوفزدہ انداز میں ہکلایا۔

"میرے آدمی اسے تلاش کر رہے ہیں۔" صفدر جنگ غرایا "تم فی الحال میرے سوالوں کا جواب دو۔"

اتنے میں نینا باہر جانے کے لیے مڑی اور جب وہ ہال سے باہر نکل گئی تو عمران نے ایک چھت شگاف قہقہہ لگایا۔

"کیا بے ہودگی ہے؟" صفدر جنگ دہاڑا....

"سرکار!" عمران یک بیک سنجیدہ ہو کر بولا۔ "اس لڑکی کی پتلون تو ڈھیلی ہی کرا دیجئے۔"

"کیا مطلب....؟"

"بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے دو تربوز آپس میں لڑتے جھگڑتے چلے جا رہے ہوں...."

مصاحبین اور ملازمین ہاتھوں میں منہ دبائے ہوئے دوسری طرف مڑ گئے۔ لیکن "کھی کھی کھی" کی آوازیں تو سنی ہی جا سکتیں تھیں....

اب صفدر جنگ اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ملازمین بھی سنبھل گئے لیکن ان کے چہروں پر بناوٹی سنجیدگی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پچویشن کے تصور ہی کی بناء پر دوبارہ ہنس پڑیں گے۔

دفعتاً صفدر جنگ نے متحیرانہ لہجے میں آہستہ سے پوچھا۔ "لڑکے تم خوفزدہ نہیں ہو....؟"

"ہرگز نہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "پستول تو کیا توپ بھی مجھے ختم نہ کر سکے گی۔ میری موت تو صرف ایک ذریعہ سے آسکتی ہے...."

"وہ کیا...؟"

"باس یہ ہمیں باتوں میں الجھائے رکھنا چاہتا ہے۔" ثناء اللہ شارٹی بول پڑا۔

"تم بکواس بند کرو.... ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" صفدر جنگ جھلاہٹ میں دونوں ہاتھ جھٹکتا ہوا غرایا۔ پھر عمران سے بولا۔ "ہاں تو تمہاری موت کس ذریعے سے آسکے گی۔ مجھے بھی بتاؤ....!"

"کسی چڑچڑی اور لڑاکی عورت سے میری شادی کرا دیجئے.... انشاء اللہ پہلی ہی جھڑپ میں، میں اللہ کو پیارا ہو جاؤں گا۔" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

صفدر جنگ ہنسنے لگا۔

"باس....!" منشی کرامت علی ہارڈی نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ! میں کچھ نہیں سننا چاہتا.... جاؤ تم سب چاروں طرف پھیل جاؤ اور بوڑھے آدمی کو تلاش کرو۔"

وہ سب طوعاً و کرہاً وہاں سے چلے گئے۔ نینا پہلے ہی جا چکی تھی۔ عمران اور صفدر جنگ تنہا رہ گئے۔

"بیٹھ جاؤ!" صفدر جنگ نے عمران کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے کسی قدر عقلمند بھی معلوم ہوتے ہو.... بیٹھو.... میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

عمران بیٹھ گیا۔ لیکن وہ ڈاکٹر داور کے لیے زیادہ مضطرب تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پھر انہی لوگوں کے ہاتھ میں جا پڑے ہیں جن سے انہیں حیرت انگیز حالات کے تحت چھٹکارا نصیب ہوا تھا۔

"تم کوئی بھی ہو!" صفدر جنگ کچھ دیر بعد بولا۔ "لیکن وہ ہرگز نہیں ہو سکتے جو ہم سمجھتے ہیں۔"

"میں نہیں جانتا کہ آپ نے ہم لوگوں کے متعلق کیا سوچا تھا...." عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "اور اس وقت اس ہنگامے کا مقصد بھی میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"میں اسی کے متعلق تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمہاری ہی وجہ سے میں معاملات کی تہہ تک پہنچنے کے قابل ہو سکوں گا....."

عمران خاموش رہا۔ وہ چاہتا تھا کہ صفدر جنگ گفتگو کو طول نہ دے سکے....!

کچھ دیر خاموش رہ کر صفدر جنگ خود ہی بولا۔ "تم نے ہی کہا تھا نا کہ اگر تم یہاں رک گئے تو ساجد نگر کی کتیا تمہیں زبردستی پکڑوا لے گی....."

"جی ہاں! میرا تو یہی خیال تھا!" عمران خیالات میں ڈوبا ہوا بڑبڑایا۔

"بس تو پھر یہ وہی ہے..... اسی کے آدمی یہاں ہڑبونگ مچایا کرتے ہیں۔" صفدر جنگ اٹھ کر ٹہلتا ہوا کہنے لگا۔ "اب میں اسے دیکھ لوں گا۔"

"لیکن وہ یہاں ہڑبونگ کیوں مچاتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے..... اس وقت تمہارے چچا کے غائب ہو جانے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ساجد نگر کے ہی آدمی ہیں۔ میں تقریباً ایک سال سے پریشان ہوں۔ ان میں سے ایک بھی آج تک ہاتھ نہیں آ سکا۔ مگر سنو لڑکے! میں کس طرح یقین کر لوں کہ تم بھی انہی میں سے نہیں ہو!"

"آپ کو یقین دلانے کی کیا صورت ہو گی؟" عمران نے ابلہانہ انداز میں پوچھا۔

دفعتاً باہر دھماکے کی آواز آئی اور دونوں بے ساختہ اچھل پڑے۔

○

رات کے دو بج رہے تھے۔ روشی رانی ساجد کے محل کے ایک کمرے میں بے خبر سو رہی تھی۔ غالباً وہ کسی قسم کی آواز ہی تھی جس نے اسے جگا دیا تھا۔ اسے فوری طور پر ایسا محسوس ہوا جیسے سارا جسم سن ہو کر رہ گیا ہو..... ہاتھ پیر ہلانے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی..... وہ کچھ دیر اندھیرے میں گھورتی رہی پھر کسی طرح داہنی کروٹ بدلنے میں کامیاب ہوئی تھی کہ آواز دوبارہ سنائی دی کوئی خوابگاہ کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔

وہ متحیر رہ گئی..... یہاں اس قسم کی کوئی حرکت اس کے لیے قطعی نئی تھی۔ پہلے کبھی اس کی خوابگاہ کا دروازہ اس طرح نہیں کھٹکھٹایا گیا تھا۔ وہ اٹھی اور سوئچ آن کر کے کمرے میں روشنی کر دی۔

دروازہ پھر کھٹکھٹایا گیا۔

"کون ہے؟" روشی نے دبی دبی سی آواز میں پوچھا۔

"دنیا کا عظیم ترین آدمی۔" باہر سے آواز آئی۔ "دروازہ کھولو۔"

آواز روشی کے لیے نئی نہیں تھی.... بھلا وہ ہمبگ دی گریٹ کے حکم کی تعمیل بے چون و چرا کیوں نہ کرتی، مالک ہی تھا۔ اس نے جھپٹ کر سلیپنگ گاؤن پہنا اور آگے بڑھ کر دروازے کا بولٹ گرا دیا۔ ہمبگ جھومتا ہوا اندر داخل ہوا اور مسہری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آداب بجا لاتی ہوں!.... یور ہائی نس۔" روشی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑ کر کہا۔

"مجھے یور ہائی نس کہہ کر مخاطب نہ کیا کرو۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "کیا تم نہیں جانتیں کہ لوگ مجھے یور ایڈیوسن کریسی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں؟"

"میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتی جناب!"

"اوہ گستاخی!" کبڑے نے قہقہہ لگایا۔ "ہمیشہ یاد رکھو میں دنیا کا عظیم ترین اور ذلیل ترین آدمی ہوں۔ تم اس وقت مجھے عظیم نہ سمجھو.... میں اس وقت عظیم ضرور تھا جب میں نے تمہارے دروازے پر دستک دی تھی...."

"تشریف رکھیے.... یور ایڈیوسن کریسی!" روشی نے کرسی پر جھک کر کہا۔

"یقیناً.... میں اسی لیے آیا ہوں۔" کبڑا کرسی پر ڈھیر ہوتا ہوا مسکرا لیا۔

روشی ایک طرف ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہاں میرے قریب کرسی لاؤ...." اس نے کچھ دیر بعد دردناک آواز میں کہا۔

"مم.... میں!" روشی ہکلائی۔

"ڈرو نہیں! میں ایک حقیر کبڑا آدمی ہوں.... ایسا کہ اگر کسی سڑک پر تم مجھے مل جاتیں اور میں اس طرح پیش آتا تو تم مجھے ٹھوکروں سے اڑا کر رکھ دیتیں...."

روشی صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی کچھ بولی نہیں۔ کبڑا شرارت آمیز تبسم کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "تم بہت چالاک ہو!"

روشی کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

دفعتاً کبڑے نے قہقہہ لگایا اور کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ روشی کی الجھن بڑھتی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے عمران ہی کی ہدایت پر نہ صرف وہاں ملازمت اختیار کی تھی بلکہ ان لوگوں کی نظروں میں عمران سے قطعی بے تعلق بنی رہی تھی اس وقت کبڑے کے تیور سے اس نے یہی

محسوس کیا تھا جیسے وہ ان دونوں کے متعلق سب کچھ جانتا ہو لہٰذا وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی کہ کبڑا پوچھ بیٹھا۔

"عمران کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

"جی کس کے متعلق...." روشی نے چونک کر سوال کیا۔

"عمران کے متعلق۔" کبڑا اس کی آنکھوں میں گھور رہا تھا۔

"اوہ.... وہ پاگل!" روشی ہنس پڑی۔ اپنی دانست میں وہ عمران کے متعلق لاعلمی ظاہر کرنے کی بڑی اچھی اداکاری کر رہی تھی۔

"کیا وہ حقیقتاً پاگل ہے....؟" کبڑے نے پوچھا اور روشی بہت زیادہ متحیر نظر آنے لگی....!

"بھلا میں کیا بتا سکوں گی سرکار....!"

کبڑا سنجیدہ ہو گیا....!

"کیا تم اس کے ساتھ نہیں رہتی تھیں....؟"

روشی نے ایک طویل سانس لی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کبڑا اس کے متعلق بہت کچھ جانتا ہے۔ لہٰذا اب عمران سے قطعی بے تعلقی ظاہر کرنا مناسب نہیں۔

"مجھے اعتراف ہے کہ میں اس کے ساتھ بہت دنوں تک رہی ہوں!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "پھر ہماری لڑائی ہو گئی تھی عرصہ ہوا اس کے فلیٹ کی رہائش ترک کر چکی ہوں۔"

"میں تم سے اس کے پاگل پن کے متعلق پوچھ رہا تھا....!"

"مجھے تو وہ ہمیشہ ہی سے پاگل معلوم ہوتا رہا ہے.... حقیقتاً وہ کیا ہے؟ میں نہیں جانتی...."

"تمہیں یہاں ملازمت کرنے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟"

"کسی نے بھی نہیں...." روشی نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ "بھلا مشورہ کون دیتا.... اشتہار دیکھ کر آ گئی تھی۔"

"میں کیسے مان لوں....؟"

"پھر تو...." روشی اٹھلائی۔ "اب مجھے یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ میں یہاں کس کے مشورے سے رکھی گئی ہوں.... میں تنہا تو نہیں تھی سرکار.... بہت سی امیدوار آئی تھیں۔"

"ہمپ.... ٹھیک ہے...." کبڑا کسی سوچ میں پڑ گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تم نے عمران کے بارے میں ہمیں کیوں نہیں بتایا تھا کہ تم اسے پہلے سے جانتی تھیں۔"

"میں نے ضروری نہیں سمجھا تھا کہ کسی غیر معقول آدمی سے اپنا کسی قسم کا تعلق ظاہر کروں۔"

"غیر معقول کیوں؟"

"حیرت ہے کہ اس کے متعلق بہت کچھ جاننے کے باوجود بھی آپ اسے غیر معقول نہیں سمجھتے۔"

"تم کیا جانو کہ میں اس کے متعلق کچھ جانتا ہوں۔"

"آپ کو میرے متعلق بھی تو بہت کچھ معلوم ہے....!"

"میں دراصل الجھن میں تھا.... وہ لڑکا مجھے بے حد پسند ہے۔ اس کی دیوانگی میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ کچھ دیر اسے یہاں رکھتا لیکن وہ پہرہ داروں کو بھی جل دے کر نکل گیا۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ رحمان صاحب کو کیا جواب دیا جائے گا...."

"میرا خیال ہے کہ اس کے باپ کو ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو گی...." روشی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

کبڑا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیا تم اسے تلاش کر سکو گی؟"

"ہم.... میں.... نہیں سرکار.... میں اس نامعقول آدمی کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"آخر کیوں؟"

"اس نے مجھے تباہ کر دیا.. بہلا پھسلا کر مجھے شاداب نگر سے لایا.. اور پھر علیحدگی اختیار کر لی۔"

"تم اس سے شادی کرنا چاہتی تھیں...." کبڑے نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں.... لیکن اب قریب قریب ان کی زندگی کی گاہک بن کر رہ گئی ہوں۔"

"اتنی دشمنی...."

"لیس یور ایڈیو سن کریسی۔" روشی نے گردن اکڑا کر تلخ لہجے میں کہا۔

"صفدر کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

"صفدر...." روشی یادداشت پر زور دینے کی سی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی۔ "میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا....!"

"تم میرے سیکرٹری کو نہیں جانتیں...."

"جانتی ہوں...."

"اس کا نام صفدر ہے۔"

"میں نے اسے عمران کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا...."

"میرا سیکرٹری اپنا حلیہ بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ ... میک اپ کا ماہر ہے!"

"تب تو میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔ بہر حال میں نے موجودہ حلیہ میں اسے عمران کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔"

کبڑا پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر دفعتاً سر اٹھا کر بولا۔ "اس روشن دان کی طرف دیکھو...."

روشی اس جانب دیکھنے لگی پھر جواب طلب نظروں کے ساتھ اس کی طرف مڑی.... کبڑا مسکرایا اور بولا۔ "کیا دیکھا؟"

"مجھے تو کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا...."

"وہاں ایک ایسا آدمی موجود ہے جس کے ہاتھ میں بے آواز ریوالور بھی ہے۔"

پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں کسی کو مخاطب کیا۔ "سامنے والی تصویر پر فائر کرو۔"

اچانک سامنے والی دیوار پر لگے ہوئے تصویری فریم کا شیشہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فرش پر آ گرا۔ روشی لرز گئی۔ اس کی خوفزدہ آنکھیں استفہامیہ انداز میں کبڑے کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"ڈرو نہیں...." کبڑے نے سرگوشی کی۔ پھر زور سے ہنس پڑا۔

روشی کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا.... کچھ دیر قبرستان کی سی خاموشی مسلط رہی پھر کبڑے کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے کی محدود فضا میں گونج اٹھی۔ "یہ اندیکھا اور بے آواز ریوالور صرف ان کے لیے ہے جو میرا حکم نہیں مانتے....!"

"م.... مگر.... میں نے تو...." روشی ہکلائی۔

"آؤ...." کبڑے نے کہا اور فرش پر اوندھا لیٹ گیا.... پھر چند لمحے خاموش رہ کر تحیر زدہ روشی کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔ "آؤ.... میرے کوبڑ پر بیٹھ جاؤ.... اور اسی طرح آگے پیچھے جھولتی رہو جیسے اونٹ پر سواری کرتے ہیں۔"

روشی بے ساختہ ہنس پڑی.... لیکن دوسرے ہی لمحے کبڑا کسی کٹکھنے کتے کی طرح غرایا۔ "کیا تم نے میرا حکم نہیں سنا...."

"اوہ.... سرکار.... یعنی کہ میں...."

"بکواس بند کرو.... ورنہ کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا اور تمہاری لاش کہیں دفن کر دی جائے گی.... میرے حکم کی تعمیل کرو.... چلو...."

روشی کی پوزیشن بے حد مضحکہ خیز ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرتا

چاہئے.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی پتھریلے مجسمے کی طرح ایک ہی جگہ بے حس و حرکت ہو کر رہ گئی ہو....!

”گلدان پر فائر کرو....!“ کبڑا سر اٹھا کر دہاڑا۔

روشندان سے پھر بے آواز فائر ہوا اور میز پر رکھا ہوا گلدان چور چور ہو گیا۔

روشی بزدل نہیں تھی لیکن اس سچویشن نے اسے صحیح معنوں میں دہلا کر رکھ دیا تھا اگر اس اندھے اور بے آواز ریوالور کا خوف نہ ہوتا تو وہ شاید ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتی۔ بات ہی مضحکہ خیز تھی.... ہزاروں پر حکومت کرنے والا زمین پر اوندھا پڑا ہوا اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے کوبڑ پر بیٹھ کر اس طرح ہلتی رہے جیسے اونٹ پر سواری کرنے والے آگے پیچھے جھولتے ہیں۔

”آؤ....“ کبڑا پھر غرایا اور روشی جھینپتے ہوئے انداز میں ہچکچاتے ہوئے قدموں سے اس کی طرف بڑھی....

”آؤ.... آؤ.... بل بل بل بل۔“ کبڑا دانت پر دانت جما کر کسی اونٹ ہی کی طرح بلبلایا.... روشی اس کے کوبڑ پر بیٹھ کر ہنسنے لگی.... مگر اس ہنسی میں بیچارگی اور شرمیلے پن کا امتزاج تھا۔

”جھولو.... جھولو....“ کبڑا موج میں آ کر اور زیادہ بلبلانے لگا۔

روشی ہنسی کے مارے دوہری ہوئی جا رہی تھی.... اس وقت اسے ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پہلی بار کسی مرد سے مخاطب ہوئی ہو۔ ایسا مرد جو مضحکہ خیز ہونے کی بناء پر ہنسنے پر مجبور کر دے اور جس سے شرم بھی آئے اسے خود اپنی مضحکہ خیز حیثیت پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور شرم بھی۔

”ہائے.... ہائے۔“ کبڑا کراہا۔ ”بس اسی طرح جھولتی رہو۔“

اس کے بعد وہ پھر اونٹوں کی طرح بلبلانے لگا۔ تقریباً دس منٹ تک یہی کیفیت رہی یعنی کبڑا کراہتا رہا اور روشی ”کھی کھی کھی“ کر کے ہنستی رہی۔ وہ اتنی اسمارٹ اور تنک مزاج ہونے کے باوجود اس وقت خود کو ایک ننھی سی بچی محسوس کر رہی تھی....

”بس اب اٹھ جاؤ....!“ کبڑے نے مضمحل اور بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

روشی اٹھ کر اس کے پاس سے ہٹ گئی لیکن اب بھی متحیرانہ انداز میں اسے گھورے جا رہی تھی اور کبڑا قطعی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے۔ سانس تیزی سے چل رہی تھی اور وہ اب بھی اوندھا ہی پڑا ہوا تھا۔

روشی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ پتہ نہیں کیوں وہ ایسی تھکن محسوس کر رہی تھی جیسے اس نے کسی اونٹ ہی کی پشت پر کوئی طویل سفر طے کیا ہو.....

وہ اس روشندان کی طرف دیکھنے لگی جس سے کچھ دیر پہلے دو بے آواز فائر ہوئے تھے لیکن وہاں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ کبڑا تھوڑی دیر بعد پھر کراہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی آنکھیں دھندلی تھیں اور چہرے پر تھکن کے گہرے آثار تھے۔

پھر وہ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا ایک کرسی میں ڈھیر ہو گیا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر روشی کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "تم بہت اچھی لڑکی ہو.... کیا مجھے تھوڑی سی برانڈی دو گی؟"

"میں قطعی نہیں پیتی جناب...."

"جھوٹ نہ بولو.... اچھی لڑکی.... تمہاری آنکھیں مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔"

"اوہ...." روشی ہنس کر بولی۔ "بہت پہلے کی بات ہے جب میں پیا کرتی تھی جب سے شاداب نگر چھوٹا۔ شراب بھی چھوٹ گئی۔"

"عمران بھی تو نہیں پیتا۔" کبڑے نے کہا جو براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"پتہ نہیں.... پہلے تو نہیں پیتا تھا۔" روشی نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا لڑکا ہے.... لیکن کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے.... ارے میں تو زندگی کی یکسانیت سے اکتایا ہوا ایک غیر متوازن آدمی ہوں۔ یہاں عیش بھی کرتا ہوں اور دارالحکومت کی سڑکوں پر ٹھوکریں بھی کھاتا پھرتا ہوں.... تم مجھے بتاؤ اگر میں کسی چوراہے پر سر کے بل کھڑا ہو جاؤں تو قانون کو اس سے کیا سروکار.... اگر دارالحکومت کے بچے میرے پیچھے تالیاں بجاتے پھریں تو کسی کو کیا.... میں زندگی کی یکسانیت سے بہت جلد اکتا جاتا ہوں۔"

"مم.... مگر.... یہ اونٹ...." روشی ہکلائی۔

"اوہ.... یہ....!" کبڑا ہنسنے لگا لیکن اس ہنسی میں شرمندگی کی بجائے ڈھٹائی تھی اور اس کی آنکھوں میں کسی شریر بچے کی آنکھوں کی سی چمک نظر آ رہی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک ہنستا رہا پھر سنجیدگی اختیار کرتا ہوا دردناک لہجے میں بولا۔ "میں اکثر سوچتا کہ مجھے اونٹ ہی ہونا چاہئے تھا.... نہ جانے کیوں.... دل چاہتا تھا کہ کوئی مجھے اونٹ سمجھے، مجھ پر سواری کرے.... البتہ بلڈاگ بننا مجھے پسند نہیں.... لیکن رانی مجھے یہی سمجھتی ہے.... مجبوری میں اسے کچھ کہہ تو نہیں سکتا.... کتنی محبت کرتی ہے مجھ سے...."

روشی متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی رہی اور پھر بولی۔ "اچھی لڑکی کیا تم میرے گال پر تھپڑ رسید کرو گی.... پوری طاقت سے مارو۔"

روشی کو پھر ہنسی آ گئی لیکن کبڑا یک بیک مغموم نظر آنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "شاید میری بے چین روح کو مرنے کے بعد بھی سکون نہ مل سکے۔"

لہجے میں رو دینے کا سا انداز تھا۔ روشی سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ کبڑا اب باقاعدہ ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔ روشی اسے خاموشی سے گھورتی رہی۔ پھر یک بیک وہ اسے ایک ننھا سا معصوم بچہ معلوم ہونے لگا اور نہ جانے کیوں اس کا دل بھر آیا۔ پھر وہ اس کی پوزیشن اور اپنی حیثیت کو بھلا کر مضطربانہ انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"تم چپ ہو جاؤ.... خدا کے لیے چپ ہو جاؤ.... دیکھو میں بھی رو رہی ہوں.... میں بھی رو رہی ہوں۔ عمران ہی نے مجھے یہاں بھجوایا تھا۔ تاکہ تم پر نظر رکھوں.... مگر تم تو صرف ایک سر پھرے بچے ہوں۔ عمران کو سمجھادوں گی کہ وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے۔"

کبڑے کی گریہ زاری میں مزید اضافہ ہو گیا۔ پھر وہ اچانک دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "مجھے جانے دو۔"

اور اسی طرح روتا اور سسکیاں لیتا ہوا باہر نکل گیا۔ روشی اب بھی روئے جا رہی تھی۔

دیر تک یہی کیفیت رہی پھر دفعتاً اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور ایسا محسوس ہوا جیسا نیند سے اچانک بیدار ہوئی ہو۔ وہ بے اختیارانہ دروازے کی طرف جھپٹی لیکن پھر رک گئی۔

"اوہ.... چوٹ دے گیا۔" وہ ران پر ہاتھ مار کر بڑبڑائی اور پھر مسہری پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا.... وہ سوچ رہی تھی کہ کبڑا اسے اچھی طرح بے وقوف بنا کر عمران اور خود اس کے متعلق معلومات حاصل کر گیا ہے۔ اب کیا ہو گا۔ عمران کسی معمولی شبہے کی بنا پر اس طرح اس کے پیچھے نہ لگا ہو گا۔ یقیناً کوئی خاص بات ہو گی.... پھر اسے عمران پر بھی غصہ آ گیا سارے معاملات سے آگاہ کر کے اسے وہاں جھونکا ہوتا۔ نادانستگی میں پٹ جانے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا لیکن اب اس کا کیا حشر ہو گا۔

اب نیند کا کوسوں پتہ نہیں تھا۔ وہ بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔

O

دوسری صبح نینا اٹھی تو اسے اپنا سارا جسم پھوڑے کی طرح دکھتا محسوس ہو رہا تھا تقریباً ساری رات ہنگاموں میں ہی گزری تھی۔ دھماکے کے بعد وہ سب ہی باہر کھلے میدان میں نکل گئے تھے۔ کیونکہ دھماکہ عمارت کے اندر ہی کسی حصے میں ہوا تھا۔ اتنا زوردار دھماکہ تھا کہ پوری عمارت لرز کر رہ گئی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایسا سناٹا چھا گیا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

پھر سب سے بڑی عجیب بات یہ تھی کہ عمارت کے کسی حصے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس لیے دھماکے کی نوعیت بھی کسی کی سمجھ میں نہ آ سکی تھی۔ لیکن اس مسخرے مہمان نے تو اسی وقت کہہ دیا تھا کہ دھماکے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم فوری طور پر عمارت سے باہر نکل جائیں.... کیوں؟ اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

نینا اپنے کمرے سے نکل کر برآمدے میں آئی۔ یہاں منشی کرامت علی ہارڈی، شیخ ثناء اللہ شارٹی کی کھوپڑی پر صابن کا جھاگ پھیلائے بڑے انہماک سے شیو کر رہا تھا۔ دونوں آہستہ آہستہ باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔

نینا ان کے قریب ہی رک گئی۔ نہ جانے کیوں وہ عمران کے متعلق ان کے خیالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اسے اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ اس وقت ان کا موضوع گفتگو بھی عمران ہی تھا۔

"ہیلو نینا!" منشی کرامت علی ہارڈی ہاتھ روک کر بولا۔ "ہاؤڈو یوڈو!"

"او کے.... گو آن یور بزنس۔!" نینا نے خالص کاؤبوائے اسٹائل میں جواب دیا۔

"بہت اچھا ہوا کہ تم ادھر ہی آ گئیں۔" ثناء اللہ شارٹی نے کہا۔

"کیوں.... خیریت....!"

"اس لونڈے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے....؟"

"اوہ وہ...." نینا بے ساختہ ہنس پڑی اور ثناء اللہ شارٹی نے کھنکار کر حلق صاف کیا۔ پھر بولا۔

"میں تو اسے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ حرامزادہ میری ڈاڑھی کا مضحکہ اڑاتا ہے...."

"کیا ہم سب ہی مضحکہ خیز نہیں ہیں؟" نینا نے پوچھا۔

"میری بات سنو!" ثناء اللہ شارٹی غرلیا۔ "اگر وہ یہاں جم گیا تو ہم سب دو کوڑی کے ہو کر رہ جائیں گے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ایسا ہوا تو وقت اچھا گزرے گا۔"

"شاید تمہیں معلوم نہیں کہ اس نے تمہاری پتلون پر کیسی پھبتی کہی تھی۔" منشی کرامت علی ہارڈی نے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا کہا تھا...."

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔

اتنے میں ایک دروازے سے آواز آئی۔ "بیکار ہے.... جب تک منڈی ہوئی کھوپڑی پر سرسوں کا تیل بھی نہ لگایا جائے قطعی بیکار ہے....!"

وہ سب چونک کر مڑے۔ نینا نے عمران کو ایک دروازے میں کھڑے دیکھا جس کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ تھی۔ ایسی مسکراہٹ جو انہیں جھلاہٹ میں مبتلا کر دینے کے لیے کافی تھی۔ شارٹی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن منشی کرامت علی ہارڈی اسے دوبارہ بٹھا دینے کی کوشش کرنے لگا۔

"نہیں چھوڑ دو...." شارٹی اس کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"چھوڑ بھی دو پیارے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایک بار دن کے اجالے میں بھی سہی۔"

"تم چلے جاؤ یہاں سے۔" کرامت علی ہارڈی نے ہانپتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

اب کرامت علی ہارڈی نے شیخ ثناء اللہ شارٹی کی کمر پکڑ لی تھی.... عمران جہاں تھا وہیں کھڑا چیونگم کچلتا اور مسکراتا رہا۔ نینا انہیں خاموشی سے دیکھتی رہی۔

شارٹی عمران پر جھپٹ پڑنے کے لیے اب بھی زور لگا رہا تھا اور کرامت علی ہارڈی اسے وہاں سے ہٹا لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ شارٹی کو اس زور کا غصہ آیا تھا کہ جیسے کسی قسم کے پاگل پن کا دورہ پڑا ہو۔

"نینا اسے لے جاؤ یہاں سے!" کرامت علی ہارڈی ہانپتا ہوا دہاڑا۔ اور نینا بے بسی سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"لے چلو نا!" عمران بڑی سعادت مندی سے سر ہلا کر بولا اور پھر تھوڑے توقف کے بعد دوسری جانب جانے کے لیے مڑ گیا۔ نینا غیر ارادی طور پر اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

"یہ مم.... میرا.... کمرہ ہے۔" کچھ دور چل کر وہ بدقت بولی۔

عمران اس کی جانب مڑے بغیر کمرے میں داخل ہو گیا۔

کچھ دیر تک دونوں خاموش کھڑے سنجیدگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے نینا کبھی کبھی نظریں بھی چراتی.... پھر عمران ہی بولا۔ "کمرے کا فرنیچر ڈھنگ سے سیٹ نہیں کیا گیا۔"

"تو کیا اس میں بھی دخل ہے!" نینا جھینپے ہوئے انداز میں مسکرائی۔

"آل راؤنڈر..!" عمران نے متفکرانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا۔

نینا نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر رک گئی اور صرف عمران ہی کو گھورتی رہی جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"چپاتیاں پکا سکتی ہو.....؟" دفعتاً وہ نینا کی طرف مڑ کر بولا۔

"چچ.... چپاتیاں!" نینا بوکھلا گئی۔ پھر ہنس پڑی اور بولی۔ "اچانک چپاتیاں کیوں یاد آ گئیں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ صفدر جنگ کی دہاڑ سنائی دی۔ "یہاں کیا ہو رہا ہے؟" ساتھ ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ چپاتیاں نہیں پکا سکتیں" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب!" صفدر جنگ اسے گھور رہا تھا۔

"چپاتیوں کا مطلب ہوتا ہے.... یوں!" عمران نے انگلی سے خلاء میں دائرہ بناتے ہوئے کہا۔ "یعنی کہ گول.... پتلی پتلی.... جب بنائی جاتی ہے تو چوڑیاں مسلسل کھنکتی رہتی ہیں۔"

"کیا بک رہے ہو....."

"مگر یہ چوڑیاں کب پہنتی ہیں کہ چپاتیاں پکا سکیں گی۔"

"کیا تم پر کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔" صفدر جنگ غرایا۔

"مگر جناب میں تو کہتا ہوں کہ.... لعنت ہے ان چپاتیوں پر جن میں چوڑیوں کا دھوئن بھی شامل ہو....."

"لڑکے میں کھال کھینچ لوں گا تمہاری۔"

"مجبوری ہے...." عمران نے مایوسی سے کہا اور سر جھکا لیا۔ اب وہ احمقانہ انداز میں فرش کو گھور رہا تھا۔

"میں نے تمہیں کیا سمجھایا تھا...." صفدر جنگ آنکھیں نکال کر بولا۔

"پوچھ لیجئے ان سے اگر ایک لفظ بھی محبت کا زبان سے نکالا ہو۔" عمران نے نینا کی طرف ہاتھ اٹھا کر مردہ سی آواز میں کہا۔

"کیا بیہودگی ہے!" نینا پیر پٹخ کر بولی اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

اس کے چلے جانے کے بعد وہ دونوں تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر

عمران مسکرایا اور بولا۔ "وہ بے چاری تو مجھے موت کے منہ سے نکال کر یہاں لائی تھی...."

"موت کے منہ سے...."

"ہاں.... آں.... وہ آپ کا مولانا شارٹی ہے نا۔ اس وقت پھر مجھے مار ڈالنے پر تل گیا تھا...."

"کیا ہوا تھا۔" صفدر جنگ بے اختیار مسکرا پڑا۔

"بات یہ ہے سرکار۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اگر کوئی بے قاعدہ کام ہوتے دیکھ لیتا ہوں تو میرے سر میں درد ہو جاتا ہے۔ یہ شیخ صاحب سر تو منڈوا دیتے ہیں مگر اس پر سرسوں کا تیل ہرگز نہیں لگاتے۔ اگر کوئی اس کا مشورہ دے تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں...."

صفدر جنگ کی مسکراہٹ کچھ اور وسیع ہو گئی۔

"ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عمران بول پڑا۔ "میں کیا کروں.... ہائے چچا جان.... میں انہیں کہاں تلاش کروں۔"

صفدر جنگ کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ نظر آئی۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں بس عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"میں سمجھتا ہوں!" عمران تھوڑی دیر بعد تشویش کن لہجے میں بولا "آپ ہم دونوں کو فراڈ سمجھتے ہیں۔"

"پھر تم ہی بتاؤ کہ تمہیں اور کیا سمجھا جائے۔" صفدر جنگ کے لہجے میں تمسخر تھا۔

"بس تو پھر مجھے چڑھا دیجئے پھانسی پر...."

یک بیک عمران کے چہرے پر کسی بوڑھے اور جہاں دیدہ آدمی کی سی سنجیدگی طاری ہو گئی۔ آنکھوں میں پائی جانے والی شوخی کی جھلکیاں نہ جانے کہاں غائب ہوئی تھیں۔ یہ تبدیلی غالباً صفدر جنگ نے بھی محسوس کر لی تھی اور قدرے متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے طویل سانس لی۔ اب تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے وہاں صفدر جنگ کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔ صفدر جنگ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"یہ عمارت کب بنائی گئی تھی۔" دفعتاً اس نے صفدر جنگ سے پوچھا۔

"کیوں؟" صفدر جنگ چونک پڑا.... پھر خود ہی ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا غرایا۔ "کوئی عذر کام نہ آئے گا.... تم بے تکی بکواس مت کرو...."

"اچھا تو کیا یہ ہنگامہ برپا کرنے والے آسمان سے ٹپکتے ہیں اور زمین میں دفن ہو جاتے ہیں۔" عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"کیا مطلب....!"

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ پچھلی رات والا واقعہ یہاں کے لیے نیا نہ تھا۔"

"ہام.... تو پھر؟"

"میں یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں سے آتے ہیں اور کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔"

"تم معلوم کر لو گے....!" صفدر جنگ نے حقارت سے پوچھا۔

"کوشش کروں گا!" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

پھر کمرے کی فضا پر گہری خاموشی مسلط ہو گئی۔ صفدر جنگ عمران کو گھورتا رہا لیکن عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"کیسے کوشش کرو گے۔" کچھ دیر بعد صفدر جنگ نے پوچھا۔

"عمارت کب بنائی گئی تھی؟"

"دس سال پہلے کی بات ہے۔"

"تہہ خانے بھی ہیں اس میں...."

"نہیں.... کیوں....؟"

عمران نے اس "کیوں" کا جواب دیئے بغیر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ ہی کی نگرانی میں اس کی تعمیر ہوئی تھی۔"

اس سوال پر صفدر جنگ نے ایک طویل قہقہہ لگایا.... دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "وہ میرے ایک ملازم کی بیوی ہے"

"کون....؟" عمران اس بے تکے جواب پر بوکھلا گیا۔

"رانی ساجد نگر!" صفدر جنگ حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"آہا.... تو اس کبڑے...."

جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی صفدر جنگ نے پھر قہقہہ لگایا اور ہاتھ کے اشارے سے عمران کو کچھ کہنے سے روکتا ہوا بولا۔ "وہ حقیر چیونٹا میرا غلام تھا.. اور اب رانی ساجد نگر اس کی بیوی ہے۔"

"سرکار میں اس عمارت کے متعلق پوچھ رہا تھا۔" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”یہ عمارت اسی کی نگرانی میں تیار ہوئی تھی۔ میں تو اس زمانے میں یورپ کی سیر کر رہا تھا۔ دو سال بعد واپسی ہوئی تھی اس وقت تک یہ عمارت تیار ہو چکی تھی۔“

”اسی کبڑے کی نگرانی میں؟“

”ہاں.... وہ حقیر مینڈک حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے ایک عظیم آرکیٹکٹ۔“

”میں نے تو سنا ہے کہ وہ ایک عظیم اکاؤنٹنٹ بھی ہے۔“ عمران نے مایوسی سے کہا۔

”پتہ نہیں کیا کیا ہے....“

”اچھا تو اب میں اپنا کام شروع کرنے والا ہوں۔“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ ”مگر وہ آپ کی ملازمت کیوں چھوڑ گیا۔“

”میں نے دھکے دلوا کر نکال دیا تھا۔“ صفدر جنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اتنے کار آمد آدمی کو دھکے دلوا کر نکال دیا؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”اوہ.... پکا سور تھا.... دیٹ لٹل باسٹرڈ....!“

”میں نہیں سمجھا!“

”پاگل بھی تھا.... کاشت کاروں کی مرغیاں چرایا کرتا تھا.... اور ان کا گوشت پکا کر میری بوڑھی ملازمہ کو کھلایا کرتا تھا....“

”آہا یہ تو اپنے ہی قبیلے کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔“ عمران خوش ہو کر بولا۔

”کیا مطلب....؟“

”کچھ نہیں!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”بچپن میں ہم بھی یہی شغل کیا کرتے تھے۔“

”مگر تم کرو گے کیا....؟“

”تہہ خانوں کی تلاش....“

”کیا تم نے نہیں سنا؟ میں نے تہہ خانے نہیں بنوائے تھے....“

”اس عظیم آرکیٹکٹ کی نگرانی میں سب کچھ ہو سکتا ہے.... حضور.... خیر.... مگر سرکار وہ رانی ساجد نگر سے کیسے جا ٹکرایا؟“

”پتہ نہیں!“ صفدر جنگ لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دیتا ہوا بولا۔ ”جہنم میں جائے۔“

”تو پھر اب آپ میرے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے؟“ عمران نے موضوع بدل دیا۔

”یقین نہیں آتا۔“ صفدر جنگ کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"کس بات پر....!"

"یہی کہ تم بھی انہیں نامعلوم لفنگوں میں سے ہو گے!"

"شکریہ....!"

"لیکن پھر تم کون ہو.... کیا ہو!...."

"اب چچا کی طرح میں بھی غائب ہو جاؤں گا۔ پھر سوچوں گا کہ میں کیا ہوں۔"

"خیر.... خیر.... چلو ناشتے کی میز پر....!"

ڈائننگ روم میں ہارڈی، شارٹی اور نیلزان کے منتظر تھے۔

شارٹی نے عمران کو صفدر جنگ کے ساتھ دیکھ کر بہت برا سا منہ بنایا۔ وہ بیٹھ گئے نینا نے گھنٹی بجائی اور ایک ملازم ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا ڈائننگ روم میں داخل ہوا....!

کچھ دیر بعد وہ سب ناشتے میں مشغول تھے۔ ہر ایک کچھ نہ کچھ سوچ رہا تھا۔

دفعتاً صفدر جنگ سر اٹھا کر بولا۔ "آج سریکھم کی طرف چلیں گے۔ سنا ہے چیتوں کا ایک جھنڈ چرائی کر رہا ہے۔"

"بوریت...." عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"کیا مطلب!" صفدر جنگ نے غرا کر ہاتھ روک لیے۔

"میں اسے بوریت ہی سمجھتا ہوں.... کہ مارے مارے پھریں شکار کے چکر میں! آپ نہیں جانتے کہ میں کس طرح اپنا یہ شوق پورا کرتا ہوں.... دو چار شریف آدمی اور چند بکرے ساتھ.... کسی جنگل میں پہنچ کر بکروں کو پہلے بندوق سے مارا پھر ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد بھن رہا ہے شکار اور مزے کر رہے ہیں شکاری....! ہاہاہو۔"

نینا ہنس پڑی لیکن صفدر جنگ اور دونوں مصاحبین کی بھنویں تن گئی تھیں۔ صفدر جنگ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر غرایا۔ "اس بکواس کا مطلب۔"

"ہر طرح کے شکاری اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں.... میرے دوستوں میں یہ سید صاحب ہیں.... دونالی دنادن والی خرید رکھی ہے.... لیکن خود چلانے کا آج تک اتفاق نہیں ہوا ویسے شکار پر ضرور جاتے ہیں اور چند "نابندوق" قسم کے شکاریوں سے دوستی گانٹھ رکھی ہے.... اس طرح ہو جاتا ہے شکار.... ڈھیروں تیتر ہر ہفتے شکار کر لاتے ہیں! غالباً مطلب سمجھ میں آگیا ہو گا...."

صفدر جنگ فورک اور نائیف پلیٹ پر پٹخ کر کھڑا ہو گیا اور چیخ کر بولا۔ "کھینچ کر لے چلو اسے .... میں دکھاؤں گا کہ شکار کیسے کھیلتا ہوں .... کیمپنگ بھی ہو گی .... چھوڑو ناشتہ .... سامان لدواؤ .... !"

شارٹی اور ہارڈی بھی ناشتہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ البتہ نینا برا سامنہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھ رہی تھی ....

"میرا یہ مطلب نہیں تھا .... سرکار کہ آپ ...." عمران نے کچھ کہنا چاہا لیکن صفدر جنگ کے حلق سے بیک وقت کئی قسم کی آوازیں نکلیں اور وہ ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "نہیں میں تمہیں دکھاؤں گا کہ شکار کیسے کھیلتا ہوں۔"

"میرے سرکار مجھے یقین ہے کہ آپ ایک اچھے شکاری ہیں۔" عمران گھگھیایا۔ وہ دراصل اب کسی نئی حماقت میں مبتلا ہو کر وقت نہیں گنوانا چاہتا تھا۔ مگر چرخے کی طرح چلنے والی زبان کو کیا کرتا جو کسی حال میں رکنا جانتی ہی نہیں تھی۔ وہ اب دراصل ڈاکٹر داور کی تلاش کے سلسلہ میں تگ و دو کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"نہیں .... !" صفدر جنگ میز پر ہاتھ مار کر چیخا۔ "تمہیں چلنا ہی پڑے گا۔"

"ہائے!" عمران سر پر ہاتھ رکھ کر کراہا۔ اور نینا پھر ہنس پڑی۔

بہر حال پھر کسی نے ناشتے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بڑے ٹرک پر چھولداریاں بار کی جانے لگیں .... انہیں تو گھوڑوں پر ہی سفر کرنا تھا۔ ٹرک پہلے روانہ ہو گیا .... کوٹھی پر صرف دو ملازم چوکیداری کے لئے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ چار ٹرک پر گئے تھے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اس مصیبت سے کیسے گلو خلاصی ہو۔ اس نے محض ڈاکٹر داور کی وجہ سے چھپ کر کام کرنا چاہا تھا لیکن اب ان کے غائب ہو جانے کے بعد کسی قسم کی پردہ داری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا .... جو لوگ انہیں کوٹھی سے لے گئے ہوں گے انہوں نے اسے بھی وہاں دیکھا ہو گا۔ پھر اب چھپ کر کام کرنے سے کیا فائدہ .... وہ سوچ رہا تھا کہ کبڑے کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے میں دانتوں پسینہ آ جائے گا۔ وہ بہر حال ایک اونچی حیثیت رکھنے والی عورت کا شوہر تھا۔

تھوڑی دیر بعد گھوڑے تیار ہو کر آ گئے لیکن عمران نے کاؤ بوائے سوٹ پہننے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں سرکار .... ابھی نہیں .... جب آپ کی ملازمت میں آ جاؤں تب ....

ابھی تو آپ بھی مجھے مہمان ہی سمجھئے....“

اس پر صفدر جنگ نے بات نہیں بڑھائی۔ پھر ان چھ آدمیوں کا یہ قافلہ شکار کے لیے روانہ ہو گیا۔ شارٹی اور ہارڈی کے علاوہ صفدر جنگ کا ایک منہ لگا ملازم شیخو بھی ساتھ تھا.... اس کا نام شیخو تھا۔ لیکن اس دربار میں ٹونی کہلاتا تھا چونکہ پڑھا لکھا نہیں تھا اس لیے ابھی تک صفدر جنگ اسے ڈھب پر نہیں لا سکا تھا۔ ہر چند وہ شیخ ثناء اللہ شارٹی اور منشی کرامت علی ہارڈی کی نقل کرنے کی کوشش کرتا تھا.... مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔ وہ دونوں بقول صفدر جنگ منجھے ہوئے کاؤبوائز تھے۔ اس کی تو زبان بھی ٹھیک نہیں تھی آدھی اردو اور آدھی پوربی بولتا تھا۔

اس وقت راہ میں وہی چہکتا رہا تھا اور سب خاموش تھے۔ نینا کی پیشانی پر سلوٹیں تھیں اور ہونٹ اس طرح سکوڑ رکھے تھے جیسے کوئی بہت ہی ناخوشگوار فرض انجام دینا پڑا ہو....!

یہ بڑی متناسب الاعضاء لڑکی تھی۔ صورت شکل کی بھی بری نہیں تھی شاید فطرتاً شرمیلی بھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عرف عام میں ”سمارٹ“ ہونے کے باوجود بھی اس میں نسوانیت کی جھلکیاں ملتی تھیں....

گھوڑے تیز رفتاری سے گھنے جنگلوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ نینا کوشش کر رہی تھی کہ صفدر جنگ کے ساتھ ہی ساتھ رہے۔ دفعتاً شیخو المعروف ٹونی کا گھوڑا ایک بار بھڑکا اور دوسری سمت کچھ دور جا کر اڑیل پن دکھانے لگا۔

سبھوں کو راسیں کھینچ لینی پڑیں اور صفدر جنگ دہاڑا۔ ”او حرامی یہ کیا کر رہا ہے....؟“

”ہم کا جانی باس یو سر و حرامی پن کرنا مانگتا....!“ ٹونی نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔

”شارٹی.... ہارڈی.... دیکھو!“ صفدر جنگ چیخا۔

دونوں دھما دھم گھوڑے سے کود پڑے۔ ٹونی کا گھوڑا اب ایک ہی جگہ پر اچھلنے کودنے لگا تھا۔ وہ راس کھینچتا تو پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر اسے الٹ دینے کی کوشش کرنے لگا۔

ثناء اللہ شارٹی اور کرامت علی ہارڈی نے اسے قابو میں لانے کی جدوجہد شروع کر دی۔

جوش میں آ کر صفدر جنگ بھی ان کی طرف جھپٹا تھا۔ لیکن عمران جہاں رکا تھا وہیں اپنا گھوڑا روکے رہا۔ نینا قریب ہی تھی۔

عمران اس کی طرف مڑ کر آہستہ سے بولا۔ ”گھوڑے پر بیٹھنے سے پہلے دودھ ضرور بخشوا لینا چاہئے....“

"تم شاید اسی طرح بیٹھے ہو گے!" نینا نے مسکرا کر کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ پوری توجہ سے گھوڑے کی بدمستیاں دیکھ رہا تھا۔ ایک بار موقعہ پا کر ٹونی گھوڑے سے ہی کود پڑا۔ پھر تو گھوڑے کو قابو میں رکھنا محال ہی نظر آنے لگا۔ شارٹی ہارڈی نے دونوں طرف سے لگام پکڑ رکھی تھی اور گھوڑے کو قابو میں رکھنے کے لیے جھومے جا رہے تھے۔

دفعتاً عمران اپنے گھوڑے سے اترتا ہوا نینا سے بولا۔ "تم ذرا اس کی باگ تھامو میں دیکھتا ہوں۔"

نینا نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور وہ دونوں کی طرف بڑھا۔ صفدر شارٹی اور ہارڈی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔

"مرغے ذبح کیا کرو تم لوگ۔" عمران نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "چھوڑو ہٹو! میں دیکھوں گا کہ کتنا دم دار ہے۔"

"چپ.... رہو.... سالے.... ورنہ.... گردن توڑ دوں گا...." شارٹی ہانپتا ہوا بولا۔ منشی کرامت علی ہارڈی چپ ہی رہا۔ گھوڑے کی منہ زوریاں بدستور جاری رہیں اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اچھلتے کودتے رہے اور صفدر جنگ انہیں انگریزی اور اردو میں گالیاں دیتا رہا۔ پھر عمران پر الٹ پڑا۔ "دفع ہو جاؤ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔"

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں سرکار.... مجھے ڈر ہے کہ کہیں شکار یہیں نہ ہو جائے۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"کیا مطلب...." صفدر جنگ نے آنکھیں نکالیں۔

"یہ عشوہ طراز گھوڑا...."

"کیا کرو گے تم...."

"ان سے کہئے کہ لگام میرے ہاتھ میں دے کر اس کے پاس سے ہٹ جائیں!"

صفدر جنگ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر دونوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "گھوڑا چھوڑ دو۔"

عمران تیزی کے ساتھ گھوڑے کی طرف لپکا۔ لیکن شاید وہ دونوں اسے ذلیل کرنے ہی پر تلے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے اس کے قریب پہنچنے سے قبل ہی گھوڑے کی لگام چھوڑ دی۔

گھوڑے نے چھلانگ لگائی اور ایک طرف کو ہو لیا....

اب وہ سرپٹ دوڑا جا رہا تھا اور وہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً عمران اپنے گھوڑے کی طرف دوڑا اور نینا کے ہاتھ سے اس کی باگ چھینتا ہوا رکاب میں پاؤں رکھ کر ایک

جھٹکے کے ساتھ سوار ہو گیا!.... پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کا گھوڑا مغرور گھوڑے کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

"یہ بھی نکلا جارہا ہے باس....!" شارٹی چیخا۔

"اوہ....!" صفدر جنگ چونک پڑا۔ پھر چیخا۔ "پیچھا کرو۔"

گھوڑے دوڑنے لگے۔

شیخو المعروف بہ ٹونی جواب "پیدل" ہو گیا تھا.... کچھ دور تک پیدل ہی دوڑا پھر چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ "ہم رہے جائیت ہے باس.... ہائے بپّون.... ایہہ کی مہتاری کا....!"

نینا الگ جھلائی ہوئی تھی۔ سرپٹ قسم کے گھوڑ دوڑ اسے پسند نہیں تھی مگر اس وقت سب پر بھوت سوار تھا۔

غنیمت یہی تھا کہ مغرور گھوڑا سڑک پر دوڑ رہا تھا۔ ادھر ادھر جنگلوں میں نہیں مڑ گیا تھا۔ ورنہ شامت ہی آ جاتی سبھوں کی۔ کیونکہ ان اطراف میں زیادہ تر کانٹے دار جھاڑیاں تھیں.... جن کے درمیان سے پگڈنڈیوں کے طویل سلسلے گھنے جنگلوں کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔

نینا دل ہی دل میں عمران کو برا بھلا کہہ رہی تھی.... نہ وہ بیچ میں ٹانگ اڑاتا اور نہ اس طرح کی ابتری پھیلتی۔ گھوڑا تو کسی نہ کسی طرح قابو میں آ ہی جاتا۔ اس کا گھوڑا صفدر جنگ کیساتھ ہی تھا۔

"میں اس خبطی کو دیکھوں گا...." صفدر جنگ غرایا۔

"شرارت شارٹی اور ہارڈی کی تھی باس۔" نینا بولی۔

"کیوں؟"

"آپ نے دیکھا نہیں کہ اس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی انہوں نے لگام چھوڑ دی تھی میرا خیال ہے کہ ہم آہستہ چلیں۔ وہ گھوڑے کے پیچھے جا ہی رہا تھا مجھے یقین ہے کہ ضرور پکڑ لے گا۔"

"میں اس کے متعلق الجھن میں ہوں بے بی۔".... صفدر جنگ نے کہا اور چیخ کر ساتھیوں کو ہدایت دی کہ وہ گھوڑوں کی رفتار سست کر دیں۔

◆

موسم بڑا اچھا تھا.... صبح سے دھوپ نہیں دکھائی دی تھی.... آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا لیکن ہوا کے رخ کی بناء پر بارش کے امکانات نہیں تھے۔

کبڑا اس وقت بڑی موج میں تھا۔ لان پر ہی بلانوشی کے لوازمات منگوا لیے تھے اور صبح سے بیٹھا پی رہا تھا۔ روشی اور صفدر بھی ساتھ ہی تھے۔ رانی ساجد نگر ایسے مواقع پر ساتھ نہیں دیتی تھی۔ ہو سکتا ہے اسے اس کے پینے پلانے سے دلچسپی نہ رہی ہو۔ ویسے کھانے کی میز پر تو اس معاملہ میں بھی اس کا ساتھ دینا ہی پڑتا تھا۔

اس وقت صفدر اس کے لیے انڈیل رہا تھا اور روشی مینڈولین بجا رہی تھی۔ مینڈولین اس کا پسندیدہ ساز تھا اور وہ اس پر کئی مختلف زبانوں کے نغمے بجا سکتی تھی۔ اس وقت وہ ایک اسپینی سیرے نیڈ بجا رہی تھی.... دفعتاً کبڑے نے اس کی طرف انگلی اٹھائی اور جھوم کر بولا۔ ''کچھ گاؤ بھی نا.... آج سے تم رانی کی نہیں میری سیکرٹری ہو!''

''یہ ایک اسپینی گیت ہے یور ایڈیو سنکریسی.... ایک سیرے نیڈ....''

''بے وقت کی شہنائی.... بے موقع.... بے تکا.... یہ تو مجھے گانا چاہیئے.... تمہاری کھڑکی کے نیچے.... کیا تم مجھے نرا گاؤدی ہی سمجھتی ہو.... کوئی حسین سا گیت سناؤ....!''

اور پھر خود ہی گانے لگا.... جوش کی ایک رومانی نظم۔

عجب نوجوانی تھی اپنی بھی پیارے نہیں بھولنے کے وہ کافر نظارے

پھر نظم ادھوری ہی چھوڑ کر بولا۔ ''ایسی حسین نظمیں لکھی ہیں، اس ظالم نے کہ بعض اوقات ورڈس ورتھ کو بھی جھکائی دے گیا ہے.... واہ کیا نظم تھی ''آواز کی سیڑھیاں'' مگر اب آج کل عقل و دانش کے پتھر چبا رہا ہے.... کیوں تمہارا کیا خیال ہے....؟''

وہ خاموش ہو کر صفدر کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

''میں کیا عرض کروں سرکار.... شاعری وائری میری لائن کی چیز نہیں! مجھے تو ان لوگوں کے ہاتھ پہچاننا آتا ہے جو اس صفائی سے چاقو مارتے ہیں کہ پہلے ہی جھٹکے میں آنتیں باہر آ جائیں....'' صفدر نے جواب دیا۔

''مجھے ایسے لوگ پسند نہیں جن میں جمالیاتی حس بالکل ہی نہ پائی جاتی ہو!''

''میں یہی نہیں جانتا کہ جمالیاتی حس کسے کہتے ہیں۔''

''تم جانتی ہو....'' کبڑے نے روشی سے پوچھا۔

''انگلش میں کہئے یور ایڈیو سنکریسی.... اتنی گاڑھی اردو میری سمجھ میں نہیں آتی۔''

''ایستھٹیک سنس.... سمجھتی ہو!''

"یس یور ایڈیوسنکریسی....!"

"اس ایڈیٹ میں بالکل نہیں ہے....!" کبڑا صفدر کے چہرے کے قریب انگلی لے جا کر بولا۔

دفعتاً ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا.... کبڑے کو جھک کر سلام کیا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر اس طرح ہانپنے لگا جیسے کچھ کہنے سے قبل سانسوں پر قابو پانا چاہتا ہو....

کبڑا اسے تیکھے پن سے دیکھتا رہا.... صفدر اور روشی بھی متوجہ ہو گئے تھے۔

"بکو جلدی سے....!" کبڑا میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"ہم نے اس کو پکڑ لیا ہے سرکار....!"

"کس کو....؟"

"اسی پاگل کو...."

"اوہ.... کہاں........؟"

"کیمپ کے قریب.... وہ ایک خالی گھوڑے کا پیچھا کرتا ہوا وہاں آیا تھا۔"

"بہت اچھے....!" کبڑے کے چہرے پر مسرت کے آثار نظر آنے لگے.... اس نے اپنے ہی خالی گلاس میں شراب انڈیل کر آنے والے کی طرف بڑھا دی۔

"پیئو.... خوشخبری کے صلے میں....!"

آنے والے نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"بیٹھ جاؤ....!" کبڑے نے خالی لان چیئر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم بہت اچھی خبر لائے ہو.... اب میں اس شرمندگی سے بچ سکوں گا جو مسٹر رحمان سے ہوتی۔"

پھر روشی سے بولا۔ "یہ عمران کی بازیابی کی خبر لایا ہے.... کیا تم خوش نہیں ہوئیں؟"

"مم.... مجھے کوئی دلچسپی نہیں....!" روشی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اچھی اداکارہ ہو۔!" کبڑا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ پھر صفدر کی طرف مڑ کر بولا۔ "سیکرٹری۔ تم اس آدمی کے ساتھ کیمپ تک جاؤ.... اور اسے اپنی نگرانی میں رکھو....!"

روشی الجھن میں پڑ گئی.... سوچ رہی تھی کہ اب عمران شاید ہی بچ سکے کیونکہ کبڑا اس کے پاگل پن کی اصلیت سے واقف ہو چکا تھا اور اس کی معلومات کا ذریعہ بھی خود روشی ہی بنی تھی....

روشی نے جی کڑا کر کے پوچھا۔ "اب اس کا کیا حشر ہو گا یور ایڈیوسنکریسی....!"

"حشر....!" کبڑے نے قہقہہ لگایا۔ پھر بولا۔ "پہلے سے بھی زیادہ محبت کروں گا اس سے اس کی بچوں کی سی خوش فہمیاں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں بڑا پیارا لڑکا ہے۔"

"باس!" روشی اٹھلائی۔ "آپ کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔"

"اوہ تو کیا تم سمجھتی ہو کہ میں اسے سزا دوں گا...."

روشی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"تم غلط سمجھتی ہو.... مگر نہیں! میں اسے سزا ضرور دوں گا۔"

"میں سچ کہتی ہوں وہ بہت معصوم ہے۔ کسی نے آپ کے خلاف اکسا کر آپ کے پیچھے لگایا ہو گا۔ کیا کسی پولیس آفیسر سے آپ کا جھگڑا ہوا تھا...."

"پولیس۔" کبڑے نے حیرت سے کہا۔ "ارے پولیس والے تو میرے نور نظر اور لخت جگر ہیں بھلا ان سے کیوں جھگڑا ہونے لگا میرا...."

"پھر میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ آپ کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے... بہر حال اسے معاف کر دیجئے۔"

"ایک شرط پر!" کبڑا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"شرط.... میں نہیں سمجھی...."

"میں اسے یونہی بلا معاوضہ معاف کرنے سے تو رہا....!"

"بتایئے.... آپ کیا چاہتے ہیں!"

"ایک بار پھر اونٹ پر بیٹھو" کبڑا دانت پر دانت جما کر حلق کے بل بولا۔ ایک دوسرے پر مضبوطی سے جمے ہوئے دانتوں سے سسکاریاں سی نکل رہی تھیں۔

روشی بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگی اور کبڑا آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "بولو تیار ہو....!"

"یہاں.... لان پر....!" روشی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی.... سوکھتے ہوئے حلق میں تھوک بھی اٹکنے لگا تھا....

"ہاں.... کیا حرج ہے....؟"

"مم.... مگر....!"

"کسی کو بھی اس پر حیرت نہ ہو گی.... سب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں.... کسی کو اتنی ہمت نہیں کہ رک کر ہماری طرف دیکھ بھی سکے.... سب کچھ حسب معمول رہے گا...."

"مم.... مگر.... رانی صاحبہ....!"

"وہ میرے معاملات میں دخل نہیں دیتی....! میں تمہیں ان سے مانگ چکا ہوں...."

"پھر بھی.... یہاں نہیں...." روشی جھکی۔

"خیر.... چلو تو اندر چلیں۔" کبڑا اٹھ گیا۔

* * *

گھنے جنگل کے درمیان تھوڑی سی مسطح اور صاف زمین تھی جس پر متعدد چھولداریاں نصب تھیں۔ قریب ہی تین چار گھوڑے چر رہے تھے۔ چھولداریوں سے گاہے گاہے قہقہے بلند ہوتے اور کبھی کبھی کوئی بے ہنگم آواز میں گانے لگتا....

ایک طرف دو بانسوں کے سہارے ایک بورڈ لٹک رہا تھا جس پر تحریر تھا "رانی صاحب ساجد نگر کا شکار کیمپ ہے۔" یہاں رانی ساجد نگر کے کچھ شکاری ہمیشہ مقیم رہتے تھے۔ جن کا کام تھا کہ محل میں روزانہ شکار پہنچایا کریں۔

صفدر اور اس کا ہمراہی ایک چھولداری میں داخل ہوئے.... سامنے ہی عمران رسیوں سے جکڑا پڑا تھا اور دو شکاری ہاتھوں میں رائفل لیے اس کی نگرانی کر رہے تھے....!

"ہم نے غلطی تو نہیں کی...." ہمراہی نے مڑ کر صفدر سے پوچھا۔

"نہیں.... وہی ہے!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

عمران پلکیں جھپکائے بغیر چھولداری کی چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ان کی آوازیں سن کر بھی اس نے اپنے سر کو جنبش نہیں دی....

صفدر چند لمحے خاموش کھڑا رہا پھر ہمراہی اور شکاریوں سے بولا "تم لوگ جا سکتے ہو۔ میں خود نگرانی کروں گا.... مگر ٹھہرو.... یہ ہاتھ کیسے لگا؟"

شکاریوں میں سے ایک نے کھنکار کر حلق صاف کیا پھر بولا۔ "یہ ایک ایسے گھوڑے کا تعاقب کرتا ہوا ادھر نکل آیا تھا جس کی زین خالی تھی.... ہم نے گھیرنا چاہا تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ دو شکاری زخمی ہو گئے کسی طرح قابو میں نہیں آتا تھا۔ آخر چھپ کر جال پھینکا گیا.... تدبیر کامیاب رہی۔ جال میں الجھ کر گرا.... اور دبوچ لیا گیا...."

"بہت اچھے!" صفدر مسکرایا۔ "تم لوگ واقعی بہت چالاک ہو!"

"شکریہ جناب....!"

"اب تم لوگ جا سکتے ہو! ہمبگ دی گریٹ کے آنے تک میں خود اس کی نگرانی کروں گا۔!"

وہ سب باہر نکل گئے اور صفدر کینوس کے ایک فولڈنگ اسٹول پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر چھولداری کے در تک آیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ وہ پھر پلٹا اور سیدھا عمران کی طرف چلا آیا۔

"بھید کھل گیا سرکار۔" اس نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

"کیا مطلب....؟" عمران نے اپنی پوزیشن میں تبدیلی کیے بغیر چھت ہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے روشی کو نہ جانے کس طرح پھسلا کر سب کچھ معلوم کر لیا۔ روشی اعتراف کر چکی ہے کہ آپ پاگل نہیں اور اس نے آپ ہی کے ایما پر رانی ساجد نگر کی ملازمت کی ہے۔"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اس طرح منہ چلانے لگا جیسے گلے میں پہلے ہی سے چیونگم دبائے رہا ہو۔

"اب اپنی فکر کیجئے....!" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"پرواہ نہیں.... میں نے اب اسکیم بدل دی ہے....!" عمران نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں.... قریب کی چھولداری میں پھر کوئی بے ہنگم سی آواز میں گانے لگا....

○

صفدر جنگ اور نینا کے گھوڑے برابر سے دوڑ رہے تھے.... لیکن اب وہ سڑک پر نہیں تھے۔ دو رویہ گھنی جھاڑیوں کے درمیان ایک کچا راستہ تھا۔ اتنا تنگ کہ بمشکل دو گھوڑے ایک ساتھ چل سکتے تھے۔ ان کے گھوڑوں کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔

"اب بتاؤ...." صفدر جنگ غرایا۔ "آخر وہی ہوا نہ جس کا ڈر تھا۔ گھوڑا جنگل میں مڑ گیا.... اور وہ بھی ہاتھ سے گیا۔"

"شارٹی اور ہارڈی کی حرامزدگی...." نینا نے جواب دیا۔ "ان کتوں نے اسے نیچا دکھانے کے لیے وہ حرکت کی تھی۔ مجھے یقین ہے باس کہ وہ برا آدمی نہیں....!"

"تم اس کی طرفداری کر رہی ہو!" صفدر جنگ نے تھیلے لہجے میں کہا۔

"ہر شریف آدمی کو دوسرے شریف آدمی کی طرفداری کرنی ہی چاہیئے۔"

"شریف.... میسمرڈ.... بکواس... لڑکیاں ہر خوبصورت آدمی کو شریف سمجھ لیتی ہیں۔"

نینا نے برا سا منہ بنایا لیکن کچھ بولی نہیں۔ ان کے گھوڑے آگے بڑھتے رہے۔ شیخ ثناء اللہ شارٹی اور منشی کرامت علی ہارڈی ان سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر تھے۔ ان دونوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو مہمیز کی اور ان کے قریب پہنچ گئے۔

"دیکھ لیا.... باس.... گھوڑا بھی لے گیا....!" شارٹی نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم ڈفر ہو....!" نینا بول پڑی۔

"مجھ سے نہ الجھنا....!" شارٹی غرایا۔

"چپ بے.... ورنہ ڈاڑھی سے بھی محروم کر دوں گا!" صفدر جنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھنویں تک منڈوا دی جائیں گی۔"

"اسے نہیں دیکھتے باس....!"

"وہ ٹھیک کہتی ہے۔ تم دونوں نے اس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی لگام کیوں چھوڑ دی تھی؟"

"یہ جھوٹ ہے!"

"مجھے جھوٹا بناتا ہے حرامزادے....!" صفدر جنگ نے گھوڑا روک لیا.... وہ سبھی رک گئے صفدر جنگ نے شارٹی کی جانب گھوڑے کا رخ موڑا۔ اور اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

"بب.... باس....!" شارٹی خوفزدہ لہجے میں ہکلایا۔

"ہارڈی پانچ عدد....!" صفدر جنگ نے ہارڈی کی طرف مڑے بغیر اور شارٹی کو بدستور گھورتے ہوئے کہا پھر سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

"بب.... باس....!"

"شٹ اپ.... ہارڈی!"....

ہارڈی گھوڑے سے کود پڑا اور اپنے داہنے پیر کا جوتا اتارنے لگا.... شارٹی چپ چاپ گھوڑے سے اتر آیا تھا۔ پھر منشی کرامت علی ہارڈی نے شیخ ثناء اللہ شارٹی کے منڈے ہوئے سر پر گن کر پانچ جوتے لگائے۔

یہ سب کچھ انتہائی سنجیدگی سے ہوا۔ کسی کے ہونٹ پر خفیف سی مسکراہٹ بھی نہیں تھی۔ شارٹی اپنی کھوپڑی ٹٹولتا ہوا پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا.... پھر وہ باگیں کھینچنے ہی والے تھے

کہ اگلے موڑ پر گھوڑے کی ٹاپیں گونجنے لگیں۔ پھر ایک گھوڑ سوار دکھائی دیا جس نے ایک خالی گھوڑے کی لگام بھی پکڑ رکھی تھی۔

ان لوگوں پر نظر پڑتے ہی اس نے اپنا گھوڑا روک لیا۔۔ اور صفدر جنگ پر نظر پڑتے ہی بڑے ادب سے سلام کیا۔ "یہ گھوڑے سرکار ہی کے فارم کے معلوم ہوتے ہیں۔۔۔۔!"

"تم کون ہو۔۔۔۔؟" صفدر جنگ نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔

"میں رانی ساجد نگر کا شکاری ہوں۔۔۔۔ جو شخص آپ کے گھوڑے لے بھاگا تھا اسے ہم نے پکڑ لیا ہے۔۔۔۔ اب میں یہ گھوڑے سرکار کی سرکاری کوٹھی کی طرف لے جا رہا تھا۔"

"وہ ہمارا آدمی ہے۔۔۔۔ چور نہیں ہے۔" صفدر جنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں سرکار۔۔۔ ہمارے میر شکاری نے تو اس کو باندھ رکھا ہے۔۔۔۔ ہم نے جال ڈال کر بڑی مشکل سے اسے قابو میں کیا تھا۔"

نینا اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

"باندھ رکھا ہے۔۔۔۔؟" صفدر جنگ دہاڑا۔ اس کی بھنویں تن گئی تھیں اور سرخ سرخ آنکھیں حلقوں سے نکل پڑی تھیں۔

شارٹی اور ہارڈی نے ریوالوروں کے دستوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے اور شکاری کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

"کیوں باندھ رکھا ہے؟" صفدر جنگ پھر گرجا۔

"ہم۔۔۔ میں۔۔۔ کیا عرض کروں گا سرکار۔۔۔ یہ تو میر شکاری ہی جانے۔"

"کدھر ہے تمہارا کیمپ۔۔۔۔؟"

شکاری نے ایک طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

"چلو۔۔۔۔!" صفدر جنگ نے رخ موڑتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس شکاری کو بہت پیچھے چھوڑ گئے۔ خالی گھوڑے کی لگام اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔

◆

کبڑا عمران کے قریب ایک فولڈنگ اسٹول پر بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔ صفدر اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ عمران بڑی دیر سے پلکیں جھپکائے بغیر چھت کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس کا جسم اب بھی

رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔۔۔!

"تو تم نہیں بولو گے۔۔۔۔!" کبڑے نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارادہ تو نہیں تھا!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن اب بولنا ہی پڑے گا۔۔۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو۔!"

"سیدھی طرح راہ پر آ جاؤ۔۔۔۔!"

"چلو آ گیا۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔!"

"تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔۔۔۔؟"

"نادر الوجود ہو پیارے۔!۔۔۔" عمران آنکھ مار کر مسکرایا۔ "زالی صاحبہ مگر کیوں لٹو ہو رہی ہے تم پر۔۔۔۔ میں دراصل تمہیں اپنے البم میں چپکانا چاہتا ہوں۔"

"تو تم پاگل نہیں ہو۔۔۔!"

"قطعی نہیں۔۔۔۔"

"پھر ڈھونگ رچانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"میرا خیال ہے کہ تم بھی زندگی کی یکسانیت سے بہت جلد اکتا جاتے ہو۔" عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر۔۔۔؟"

"میرا بھی یہی حال ہے۔۔۔۔!"

دفعتاً باہر سے شور کی آواز آئی۔۔۔ اور وہ چونک پڑے۔ کبڑے نے ہاتھ ہلا کر صفدر سے کہا۔

"دیکھو۔۔۔!"

صفدر باہر چلا گیا۔ لیکن عمران تو اس شور میں صفدر جنگ کی آواز پہلے ہی پہچان چکا تھا۔ اس نے پھر کبڑے کو آنکھ ماری اور لفنگوں کے سے انداز میں مسکرانے لگا۔

اتنے میں صفدر واپس آ گیا۔۔۔

"کیا بات ہے۔۔۔۔؟" کبڑے نے پوچھا۔

"چار سوار ہیں۔۔۔۔ یوراڈیو سنکرلیسی جو اپنے کسی آدمی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔"

"کون ہیں۔۔۔؟" کبڑا اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا لیکن پھر اس طرح رک گیا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔

"اوہ۔۔۔۔ تم ہو۔۔۔۔ حرامزادے۔۔۔!" عمران نے صفدر جنگ کی آواز صاف پہچانی۔

"ارے.... یور ہائی نس...." کبڑا دفعتاً مسکرایا۔ "زہے نصیب تشریف لائیے۔"

پھر وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گیا۔

صفدر جنگ اور اس کے تینوں ساتھی چھولداریوں میں گھس آئے....

"اوہ...." صفدر جنگ عمران کی طرف دیکھ کر غرایا۔ پھر کبڑے کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم نے جرات کیسے کی.... کیا اس نے میرا نام نہیں لیا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا! یور ہائی نس....!"

"اسے فوراً کھول دو۔ ورنہ خون خرابہ ہوگا۔" صفدر جنگ نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میں وجہ ضرور پوچھوں گا! یور ہائی نس۔" کبڑے نے بڑے ادب سے کہا۔

"یہ ہمارا آدمی ہے....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا۔" کبڑے نے کہا۔ "کیونکہ پرسوں تک یہ رانی صاحبہ کا مہمان تھا اور سرکار کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ یہ پاگل بھی ہے۔ رات کو جب سب سو رہے تھے یہ کسی طرح محل سے بھاگ نکلا تھا۔"

"اب تو میں اس کے چچا کا بھی مطالبہ کروں گا.... اسے بھی فوراً واپس کرو۔ ورنہ ساجد نگر کو جہنم بنا دیا جائے گا.... مجھے عرصہ سے کسی بہانے کی تلاش تھی۔ سمجھے کوزہ پشت نمک حرام....!"

کبڑا مسکراتا رہا۔ صفدر جنگ کی گالیاں اس کی پیشانی پر شکن تک نہ لا سکیں البتہ آنکھوں سے تمسخر ضرور جھلک رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ آپ کس چچا کا تذکرہ کر رہے ہیں.... لیکن اس کے باپ کو ضرور جانتا ہوں.... آپ بھی نام سے واقف ہی ہوں گے۔"

"کس کے نام....!"

"اس کے باپ کے....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"سچ عرض کر رہا ہوں سرکار.. یہ انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر رحمان کا لڑکا ہے۔"

نینا نے عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور پھر حیرت سے پلکیں جھپکانے لگی۔

"تم جھوٹے ہو....!"

"کیوں سیکریٹری....!" کبڑا صفدر کی طرف مڑا۔

"جی ہاں.... یہ ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے صاحبزادے ہیں۔" صفدر نے بڑے ادب سے کہا۔

"بکواس نہیں سنوں گا۔" صفدر جنگ نے کہا پھر شادئی اور ہارڈی کی طرف مڑ کر کچھ اشارہ کیا۔ وہ دونوں باہر چلے گئے۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر یک بیک صفدر جنگ نے ویسٹ ہولسٹر سے ریوالور کھینچ لیا اور صفدر اور ہمبگ کو کور کرتا ہوا نینا سے بولا۔ "عمران کی رسیاں کھول دو۔"

شادئی اور ہارڈی کو شاید اسی لئے باہر بھیجا تھا کہ وہ رانی کے شکاریوں کو سنبھالے رکھیں۔

"آپ بہت برا کر رہے ہیں یور ہائی نس...." کبڑے نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"خاموش لونڈی کے بچے.... تیری بھی یہ جرات ہوئی کہ ہم سے آنکھیں چار کر سکے؟"

کبڑا کچھ نہ بولا۔ صفدر نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے تھے اور اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے پوزیشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو.... نینا دوزانو بیٹھی عمران کی رسیاں کھولتی رہی۔

عمران ہولے ہولے کراہتا ہوا کہتا جا رہا تھا۔ "بڑا درد ہو رہا ہے بدن میں.... ان لوگوں نے مجھ پر جال پھینکا تھا۔"

"آپ رانی صاحبہ کو غصہ دلانے کا سامان کر رہے ہیں یور ہائی نس۔" کبڑے نے کچھ دیر بعد کہا۔

"وہ کیا بگاڑ لے گی میرا.. صدیوں سے ہم لوگ ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں۔"

"انگریزوں کا زمانہ لد گیا سرکار.... اب اگر خون خرابہ ہوا تو قومی حکومت کا ایک معمولی سا تھانیدار بھی لال پیلی آنکھیں دکھاتا ہوا چڑھ دوڑے گا۔"

"صفدر جنگ نے آج تک کسی کی بھی پرواہ نہیں کی.... سمجھے.... تم اب اپنی زبان بند رکھو گندے سور.... ورنہ ٹھوکروں سے اڑا کر رکھ دوں گا...."

نینا عمران کو کھول چکی تھی اور وہ سامنے کھڑا بل کھا کھا کر انگڑائیاں لے رہا تھا۔

پھر اس نے ادھر ادھر دیکھ کر صفدر کو آنکھ ماری.... کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے صفدر نے کھنکار کر کبڑے کو مخاطب کیا۔

"اجازت ہے! یور ایڈیو سنکریسی...."

"نہیں!" کبڑے نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں جھگڑا نہیں پسند کرتا۔"

"یور ایڈیو سنکریسی!" صفدر جنگ ہنس پڑا۔ "تخاطب شاندار ہے....!"

"میں پھر بھی کہوں گا کہ یہ محل کا مہمان ہے۔" کبڑے نے کہا۔ "ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کبھی پسند نہ کریں گے کہ ان کا لڑکا آوارگی کرتا پھرے.... یہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔ رانی صاحبہ نے تبدیلی آب وہوا کی غرض سے روک لیا تھا....!"

"کیوں..؟ تم ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے لڑکے ہو؟" صفدر جنگ نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں باس! میں تو ایک معمولی سا مستری زادہ ہوں....!"

"تم ان لوگوں سے بندوق بنوانا چاہتے ہو!" صفدر جنگ نے کبڑے سے پوچھا

"بندوق!" کبڑے نے حیرت سے کہا۔ "کن لوگوں سے؟"

"اس کا چچا کہاں ہے....؟"

"کون چچا.... میں نہیں سمجھا۔ یہ محل میں تنہا ہی آیا تھا...."

صفدر جنگ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میری شکاری اقامت گاہ تمہاری ہی نگرانی میں تعمیر ہوئی تھی؟"

"جی ہاں.... مجھے یاد ہے!" کبڑے نے خندہ پیشانی سے جواب دیا۔

"تم نے اس میں تہہ خانے بھی بنوائے تھے؟"

"مجھے تو یاد نہیں پڑتا.... میں نے ہی پلاننگ کی تھی.... لیکن تہہ خانے.... نہیں یور ہائی نس.... اس میں تہہ خانے نہیں ہیں۔"

"ہیں۔" صفدر جنگ آنکھیں نکال کر دہاڑا۔ "اور آئے دن وہاں جو ہنگامے ہوتے رہتے ہیں ان کے بھی ذمہ دار تم ہی ہو...."

کبڑے نے عمران کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں.... اور پھر صفدر جنگ کو مخاطب کر کے بولا۔ "میں کچھ نہیں سمجھا یور ہائی نس....!"

"تم لوگ مجھ سے وہ کوٹھی خالی کرانا چاہتے ہو...."

"آپ کی ساری باتیں حیرت انگیز ہوتی ہیں۔" کبڑا مسکرایا۔ "آپ ہر معاملے میں چونکا دینے کے عادی ہوگئے ہیں یور ہائی نس...."

"وہاں تہہ خانے موجود ہیں...."

"تو پھر تلاش کیجئے۔" کبڑے نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"میں سارے فرش کھدوا ڈالوں گا۔"

"آپ کی مرضی... مالک ہی ہیں۔"

"چلو...!" صفدر جنگ عمران کی طرف مڑا۔

"یہ ناممکن ہے..." کبڑا بولا۔

"روک کر دیکھ... جہنم کا دہانہ کھول دوں گا۔"

کبڑا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر لمبی سانس لے کر بولا۔ "اچھی بات ہے... لیکن میرا فرض ہے کہ رحمان صاحب کو مطلع کر دوں۔"

صفدر جنگ نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا۔ کبڑے اور صفدر نے ہاتھ گرا دیئے۔

"مگر چچا جان کے بغیر تو بندوق ہرگز نہ بن سکے گی۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"تم چلو... میں سب دیکھ لوں گا۔"

صفدر نے کبڑے کو دکھانے کے لیے صفدر جنگ پر جھپٹنا چاہا... لیکن کبڑا اس کا بازو پکڑتا ہوا بولا۔ "نہیں یہ بہت بڑے آدمی ہیں... ہمیں کیا۔ رانی صاحبہ خود ہی سمجھ بوجھ لیں گی..!"

"اس سے کہنا... کبڑوں کی پوری فوج لے کر آئے میرے مقابلہ پر!" صفدر جنگ نے قہقہہ لگایا۔

وہ باہر نکلے... شارٹی اور ہارڈی رانی کے شکاریوں کو کور کیے ہوئے کھڑے تھے۔

دفعتاً کبڑا چیخ کر بولا۔ "کوئی کچھ نہ بولے... انہیں جانے دو...!"

صفدر جنگ نے شارٹی اور ہارڈی کو اشارہ کیا... انہوں نے بھی اپنے ریوالور ہولسٹروں میں رکھ لیے۔

وہ شکاری بھی کیمپ میں پہنچ چکا تھا جس کے پاس صفدر جنگ کے دونوں گھوڑے تھے۔

کبڑے نے بڑے ادب سے انہیں صفدر جنگ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

کچھ دیر صفدر جنگ اور اس کے ساتھی مع عمران اپنے کیمپ کی طرف جا رہے تھے...!

○

رانی ساجد نگر فون پر "لائن کلیئر" ملنے کی منتظر تھی اور کبڑا قریب ہی کھڑا وہسکی کی چسکیاں لے رہا تھا۔ رانی کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار تھے... کبھی وہ قہر آلود نظروں سے فون کو گھورتی اور کبھی کبڑے کو....

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور رانی نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف آپریٹر کی آواز آئی۔

"ہیلو.... لائن کلیئر یور ہائی نس.... آپ دارالحکومت سے رابطہ قائم کر سکتی ہیں....!"

"تھینکس۔" رانی نے کہا۔

پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ.... سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر رحمان کو مخاطب کر رہی تھی۔

"یس.... یور ہائی نس....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہمیں افسوس ہے مسٹر رحمان کہ صاحبزادے یہاں سے چلے گئے۔"

"کہاں چلا گیا...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رات کو کسی طرح پہرہ داروں کو جل دے کر نکل گئے.... اور اب نواب صفدر جنگ کے ساتھ ہیں۔"

"یہ تو بہت بری بات ہے۔ صفدر جنگ مجھے پسند نہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اب نہ وہ اس کے پاس سے آنے پر رضامند ہیں اور نہ صفدر جنگ ہی انہیں چھوڑ رہا ہے.... مرنے مارنے پر آمادہ ہے۔"

"اوہ.... خیر آپ فکر نہ کیجیے۔ میں دیکھ لوں گا...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

پھر رانی نے سلسلہ منقطع کر دیا اور کبڑے کو گھورنے لگی۔ جو اب بھی وہیں کھڑا وہسکی کی چسکیاں لے رہا تھا....

"ھمبی! میں تم سے بے حد خفا ہوں!" اس نے کہا۔

"میرا قصور.... ڈارلنگ....!" کبڑے نے نظریں ملائے بغیر پوچھا۔

"وہ صرف تین تھے.... اگر تم شکاری کتے ہی چھوڑ دیتے تو ان کی بوٹیاں بھی نہ ملتیں۔"

"میں بہت امن پسند آدمی ہوں ڈارلنگ...."

"میں تمہاری ساری حرکتیں برداشت کر لیتی ہوں۔ لیکن تمہاری امن پسندی نے مجھے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔"

"دنیا دارالحزن ہے ڈارلنگ...." کبڑا غمناک لہجے میں بولا۔ "اور ہر ایک کے غم الگ ہیں.... تمہارے لیے میری امن پسندی باعث غم ہے.... اور مجھے اس بات کا غم ہے کہ تمہارا غصہ بڑی جلدی اتر جاتا ہے۔"

"کیا مطلب...؟"

کبڑا جواب دیئے بغیر کپ بورڈ کی طرف مڑ گیا۔ بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلی اور سوڈا واٹر ملائے بغیر ہی پینے لگا۔

"تمہارا دل چھلنی ہو کر رہ جائے گا.... اب سوڈا بھی نہیں ملاتے۔" رانی نے کہا۔

"کب نہیں تھا۔ یہ دل تو بچپن ہی سے چھلنی ہے...."

"فضول باتیں نہ کرو۔ بہت زیادہ پینے لگے ہو....؟"

"اتنی بڑی رانی ساجد نگر کا شوہر اب اتنی بھی نہ پیے....!"

"بکواس نہ کرو.... اگر تم بھی مر گئے تو میں کیا کروں گی....؟"

"ہاں.... یہ بات واقعی قابل غور ہے۔" کبڑے نے سنجیدگی سے کہا اور پھر سنجیدگی ہی سے کچھ سوچنے بھی لگا۔

پھر کمرے کی فضا پر خاموشی مسلط ہو گئی۔ رانی کے خدوخال کا تیکھا پن غائب ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ چہرے پر ایک غم آلود سی نرماہٹ پھیل گئی تھی۔

اس نے اپنی مغموم آنکھیں اٹھائیں اور تھکے سے بولی۔ "تم اتنے بے درد کیوں ہو؟"

"میں.... میں!" کبڑا اچھل پڑا۔ "تمہیں تو.... اتنے میں بے چارہ.... ایک حقیر سا کوزہ پشت.... ابھی صفدر جنگ سے گالیاں کھا کر آ رہا ہوں.... اتنی عزت افزائی مت کرو....؟"

"میں صفدر جنگ کی لاش سڑکوں پر گھسواتی پھروں گی!" دفعتاً رانی کو پھر غصہ آ گیا.... چند لمحے وہ خاموش رہی پھر بولی۔ "تم دیکھ لینا.... اب یہی ہو گا.... بہت دن صبر کر چکی۔"

"ہرگز نہیں...." کبڑے نے نرم لہجے میں کہا۔ "اگر وہ کمینہ ہے تو ہم بھی کیوں اپنی سطح سے گر جائیں... آدمیت بڑی چیز ہے ڈارلنگ... اگر یہ ضائع ہوئی تو پھر آدمی کو کنگال ہی سمجھو... اب مجھے دیکھو... میں اپنی آدمیت برقرار رکھنے کے لیے ہر طرف سے جوتے کھاتا پھرتا ہوں... وہ مجھے ذلیل کرتے ہیں... اور میں خوش ہوتا ہوں کہ میں نے پلٹ کر انہیں کچھ نہیں کہا۔"

"تم گدھے ہو!" رانی نے دانت پیس کر کہا۔

"اس سے بھی کوئی زیادہ اونچی چیز...." کبڑا سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

وہ دونوں خاموشی سے پھر کچھ سوچنے لگے۔ کبڑا خالص وہسکی کی چسکیاں لیتا رہا۔

کچھ دیر بعد رانی نے کہا۔ "عمبی...."

"نہیں۔" کبڑا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم مجھے بے پو ہی کہا کرو....!"

"کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو....!"

"تمہیں کب یقین آئے گا ڈارلنگ۔" کبڑے نے بڑے پیار سے کہا۔

"بے پو....!" رانی چڑانے کے سے انداز میں مسکرائی۔

کبڑے نے گلاس کپ بورڈ پر رکھ دیا اور بالکل کتوں کے سے انداز میں رانی کے گرد گھوم ناچ کر اسے سونگھنا شروع کر دیا ساتھ ہی "چوں چوں" بھی کرتا جا رہا تھا۔

رانی ہنستی اور اس طرح دوہری ہو ہو جاتی تھی جیسے کوئی گدگدیاں کر رہا ہو۔

"ھمبی.... بس....!" وہ ہنستی ہوئی اٹھلائی۔ "اب نہیں ہنسا جاتا...."

"ھمبی نہیں! بے پو....!" کبڑا اسی طرح ناچتا ہوا دانت پر دانت جما کر بولا۔

"اچھا.... بے پو.... اب بس.... ہائے اللہ....!" وہ ہنستی ہوئی دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگی.... اور کبڑا دانت پر دانت جمائے ہوئے اسی طرح "چوں چوں" کرتا اس کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔

○

صفدر جنگ کے کیمپ میں جشن برپا تھا۔ کیمپ کیے ہوئے آج تیسرا دن تھا۔ اس دوران میں اس کے چند احباب بھی بغرض شکار دارالحکومت سے آگئے تھے۔ آج کل وہ انہیں ہی انٹرٹین کر رہا تھا۔ ان میں دو شاعر بھی تھے۔

عمران شدت سے بور ہو رہا تھا۔ اسے ڈاکٹر داور کی فکر تھی۔ وہ تو اب یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ کھل کر مقابلہ کیا جائے... کیونکہ صفدر کے بیان کے مطابق کبڑے نے روشی سے کچھ نہ کچھ تو اگلوا ہی لیا تھا۔ ایسی صورتحال پیدا ہو جانے کے بعد پردہ داری کی ضرورت ہی کیا تھی.... اور پھر وہ مقصد تو کبھی کا حاصل ہو چکا تھا جس کے لیے عمران نے پاگل پن کا ڈھونگ رچانے کی ضرورت محسوس کی تھی.... اب تو اسے کھل کر سامنے آ جانا چاہیے تھا۔ ویسے کبڑے کے خلاف ثبوت بہم پہنچا لینا یوں بھی مشکل ہوتا۔ کوئی بھی عدالت اسے تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوتی کہ وہ کبڑے ہی کی وساطت سے ان تہہ خانوں میں پہنچا ہوگا جہاں ڈاکٹر داور سے ملاقات ہوئی تھی۔

خود ڈاکٹر داور نے کسی کبڑے کے وجود سے لاعلمی ظاہر کی تھی پھر خود رحمان صاحب نے کئی دنوں تک اسے بند کرائے رکھا تھا اور اذیت رسانیوں کی حد کر دی تھی.. مگر.. کیا اس سے کچھ

اگلوا لینے میں وہ کامیاب بھی ہوئے تھے؟... وہ تو کسی کچھوے ہی کی طرح سخت جان اور محفوظ تھا۔

عمران صفدر جنگ سے اس کے متعلق اور بھی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی تک موقع نہیں مل سکا تھا۔ دن بھر شکار ہوتا اور رات کو محفل گرم ہو جاتی۔ شراب اور کافی کے دور چلتے نشے میں بہک کر کبھی کبھی کوئی شکاری ناچنے لگتا اور اس کے ساتھ سب ہی اٹھ کھڑے ہوتے لیکن صفدر جنگ نشے کی حالت میں اپنا وقار برقرار رکھتا۔ اس پوری بھیڑ میں عمران اور ثریا ہی تھے جنہیں شراب سے دلچسپی نہیں تھیں۔

آج پھر حسب معمول سورج غروب ہوتے ہی بوتلیں کھلنے لگیں تھیں... صفدر جنگ نے دونوں شعرائے کرام سے کچھ سنانے کی فرمائش کی تھی... جیسے ہی ایک صاحب بیاض کھول کر سنبھل کر بیٹھے عمران ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"سرکار!" اس نے بڑی عاجزی سے پوچھا۔ "شہر والی تو نہ ہو گی...؟"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" شاعر نے بڑی عاجزی سے حیرت ظاہر کی۔

"شہر کا تذکرہ سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ ہر غزل میں کم از کم ایک شعر ایسا ضرور پایا جاتا ہے جس میں لفظ شہر موجود ہو۔"

شاعر صاحب نے غیر ارادی طور پر بیاض کے صفحے پر نظر دوڑائی... پھر مسکرائے اور بولے۔ "جی ہاں... اتفاق سے ایک شعر موجود ہے جس میں شہر کا تذکرہ ملے گا... مگر وہ شہر آرزو ہے...!"

"وہ تو اور زیادہ بور کرتا ہے!" عمران نے زیادہ عاجزی سے کہا۔ "مکانوں، دکانوں اور سڑکوں والے شہر سے جی نہیں گھبراتا... البتہ جو یہ نئے نئے شہر آپ لوگوں نے پیدا کر لیے ہیں مجھے بوکھلا کر رکھ دیتے ہیں۔"

"بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ...!" صفدر جنگ نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

عمران متفکرانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس شاعر نے غزل سنائی... اور خوب داد وصول کی کیونکہ سبھی نشے میں تھے... حتیٰ کہ میاں شیخو المعروف بہ ٹونی نے بھی سینے پر دو ہتھڑ مار کر فرمایا تھا۔ "ہائے بون ہس نیک گاوت ہو[1]"

دوسرے شاعر نے غزل سنانے سے پہلے عمران سے کہا۔ "آپ تو بہت بڑے نقاد معلوم

---

[1] ہائے باپ رے... اتنا اچھا گاتے ہو۔

ہوتے ہیں.... ذرا یہ غزل بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔"

عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔ "بسر و چشم....!"

یہ صاحب اپنے ساتھی سے بھی زیادہ "مترنم" ثابت ہوئے.... شیخو تو ایک شعر پر اچھل کر باقاعدہ ناچنے لگا تھا۔

غزل ختم کر کے ان شاعر صاحب نے فخریہ انداز میں عمران کی طرف دیکھا.... پھر بڑے دلآویز انداز میں مسکرائے.... مجمع بے ہنگام پر اچٹتی سی نظر ڈالی اور پھر بولے۔ "فرمائیے جناب غزل کیسی رہی.... اس میں تو شہر نہیں آیا....!"

"ضرور فرماؤں گا۔ ہر چند کہ اس میں لفظ شہر نہیں آیا.... اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے مجھ پر۔ لیکن....!" عمران نے کہا اور سنجیدگی سے ایسا پوز بنالیا جیسے کسی اہم مسئلہ پر غور کر رہا ہو....!

"لیکن کیا....؟" شاعر صاحب اسے گھور کر بولے۔

"یار پتہ نہیں کیوں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم سب کسی ایک ہی استاد سے غزل کہلوا لاتے ہو.... مشاعروں میں سنتا ہوں.... رسالوں میں پڑھتا ہوں.... سبھوں کا ایک ہی رنگ نظر آتا ہے.... خدا بھلا کرے فیض صاحب کا کہ انہوں نے اپنے بعد پھر کوئی اوریجنل شاعر پیدا ہی نہیں ہونے دیا.... صرف دو، تین اس بھیڑ سے الگ معلوم ہوتے ہیں.... جیسے جمیل الدین عالی.... اور جعفر طاہر وغیرہ.... آگے رہے نام اللہ کا....!"

"اچھا....!" شاعر صاحب نے جھلا کر کہا۔ "سردار جعفری کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"پتھر توڑتے ہیں....!"

"واہ.... واہ.... سبحان اللہ۔" صفدر جنگ ہاتھ اٹھا کر داد دینے کے سے انداز میں شور مچانے لگا۔ "جواب نہیں ہے اس تنقید کا...." پھر سنجیدگی اختیار کر کے اسے گھورتا ہوا بولا۔ "اے تم مستری ہو.... بندوق بناتے ہو۔"

"ہاں سرکار...."

"لو اسی بات پر...." صفدر جنگ نے اپنا ہی گلاس اس کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ....! آپ جانتے ہیں کہ میں نہیں پیتا....!"

"پینی پڑے گی...." صفدر جنگ آنکھیں نکال کر غرایا۔ "یہاں سب پی رہے ہیں۔"

"آپ کی سیکرٹری کہاں پی رہی ہے....!"

"وہ عورت ہے۔"

"تو مجھے عورت سے بھی کمترین سمجھ کر بخش دیجئے... ورنہ میرے دادا مولوی فضل الٰہی جنت مکانی خواب میں ڈنڈا لے کر دوڑے آئیں گے...!"

"اے تم کا اپنی کیٹ نہیں آوت؟" شیخو عرف ٹونی نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

عمران سعادت مندانہ انداز میں صرف مسکرایا۔

"تو تم نہیں پیو گے...." صفدر جنگ عمران کو خونخوار آنکھوں سے گھورتا ہوا بولا۔

"نہیں سرکار...!"

"اچھا ٹھہر جاؤ... تھوڑی دیر بعد بتاؤں گا۔" صفدر جنگ سر ہلا کر بولا۔ پھر ان لوگوں پر بگڑنے لگا جو ابھی تک مسلم ہرنوں کو نہیں بھون سکے تھے...!

یہ سب اس وقت چھولداریوں کے باہر کھلے میں رنگ رلیاں منا رہے تھے۔ ایک جانب قطار میں پانچ جگہ بڑے بڑے الاؤ روشن تھے جن میں مسلم ہرن بھونے جا رہے تھے اور جن کی اشتہا انگیز خوشبو فضا میں بکھری ہوئی تھی... کئی بڑے بڑے پیٹرومیکس لیمپ درختوں کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے جن کی روشنی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

شراب پانی کی طرح صرف ہو رہی تھی اور اب تو شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے بہکنا نہ شروع کر دیا ہو...! دفعتاً شیخو عرف ٹونی نے برہے کی تان ماری! اور اٹھ کر ناچنے لگا...!

صفدر جنگ شاید کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا اور عمران انہیں ایسی تشویش کن نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی باپ یہ سوچ رہا ہو کہ آخر ان نامعقول بچوں کا مستقبل کیا ہو گا....

اور نینا عمران کو متواتر دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتاً سارے پیٹرومیکس لیمپوں کے شیشے بیک وقت ٹوٹ گئے... اور چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا۔ اس اچانک تبدیلی کا ساتھ آلاؤں کی روشنی بھی نہ دے سکی اور وہ بھی ایک پل کے لیے اندھیرے میں ڈوب گئے۔

اور پھر رائفلوں کی گولیاں فضاؤں میں سنسنانے لگیں۔ بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ ایک دوسرے پر گر پڑ رہے تھے۔ صفدر جنگ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے حواس برقرار رکھیں لیکن کون سنتا ہے۔!

ہرن جوں کے توں آلاؤں پر لٹکے رہے کیونکہ کھانے والوں کا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔ اور جدھر بھی جس کے سینگ سمائے تھے بھاگ نکلا تھا۔ عمران تو اسی وقت بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا

تھا جب پیٹرومیکس لیمپوں کے شیشے ٹوٹے تھے۔!

وہ تیزی کے ساتھ ایک جانب کھسکتا رہا۔ ساتھ ہی وہ خود کو بچاتا بھی جا رہا تھا۔ اندھی بھیڑوں کی طرح بھاگنے والے "کاؤ بوائز" اس کے قریب ہی سے گزر رہے تھے گولیاں برابر چل رہی تھیں... ایک آدھ چیخ بھی فضا میں گونجی تھی.... پھر ایک بڑی سی چیخ عمران کے قریب ابھری اور کوئی دھب سے اس پر آ رہا۔

عمران اسے اپنے اوپر سے کھسکا کر ایک طرف ہٹ گیا... یہ نینا تھی...!

"کیا ہوا....؟" عمران نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

"گگ.... گولی.... لگ.... ہوف.... اوہ.... مری.... بازو میں آگ...."

"اچھا.... اچھا.... گھبراؤ نہیں... حملہ آور دور ہیں.... ابھی قریب نہیں آئے... اگر پڑے پڑے رینگ سکو تو رینگتی رہو.... یہ لو.... میرا ہاتھ پکڑ لو...."

"ہات.... پک.... کڑ.... ہوں.... ہوں...."

اور پھر شاید وہ بے ہوش ہو گئی...

عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ دونوں آلاؤں کی روشنی کے احاطے میں تھے۔ نینا بے ہوش ہو چکی تھی اور وہ اٹھ کر اسے پیٹھ پر نہیں لاد سکتا تھا کیونکہ گولیاں زمین کی سطح سے صرف ایک یا ڈیڑھ گز اونچی گزر رہی تھیں... صفدر جنگ کے دوسرے ساتھیوں کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ حملہ آوروں نے شاید اسے چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کی تھی۔ مختلف سمتوں سے آنے والی آوازیں یہی بتا رہی تھیں۔

آخر کار عمران نے لیٹے لیٹے بے ہوش نینا کو اپنی پشت پر ڈالا اور زمین پر کہنیاں ٹیکے ہوئے آہستہ آہستہ ایک جانب کھسکنے لگا... کبھی کبھی رک کر نینا کو بھی سنبھالنا پڑتا تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد آلاؤں کی روشنی کی حدود سے باہر نکل جائے۔ گولیاں اب بھی چل رہی تھیں۔ لیکن کسی آدمی کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ اور اب تو گولیوں کی آوازیں قریب تر ہوتی جا رہی تھیں۔ شاید حملہ آور آہستہ آہستہ اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے...!

* * *

صفدر محل کے ایک تاریک گوشے میں کھڑا کسی کی آہٹ کی طرف کان لگائے ہوئے تھا کہ دفعتاً پیچھے سے کمر پر کسی کی لات پڑی اور وہ اچھل کر روشنی میں جا پڑا۔ لات اتنی زوردار نہیں تھی

کہ اسے اتنے فاصلے تک دھکیل لے جاتی۔ وجہ یہ ہوئی کہ اول تو وہ بے خبر تھا اور دوسری مصیبت یہ کہ وہ زینوں کے سرے پر کھڑا تھا۔ اس لیے نہایت آسانی سے سات یا آٹھ لڑھکنیاں کھانے کے بعد صحن میں چت ہو گیا۔۔۔۔! پھر اسے کبڑے کی جھلک دکھائی دی جو زینوں سے اتر کر نیچے آ رہا تھا۔ غالباً یہ لات اسی کی جولانی طبع کا نتیجہ تھی۔

صفدر نے اسے دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

کبڑا نیچے اتر کر صفدر پر جھک گیا۔ بغور اسے دیکھتا رہا۔ صفدر نے کراہ کر کروٹ بدلی۔۔۔۔! اور پھر چونک کر اسی طرح اٹھ بیٹھا جیسے یونہی اندھا دھند کسی طرف بھاگ نکلنے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔۔!

اچانک کبڑے نے اس کے شانے پر تھپکی دی اور صفدر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں منہ اوپر اٹھا دیا۔ پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ آپ تھے۔۔۔۔!“ صفدر نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

”اور آپ یہاں کیا فرما رہے تھے۔۔۔۔!“

”میں۔ اوہ!“ صفدر اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔ ”میں اب آپ کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہیں باہر چلیے۔۔۔۔ یور ایڈیو سنکریسی۔۔۔۔!“

”یہی کافی الگ تھلگ جگہ ہے!“

”میں آپ کی۔۔۔۔ لیڈی سیکرٹری روشی کی نگرانی کر رہا تھا۔“

”کیوں؟“ کبڑے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں اسی دن سے اس کی ٹوہ میں ہوں جب آپ اس پاگل کو یہاں لائے تھے۔“

”اوہ۔۔۔۔ جلدی سے اس کی وجہ بھی بتاؤ! میرے پاس وقت نہیں ہے۔“

”اس نے اس سے اشاروں میں کچھ کہا تھا۔ لیکن دوسروں کے لیے ایسی بن رہی تھی جیسے وہ اس کے لیے قطعی اجنبی ہو۔۔۔۔!“

”چلو مان لیا۔۔۔۔ پھر تمہیں کیا؟“

”یور ایڈیو سنکریسی یہ نہ بھولیے کہ میں آپ کا سیکرٹری ہوں اور بذات خود کوئی اچھا آدمی نہیں۔“

”میں عمران کو یہاں کیوں لایا تھا؟“

”میں نہیں جانتا۔۔۔۔!“

”پھر روشی کی نگرانی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟“

www.urdufanz.com

"وہ ایک ایسے آدمی کو اشارے کر رہی تھی جو اس کے لیے اجنبی تھا....." صفدر جھنجھلا گیا۔

"تو اس سے کیا ہوتا ہے....؟"

صفدر نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا اور مزید کچھ کہنے کی بجائے اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا!

"تم میری سیکرٹری پر ڈورے ڈالنے کی فکر میں ہو!" کبڑا اسے گھورتا ہوا آہستہ سے غرایا۔

صفدر ہنسنے لگا.... پھر بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "یور ایڈیو سنکریسی.... آپ کو اپنے متعلق ایک بات بتانا بھول گیا تھا۔ اب سن لیجئے۔ وہ یہ کہ عورت کے معاملے میں مجھ پر وہی اعتماد کر سکیں گے جو پرلے سرے کے گاؤدی ہوں!"

"کیا مطلب....؟"

"یہی کہ اب اپنی سیکرٹری کو ڈبیہ میں بند کر کے رکھئے۔"

"ہوں....!" کبڑے نے اسے نیچے سے اوپر تک گھورا۔ پھر بولا۔ "اچھا میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں ایک ایسے کمرے میں آئے جس میں فرنیچر نہیں تھا۔ البتہ فرش پر بیش قیمت قالین نظر آرہے تھے.... محل کا یہ حصہ حال ہی میں تعمیر ہوا تھا اور اس کی تکمیل اتنے فنکارانہ انداز میں ہوئی تھی کہ یہ اصل عمارت میں بعد کا اضافہ نہیں معلوم ہوتا تھا....

صفدر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

کبڑے نے فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ....!"

پھر وہ دونوں آمنے سامنے اس انداز میں بیٹھ گئے جیسے شطرنج کھیلنے والے بیٹھے ہوں۔

"تم بہت دن مفت خوری کر چکے۔" کبڑا بولا۔ "اب کچھ کام بھی کرو۔"

"شکریہ...." صفدر بچوں کے سے انداز میں خوش ہو کر بولا۔ "میں ڈر رہا تھا کہ کہیں بے کاری مجھے ٹی۔ بی میں نہ مبتلا کر دے۔"

"ہوں....!" کبڑا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ عجیب بچگانہ سی مسکراہٹ تھی۔ بچوں کی آنکھوں کی سی چمک پیدا ہو جاتی ہے.... حالانکہ محل میں عورتوں کی کمی نہیں تھی۔ پھر بھی اس کا یہ عالم تھا....

"تم کیا سوچنے لگے؟" کبڑے نے پوچھا۔

"آپ کے جغرافیہ پر غور کر رہا تھا۔"

کبڑا ہنس پڑا.... پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "اس چکر میں نہ پڑو.... تم مجھے نہیں سمجھ

سکو گے۔"

"خیر....! میں متحیر ہوں کہ آپ نے صفدر جنگ کو کیوں معاف کر دیا۔"

"پھر کیا کرتا....!"

"میں تو سمجھا تھا کہ آپ مجھے اس کے کیمپ پر شبخون مارنے کا حکم دیں گے۔"

"ہرگز نہیں....!" کبڑے نے سخت لہجے میں کہا۔ "ایسی باتیں ہرگز نہ سوچا کرو.... مجھے کشت و خون سے بڑی نفرت ہے.... میں تو پیار کے میٹھے گیتوں کا پجاری ہوں.... کیا ہوا اگر اس نے مجھے گالیاں سنائیں۔ سچ کہتا ہوں اس کے خلاف میرے دل میں ذرہ برابر بھی برائی نہیں ہے.... اگر وہ دوسروں پر اپنی برتری جتا کر خوش رہ سکتا ہے تو کسی کو اس سے اس کا یہ حق چھین لینے کا حق نہیں پہنچتا.... ختم کرو.... اس کا قصہ.... مجھ سے تو تم چوزوں کی باتیں کرو.... ہائے۔"

وہ دانت پر دانت جمائے۔ "کاتک زدہ" کتوں کی طرح چوں چوں کرنے لگا.... صفدر کبھی مسکراتا اور کبھی سنجیدہ ہو جاتا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا رویہ کیا ہونا چاہئے!

بمشکل تمام اس کی "چوں چوں" ختم ہوئی اور قطعی خاموش ہو گیا۔ اب وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر بولا۔ "میں تمہیں ایک ضروری کام سے یہاں لایا ہوں!"

"اوہ بتائیے بھی نا....!" صفدر نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ وہ دراصل چاہتا تھا کہ کسی طرح عمران سے دوبارہ ملنے کا بہانہ ہاتھ آئے کیونکہ وہ اس سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا....

"روشی سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرو۔"

"لاحول ولا قوۃ....!" صفدر نے جھلا کر اپنی پیشانی پر دو ہتھڑ رسید کیا۔

"آخر تم لوگ میری باتوں کو ہنسی میں اڑانے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟" کبڑے کو بھی غصہ آ گیا۔

"نن.... نہیں تو.... میں سوچ رہا تھا صفدر جنگ...."

"اسے جہنم میں جھونکو.... مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس نے میری توہین کی تھی۔ تمہیں کیوں پریشانی ہے....!"

"خیر مجھے کیا...." صفدر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "میں تو....!"

"نہیں بس.... خاموش رہو۔ میں صفدر جنگ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں سننا چاہتا....!"

"اوہ.... اچھا.... میں سمجھ گیا....!"

"کیا سمجھ گئے....!"

"آپ اسی بھیانک آدمی پٹلو نرودا....!"

"اسے بھی جہنم میں جھونکو....!" کبڑا ہاتھ ہلا کر بولا۔

"ہائے وہ بھی نہیں....!" صفدر چڑانے والے انداز میں کراہا۔

"سنجیدگی اختیار کرو.... ورنہ تھپڑ مار دوں گا۔" کبڑے کو زیادہ زور سے غصہ آ گیا۔

صفدر نے فوراً ہی اپنے چہرے پر سنجیدگی طاری کر لی۔

پھر کبڑا کچھ سوچنے لگا.... صفدر اس کے چہرے پر ذہنی کشمکش کے آثار دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سر اٹھا کر بولا۔ "روشی سے اتنی بے تکلفی پیدا کرو کہ اس سے اپنی باتیں منوا سکو....!"

"چلئے ہو جائے گا.... پھر....!"

کبڑا پھر خاموشی سے کچھ سوچنے لگا۔ صفدر کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی....!

"سنو!" اس نے کچھ دیر بعد صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اور جب تم اس سے اپنی باتیں منوا لینے کے قابل ہو جاؤ تو اس سے کہو.... کہ جب بھی ہز ایڈیو سنکریسی ہمبگ دی گریٹ اسے تنہائی میں چھیڑے تو وہ اسے بے تحاشہ مارنا شروع کر دے.... تھپڑوں گھونسوں اور لاتوں سے.... زمین پر گرا کر چڑھ بیٹھے.... اور بے تحاشہ پیٹتی رہے!"

صفدر ہنسنے لگا.... بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔

"خاموش....!" کبڑا زور سے گرجا.... اور قہر آلود نظروں سے صفدر کو گھورتا رہا پھر اٹھا اور اس کی طرف دیکھے بغیر دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔ "جو کچھ میں نے کہا ہے یہی ہونا چاہئے.... ورنہ تمہاری کھال کھنچوا لی جائے گی...."

وہ جا چکا تھا.... اور صفدر قالین پر اکڑوں بیٹھا اس طرح سر سہلا رہا تھا جیسے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہو....!

* * *

وہ دونوں تین دن سے گھنے جنگلوں میں بھٹک رہے تھے.... ان تین دنوں میں کئی بار نامعلوم بندوقچیوں نے انہیں گھیرنے کی کوشش کی لیکن عمران کی بروقت سوجھنے والی تدبیروں

نے ایک نہ چلنے دی۔

نینا کی حالت زیادہ خراب نہیں تھی۔ گولی بائیں بازو کو چھوتی ہوئی گزر گئی تھی۔ وقتی طور پر خاصا خون بہا تھا۔ لیکن پھر زخم پر کھرنڈ جمنے لگی.... ویسے اتنی تکلیف تو تھی ہی کہ چہرہ ست کر رہ جاتا.... وہ کچھ نقاہت بھی محسوس کر رہی تھی لیکن جان کا خوف بہر حال ادھر سے ادھر دوڑائے پھر رہا تھا۔

اس وقت وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے سوچ رہے تھے کہ پیٹ کی آگ کس طرح بجھائی جائے۔ پہلے انہوں نے جہاں ڈیرا ڈالا تھا۔ وہاں کچھ جنگلی پھل مل گئے تھے لیکن یہاں کچھ بھی نہیں تھا....

ان کے پاس رائفلیں بھی نہیں تھیں کہ شکار ہی پر قناعت کرتے.... عمران تو خیر شروع ہی سے غیر مسلح رہا تھا۔ نینا بھی جشن کے وقت کاؤبوائے سوٹ میں نہیں تھی ورنہ اس کے ہولسٹروں میں کم از کم دو عدد ریوالور ہی ہوتے....

نہتے اور کسمپرسی کے عالم میں یہ دونوں جنگلوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے اور انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ چند نامعلوم آدمی ان کی تاک میں ہیں اور کسی وقت بھی ان سے مڈبھیڑ ہو سکتی ہے.... لہٰذا وہ بہت احتیاط برت رہے تھے۔

نینا سوچ رہی تھی کہ اگر گولی نہ لگی تو بھوکوں ہی مر جانا پڑے گا۔ بہرحال اسے توقع نہیں تھی کہ دوبارہ مہذب آدمیوں کے درمیان پہنچ سکے گی۔

دفعتاً عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”اب یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ پاجامہ واقعی بڑی عظیم چیز ہے۔“

”خدا کے لیے چپ رہو!“ نینا مضمحل سی آواز میں بولی۔ ”اب ہنسنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی۔“

”نہیں! ہنسنے ہنسانے کی بات نہیں۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ”میرے دادا جان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ پتلون کو پاجامے کی جگہ دے کر اچھا نہیں کیا گیا.... میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جشن کے وقت پاجامہ پہنے ہوتا تو آج بھوکوں نہ مرنا پڑتا۔“

نینا کچھ نہ بولی اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار بھی نہیں تھے۔ آنکھیں ہر قسم کے تاثرات سے خالی تھیں۔

پھر عمران ہی بڑبڑاتا رہا۔ "پاجامے سے کمر بند کھینچ کر گوپھن (فلاغن) بناتا.... اور کرتا پرندوں کا شکار.... کیوں کیسی رہی....؟"

"ہوں.... اوں۔" نینا بے دلی سے بولی۔

"بھوک بری بلا ہے.... کیوں؟" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"میں نہیں.... جانتی.... کچھ دیر خاموش رہو....!"

"اگر میں خاموشی اختیار کروں گا تو آنتیں بولنا شروع کر دیں گی۔ اس لیے خاموش رہنے سے کیا فائدہ....!"

"میں سونا چاہتی ہوں....!"

"ہوں.... ضرور.... اگر خواب میں روٹیاں نظر آئیں تو مجھے بھی بلا لینا۔"

نینا پھیکی سی ہنسی کے ساتھ قریب ہی لیٹ گئی۔

کچھ دیر بعد عمران پھر بڑبڑانے لگا۔ "فرض کرو کچھ پرندے ہاتھ بھی آجائیں تو کیا ہم انہیں کچا چبا جائیں گے.... تم اتنی واہیات لڑکی ہو کہ سگریٹ بھی نہیں پیتیں.... پیتی ہوتیں تو دیا سلائیاں یا سگریٹ لائٹر ضرور رکھتیں۔ لاحول ولا قوۃ...."

"تم کیوں نہیں پیتے سگریٹ....!" نینا نے سر اٹھا کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہایت فرمانبردار لڑکا ہوں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا "بچپن میں ایک بار اماں بی نے سمجھایا تھا کہ سگریٹ پینے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے.... اس لیے آج تک نہیں پی.... انہیں پیسوں کا گھی دودھ کھاتا پیتا ہوں۔"

نینا کچھ نہ بولی.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے دنیا اور اس کی باتوں سے دلچسپی نہ رہ گئی ہو۔

کچھ دیر بعد عمران نے پھر چھیڑا۔ "چیل کے کچے انڈے پیو گی.... اتار لاؤں کسی درخت سے....!"

"مت بولو مجھ سے...." نینا پھر جھنجھلا گئی۔

"پھر کس سے بولوں.... نہ مولانا شارٹی ساتھ آئے ہیں اور نہ میاں شیخو ٹونی سلمہ۔ پتہ نہیں زندہ بھی ہیں یہ لوگ یا عالم بالا میں گھوڑے دوڑا رہے ہیں...."

نینا جھلا کر اٹھ بیٹھی.... کچھ دیر عمران کو گھورتی رہی پھر بولی۔ "کیا تم بھوکے نہیں ہو۔؟"

"اتنا زیادہ کہ اجازت دو تو تمہیں ہی کھا جاؤں گا۔"

"پھر بکواس کیوں کر رہے ہو....؟"

"تم کیسی کاؤ گرل ہو.... ایک ہی فاقے نے تمہیں دنیا سے بیزار کر دیا۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں اس زندگی پر.... خدا کرے صفدر جنگ کے بھی گولی لگ گئی ہو!"

"تم اس کی ملازم ہو کر ایسی...."

"میں اس کی ملازم نہیں ہوں....!" نینا نے عمران کو جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔ چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی۔ "ملازمت پر تو لات ماری جا سکتی ہے.... لیکن کچھ بندھن ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں توڑنا بے حد مشکل ہوتا ہے....!"

"میں سمجھ گیا۔" عمران سر ہلا کر تشویش کن لہجے میں بولا۔

"تم کچھ بھی نہیں سمجھے....! غلط سمجھے ہو! اس سے میرا کوئی ایسا رشتہ نہیں جس پر مجھے شرمندگی ہو.... میں اس کی پروردہ ہوں.... میری پرورش اس کی لڑکیوں کے ساتھ ہوئی ہے.... میرا باپ اس کا ملازم ہے.... میرے تین بھائی بھی اسی کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں.... میری ماں بچپن ہی میں مر گئی تھی.... صفدر جنگ نے مجھے محل کی نرسوں کے سپرد کر دیا تھا.... اور پھر ہم لوگ ویسے بھی اس کے پشتینی نمک خوار ہیں.... کوئی بھی شریف النفس آدمی ایسے بندھنوں کو نہیں توڑ سکتا.... یا توڑ سکتا ہے؟"

"ہوں.... اوں.... پتہ نہیں....!"

"نہیں توڑ سکتا.... میں نے کئی بار سوچا.... لیکن جب اس کے احسانات یاد آئے تو سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا....!"

"میرا بھی خیال یہی ہے کہ تم اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتیں۔ بہت سمجھدار اور نیک لڑکی ہو۔ بہت سمجھدار اور نیک لڑکیاں عموماً برباد ہو جایا کرتی ہیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"مطلب ہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "مطلب سمجھ میں آتا ہوتا تو میٹرک میں پانچ سال تک فیل ہوتے رہنے کی بعد پڑھنا کیوں چھوڑ دیتا.... وہ امتحان میں پوچھتے تھے کہ عادِ اعظم مشترک کسے کہتے ہیں اور میں سکندرِ اعظم کی سسرال کے حالات لکھ دیا کرتا تھا....!"

نینا ہنس پڑی۔ پھر سنبھل کر اس طرح بسورنے لگی جیسے اسے نہ ہنسنا چاہئے تھا۔

کچھ دیر وہ خاموش رہے.... عمران اس طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ جیسے کسی چیز کی تلاش ہو....!

دفعتاً نینا بولی۔ "یہ بلا محض تمہاری وجہ سے نازل ہوئی ورنہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا...."

"تو تم یہ سمجھتی ہو کہ.... وہ رانی ساجد نگر کے آدمی تھے۔"

"پھر اور کیا سمجھوں....!"

"یہ کبڑا صفدر جنگ کے پاس کب سے ملازم تھا؟"

"میں نے ہوش سنبھالنے پر اسے باس ہی کے ملازم کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ پہلے کی بابت نہیں کہہ سکتی۔"

"کس بنا پر ساتھ چھوڑ گیا؟"

"مرغیاں چرایا کرتا تھا.... سنا ہے اور بھی عجیب حرکتیں کرتا تھا.... بوڑھی عورتوں کو چھیڑتا تھا اور وہ جوتیاں اتار کر پل پڑتی تھیں.... سر راہ عورتوں کے ہاتھوں کی جوتیاں کھایا کرتا تھا۔ پھر باس نے تنگ آ کر اسے نکال دیا۔ اب وہ رانی ساجد نگر کا شوہر ہے کتنا مضحکہ خیز جوڑا ہے۔" نینا ہنس پڑی پھر بولی۔ "وہ اونٹنی ہے اور یہ ٹٹو.... ان کے لیے تو "وہ دونوں" کہنے کی بجائے "ڈیڑھوں" کیوں نہ کہا جائے۔ اوہ! مگر تم اپنی کہو.... سچ سچ بتاؤ تم کون ہو....؟"

"میں لڑکیوں کے والدین کی جوتیاں کھاتا ہوں....!"

"فضول بکواس مت کرو.... بتاؤ تم کون ہو.... جو کچھ ظاہر کرتے ہو حقیقتاً معلوم نہیں ہوتے.... تمہارے چچا بھی مستری تو نہیں معلوم ہوتے تھے....!"

"کبڑے کا اصل نام کیا ہے....؟"

"پتہ نہیں.... میں نہیں جانتی.... باس اسے ٹینی کہہ کر مخاطب کرتے تھے.... میں جو کچھ پوچھ رہی ہوں وہ بتاؤ...."

"تمہیں یقین نہیں آئے گا کیونکہ وہ کچھوے کا بچہ ڈائریکٹر جنرل والا شوشہ چھوڑ گیا ہے۔"

"تو اس نے غلط کہا تھا....؟"

"پتہ نہیں.... مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ میں کون ہوں؟"

"تم بتانا نہیں چاہتے!" نینا جھنجھلا گئی۔

"آہستہ بولو.... ورنہ کہیں کوئی گولی چھید کر ہی نہ رکھ دے۔"

www.urduians.com

نینا سہم کر چاروں طرف دیکھنے لگی.... دفعتاً ٹھیک اسی وقت قریبی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور عمران نے نینا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ اب وہ گھنی جھاڑیوں کے درمیان تھے۔

انہوں نے قدموں کی آواز سنی۔ اور پھر تین آدمی دکھائی دیئے.... دو کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔ تیسرے کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

عمران نے اسے صاف پہچانا.... وہ شیخو ٹونی تھا.... نینا نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ پھر اس کے ہونٹ ہلے ہی تھے کہ عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" عمران نے سرگوشی کی.... اور آہستگی جھاڑیوں سے باہر نکل آیا۔

اب وہ کسی چیتے کی طرح زمین پر سینہ ٹیکے بڑی پھرتی سے ان لوگوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ نینا نے جھاڑیوں سے جھانک کر دیکھا اور بے حد مضطرب نظر آنے لگی۔ وہ اب اسے آواز بھی نہیں دے سکتی تھی وہ کیا کرنا چاہتا ہے....؟ وہ سوچ رہی تھی۔ نہتا ہے.... کئی دن کا بھوکا بھی.... وہ دو ہیں.... پوری طرح مسلح اور چاق وچوبند.... کہیں وہ بھی نہ پکڑا جائے.... پھر کیا ہوگا.... اوہ واقعی احمق.... خود ہی جہنم میں چھلانگ لگانے جا رہا ہے.... میرے خدا کیا کیا جائے.... پر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی.... کیونکہ عمران نے کسی چیتے ہی کی طرح ان دونوں پر چھلانگ لگائی تھی اور وہ دونوں کو ساتھ لیتا ہوا خود بھی ڈھیر ہو گیا تھا.... وہ دونوں بے خبری کی وجہ سے خود کو سنبھال نہ پائے تھے.... اور عمران کوشش کر رہا تھا کہ وہ اب اٹھنے نہ پائیں.... شیخو ٹونی قریب ہی کھڑا اچھل اچھل کر کہہ رہا تھا "ہاہا.... باہ بھیا.... رگڑ دو سروں کا.... ڈیم بلاڈی باسٹر والا...."

اب نینا کو کچھ عقل آئی.... اور وہ بھی ان کی طرف دوڑ پڑی۔ سب سے پہلے اس نے ایک ایک کر کے دونوں کے ہاتھوں سے رائفلیں چھینیں اور پھر ہولسٹرس بھی ٹٹولنے لگی.... وہ دونوں اب اور زیادہ زور لگا رہے تھے کہ عمران کو اپنے اوپر سے اچھال پھینکیں.... نینا نے ان کی انگلیوں پر پتھر مار مار کر رائفلیں چھینیں تھیں.... اس نے رائفلیں تو ایک طرف ڈال دیں اور دونوں ہاتھوں میں ریوالور سنبھال کر کھڑی ہو گئی۔ ریوالور بھرے ہوئے تھے۔

"اب انہیں چھوڑ کر ہٹ جاؤ....!" اس نے عمران سے کہا۔

"جو حکم سرکار...." عمران کہتا ہوا ان پر سے اٹھ آیا۔

"خبردار! ایسے ہی پڑے رہو...." نینا نے مغلوبوں کو مخاطب کیا۔

وہ چپ چاپ اوندھے پڑے رہے۔

شیخو ٹونی اچھل اچھل کر کہہ رہا تھا۔ "دیکھیو سردن! ہم کہت رہن کہ کو تو ہمار منئی دیکھ لیہس تو تمہارا کچومر نکال دے ای.... باہ.... بیٹا.... باہ.... باہ بھیا باہ!"

نینا ان دونوں کو کور کئے رہی اور عمران نے شیخو کے ہاتھ کھول دیئے۔ چھوٹتے ہی وہ مغلوبوں کی طرف جھپٹا۔

"نہیں....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس رسی کے دو ٹکڑے کرو.... اور ان دونوں کے ہاتھ اسی طرح باندھ دو جیسے انہوں نے تمہارے باندھ رکھے تھے۔"

"ہمکا اپنے جی کی بھڑاس نکال لے دیو.... ہم تو ناتب مربے جو دو سردن کا.... ہمرو پٹائی بھے رہے....!"

"نہیں....!" نینا نے سخت لہجے میں کہا۔ "جو کچھ کہا جارہا ہے وہی کرو....!"

"کھیر مانے لیئیت ہے.... مدا...."

"نہیں کچھ نہیں....!"

شیخو ٹونی نے ان کے ہاتھ پشت پر لے جاکر باندھنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی وہ انہیں گالیاں بھی دیئے جارہا تھا....

پھر عمران انہیں ان جھاڑیوں میں لایا جہاں خود پناہ گزیں تھا۔ ٹونی کو اس نے رائفل دے کر ایک گھنے اور اونچے درخت پر چڑھا دیا.... پھر دونوں مغلوبوں کے شکاری تھیلے ٹٹولنے لگا۔ نینا دور بیٹھی ان دونوں کو گھور رہی تھی....!

دفعتاً عمران نے بچوں کی طرح قلقاری مار کر قہقہہ لگایا....

"کھانا ضرور ملے گا چاہے جہاں چلے جاؤ....!" اس نے نینا کو مخاطب کر کے کہا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" نینا نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا اور اٹھ کر اس کی طرف جھپٹی۔

عمران اب مغلوبوں کے شکاری تھیلوں سے ڈبل روٹیاں اور گوشت کے تلے ہوئے پارچے نکال رہا تھا....

وہ دونوں خاموش بیٹھے انہیں گھورتے رہے.... کچھ بولے نہیں.... ویسے ان کے چہروں پر سراسیمگی کے آثار تھے....!

"اللہ تیرا شکر ہے....!" نینا نے بڑے خلوص سے کہا۔

"ہاں ہاں.... دوسروں کو لوٹ لوٹ کر کھاؤ.... اور اللہ کا شکر کرو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

پھر دونوں نے جی بھر کے کھایا اور بقیہ ایک طرف رکھتے ہوئے عمران نے ایک کنکری پھینک کر ٹونی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ پھر اشارے سے اسے نیچے آنے کو کہا وہ بھی شاید بھوکا ہی تھا۔ بری طرح ٹوٹ پڑا....

اب عمران درخت پر چڑھا گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا....!

ٹونی بڑے بڑے نوالے لے کر منہ چلاتا ہوا بولا۔ "نینا.... بیٹا.... یو سرون ہم کا بہت مارن ہیں.... کھانے کے ہم ان کی ٹھکائی جرور کرب....!"

نینا کچھ نہیں بولی۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ مضمحل ہو گئی تھی۔ بے اختیار یہی جی چاہ رہا تھا کہ آنکھیں بند کر کے لیٹے اور گہری نیند سو جائے۔

پھر جب کچھ دیر بعد عمران درخت سے اترا تو وہ سچ مچ گہری نیند سو رہی تھی۔ ٹونی کو پھر اس نے درخت پر چڑھا دیا۔ ابھی تک اس نے مغلوبوں سے پوچھ گچھ نہیں کی تھی....!

"کہو دوستو....!" اس نے انہیں مخاطب کیا۔ "میں تمہیں تل کر کھاؤں یا اُبال کر....!"

"ہم کچھ بھی نہیں جانتے!" ان میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا نہیں جانتے....!"

"یہی کہ ہم کس کے لیے کام کر رہے ہیں۔"

"بہت پرانی کہانی ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب کوئی نیا پلاٹ چاہیے۔"

"مت یقین کرو۔" اس نے گردن جھٹک کر کہا۔

"ہم میں سے کتنے آدمی مارے گئے.... کتنے زخمی ہوئے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہم لوگ کچھ بھی نہیں جانتے....!"

"تمہارے کرتا دھرتا سے ایک غلطی ہو گئی!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اُسے چاہیے تھا کہ تم لوگوں کے لیے پولیس کی وردیاں فراہم کرتا.... اور تم ہی ڈاکوؤں کو چن چن کا مار لیتے اس طرح آس پاس کے گاؤں والے بھی تمہاری مدد کرتے.... کیوں ہو گئی نا غلطی....!"

عمران نے قہقہہ لگایا.... پھر یک بیک گہری سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "یہ نہ بھولو کہ تم لوگوں نے اندھیرے میں ہم پر بڑی بے دردی سے گولیاں چلائی تھیں.... کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا.... تم اپنے سرغنہ کا نام بتاؤ یا نہ بتاؤ.... انجام بہر حال وہی ہونا ہے جو

میرے بعض ساتھیوں کا ہوا ہوگا“

”ہم نے کبھی کسی پر اندھیرے میں گولی نہیں چلائی.... یہ کب کی بات ہے....؟“

”چار دن پہلے کی بات ہے....!“

ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے.... لیکن ہم اپنے سرغنہ کا نام ضرور بتا سکیں گے.... خمیسو کا نام سنا ہے....؟“

”اوہ.... وہ.... ڈاکو....!“

”ہاں.... وہی.... ہم اس کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں.... کسی نے اس سے کہا تھا کہ وہ تم لوگوں کو جنگل میں تلاش کر کے پکڑے....!“

”کیا خمیسو اسے جانتا ہے....؟“

”پتہ نہیں....!“

”خمیسو کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا اور وہ دونوں ہنسنے لگے پھر بولے۔ ”تم معلوم کرو گے ہم سے....؟“

”کیوں کیا نہ بتاؤ گے؟“ عمران نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

”کوشش کر کے دیکھ لو۔“ ایک نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”فضول باتیں نہ کرو۔ ہم جانتے ہی کب ہیں کہ خمیسو کس وقت کہاں ہوگا....؟“

”تم لوگوں نے اب تک ہمارے کتنے آدمی پکڑے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”یہ پہلا ہاتھ آیا تھا....!“

”کہاں لے جا رہے تھے....؟“

”اپنے اڈے پر....!“

”مجھے خمیسو سے ملاؤ! مجھ سے مل کر وہ فائدے میں رہے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ہم نہ ملا سکیں گے کیونکہ جانتے ہی نہیں کہ وہ کہاں ملے گا۔“

”اگر تمہیں کوئی ضروری پیغام اس تک پہنچانا پڑے تو کیا کرو گے؟“

”ہمارے پاس نامہ بر کبوتر ہیں۔ وہ ہمارے پیغام اس تک لے جاتے ہیں۔“

”دفعتاً شیخو دھم سے زمین پر کودا۔ وہ اتنی جلدی میں تھا کہ تنے سے گذر کر اترنے کی بجائے نچلی شاخ ہی پر سے کود پڑا تھا....!

وہ ایک طرف ہاتھ اٹھا کر ہانپتا ہوا بولا۔ "اوکیت سے سات آٹھ مُنی آوت ہیں!"[1]

عمران نے جھپٹ کر نینا کو جگا دیا۔ دو رائفلیں اور دو ریوالور کافی میگزین سمیت پہلے ہی ہاتھ آ چکے تھے.... اس لیے عمران غیر مطمئن نہیں دکھائی دیتا تھا۔

اچانک دونوں مغلوبوں نے چیخنا شروع کر دیا....

عمران اور شیخو ٹونی ان کے منہ دبائے رکھنے کی کوشش کرنے لگے....!

○

آج صفدر نے کسی نہ کسی طرح موقع پیدا کر کے ساجد نگر ٹیلیفون ایکسچینج کے ذریعہ ایکس ٹو (بلیک زیرو) سے رابطہ قائم کیا اور عمران کی گمشدگی کی اطلاع دی۔

وہ محل ہی سے غائب ہوا تھا؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں....! میرا خیال ہے کہ آپ ممبروں کو یہاں بھیجئے....!"

"تم خود نامزد کرو....!"

صفدر نے سوچا کہ جولیا کارآمد ثابت ہوگی.... اسے یقین تھا کہ عمران کی گمشدگی میں کبڑے کا ہی ہاتھ تھا یہ اور بات ہے کہ پھر کسی طرح نواب صفدر جنگ کے ہاتھ جا لگا ہو۔

پھر اس نے پنٹو نرودا کے متعلق بھی بلیک زیرو کو بتاتے ہوئے کہا "وہ بھی کوئی اہم آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"بہت زیادہ!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اتنا اہم کہ مسٹر رحمان کا محکمہ اس کے لیے دن کا چین اور راتوں کی نیند کھو بیٹھا ہے...."

"پھر جولیا آئے گی نا....!"

"کل تک پہنچ جائے گی.... لیکن کہاں؟"

"اسے سیاحوں کے ہوٹل پیراڈائز میں قیام کرنا چاہئے.... میں رابطہ قائم کرلوں گا۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

وہ بڑی الجھن میں تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ عمران سے کس طرح رابطہ قائم کرے پہلے اس نے کوشش کی تھی کہ صفدر جنگ سے چھیڑ چھاڑ کے لیے کبڑے سے اجازت حاصل کر

---

[1] ادھر سے سات آٹھ آدمی آرہے ہیں۔

لے.... لیکن وہ اس معاملہ میں بے حد ٹھنڈے خون والا ثابت ہوا۔ اجازت مل جاتی تو عمران تک رسائی بھی ممکن ہوتی.... وہ حالات کو سمجھنا چاہتا تھا۔ آخر اتنے پاپڑ کیوں اور کس لیے بیلے گئے تھے۔ وہ سوچتا اور مزید الجھنوں میں مبتلا ہو جاتا.... پھر اس نے سوچنا ہی چھوڑ دیا.... کیونکہ ایکس ٹو سے بھی کسی قسم کے واضح احکامات نہیں ملے تھے۔

بہر حال یہ دن بھی خاصی تفریحات میں گذر رہے تھے.... کبڑا تو مختلف النوع دلچسپیوں کا خزانہ تھا.... اس کی ہدایت کے مطابق اس نے روشی سے گفت وشنید شروع کی۔

"ایسا آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا...." روشی نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"کیا بتاؤں.... شرم آتی ہے۔" وہ شرمیلے انداز میں ہنسی۔

"شرم.... تمہیں.... تم جیسی اسمارٹ عورت کو....!" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"بات ہی ایسی ہے....!" وہ پھر ہنس پڑی۔

"بتاؤ نا آخر.... کیا بات ہے....!"

"تم ہنسو گے.... اور مجھے الو سمجھو گے....!"

"وعدہ کرتا ہوں نہیں سمجھوں گا.... نہیں ہنسوں گا۔" صفدر کا اشتیاق بڑھ رہا تھا۔

"میں اس پر سواری کرتی ہوں!" روشی نے کہا اور کہتے وقت ہنسی کی وجہ سے اس کے حلق سے "قیاؤں قیاؤں" قسم کی آوازیں نکلی تھیں....

"سواری کرتی ہو....!"

"ہاں وہ زمین پر اوندھا لیٹ جاتا ہے۔ مجھ سے کہتا ہے کہ اس کے کوبڑ پر بیٹھ جاؤں اور اسی طرح آگے پیچھے جھولتی رہوں جیسے اونٹ پر بیٹھنے والے جھولتے ہیں۔"

صفدر ہنس پڑا.... لیکن انداز میں بے یقینی تھی۔

"اب تم دوہری فرمائش کر رہے ہو...." روشی نے ہنس کر کہا۔ "اچھی بات ہے میں اسے پیٹ پیٹ کر ادھ موا کر دوں گی لیکن تم اسے نہ بتانا کہ اونٹ والی بات تمہیں معلوم ہو چکی ہے۔"

صفدر کچھ نہ بولا.... پھر وہ کسی سوچ میں گم ہو گیا تھا....

O

کبڑا دبے پاؤں روشی کے کمرے میں داخل ہوا۔ روشی کی پشت دروازے کی جانب تھی اور وہ

ایک باتصویر میگزین میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس لیے کبڑے کی آمد سے لاعلم رہی....

وہ پیچھے سے آہستہ آہستہ اس کے کان کے قریب منہ لے جاکر زور سے چیخا اور روشی اچھل کر فرش پر جاگری.... اس کے حلق سے بھی چیخ ہی نکل گئی تھی....

پھر وہ اٹھی اور جھلائے ہوئے انداز میں کبڑے کو گھورنے لگی.... اس وقت سچ مچ اس کا یہی جی چاہتا تھا کہ دونوں ہاتھوں میں سینڈلیں سنبھالے اور آنکھیں بند کر کے پل پڑے....!

"آپ نے تو ڈرا دیا.... یور ایڈیو سنکریسی....!" اس نے زبردستی اپنی آواز میں نرمی پیدا کر کے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔

کبڑا بچگانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"آج میں بڑے اچھے موڈ میں ہوں؟" اس نے کچھ دیر بعد کہا اور شرارت آمیز نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تشریف رکھیے!" روشی نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں.... میں فرش ہی پر بیٹھوں گا.... تم دروازہ بند کر دو....!"

"کک.... کیوں....؟"

"کچھ نہیں.... بس موج ہے قلندر کی....!"

"مم.... مگر....!"

"کیا وہ بے آواز فائر بھول گئیں....!" کبڑا سنجیدہ ہو گیا۔

"مگر کیوں؟...." روشی ٹھٹکی....!

"کچھ بھی نہیں بس باتیں کریں گے...."

"آپ کو اور کوئی کام نہیں رہتا....؟"

"دروازہ بند کر دو....!" پھر سخت لہجے میں کہا گیا۔

روشی طوعاً و کرہاً.... دروازے کی طرف بڑھی۔ اس کے لیے اسے کبڑے کے قریب سے گذرنا پڑا.... اور پھر سچ مچ بے اختیاری میں اس کا ہاتھ گھوم ہی گیا۔ جو خاصی آواز کے ساتھ کبڑے کے گال پر پڑا تھا۔

اس نے حرکت ہی ایسی کی تھی....!

وہ ہنس رہا تھا اور روشی غصہ سے پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ وہ اس وقت قطعی بھول گئی تھی کہ وہ کس پوزیشن کا آدمی ہے اور فطرتاً کیا ہے....

"مزہ آگیا...." کبڑے نے پھر قہقہہ لگایا اور روشی کسی بھوکی شیرنی کی طرح اس پر ٹوٹ

پڑی....

تھپڑ.... لات.... گھونسے.... پھر تو سبھی چل رہے تھے.... لیکن کبڑے کے قہقہوں میں کوئی فرق نہ آیا۔ روشی کا غصہ تیز ہوتا رہا.... اور وہ بڑے بے دردی سے اسے پیٹتی رہی۔

اب تو وہ اسے باقاعدہ زمین پر گرا کر چڑھ بیٹھی تھی اور دونوں ہاتھوں سے پیٹ رہی تھی...!

دفعتاً.... کبڑا سسکاریاں لیتا ہوا بولا۔ "دروازہ بند کردو.... پھر چاہے مجھے مار ہی ڈالنا...."

"میں اب نہیں کروں گی تمہاری ملازمت.... تم کمینے ہو.... ذلیل ہو! میں رانی کا بھی منہ نوچ لوں گی.... مجھے بے بس نہ سمجھنا.... تمہارا یہ راج محل مقبرہ بن جائے گا سمجھے....!"

"تم.... نہیں جا سکتیں.... تم مجھے نہیں چھوڑ سکتیں.... میں خودکشی کرلوں گا.... اگر تم نے مجھے چھوڑا...."

پھر وہ یک بیک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔! روشی غیر ارادی طور پر اسے چھوڑ کر ہٹ گئی۔

کبڑا مزید کچھ کہے بغیر بازوؤں میں سر دیئے روتا رہا۔

اب روشی کو ہوش آیا۔ اس نے سوچا کہ اگر کسی نے انہیں ایسی بے تکی حالت میں دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔ وہ چپکے سے دروازے کی طرف بڑھی اور اسے بھیڑ کر بولٹ کر دیا۔ کبڑا اب آواز سے نہیں رو رہا تھا صرف سسکیاں جاری تھیں۔ چہرہ بھی بازوؤں ہی میں چھپا ہوا تھا۔

کئی منٹ گذر گئے۔ روشی ایک اسٹول پر احمقوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھی اور اب اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہو.... وہ بالکل کسی ننھے سے بچے ہی کی طرح روئے چلا جا رہا تھا۔ وہ سوچتی اور بور ہوتی رہی۔ پھر کچھ دیر بعد سکوت طاری ہو گیا۔

کبڑے نے اپنا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ اوپر اٹھایا.... آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ناک کے نتھنے متورم نظر آ رہے تھے۔ روشی نے گڑبڑا کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"تم نہیں جاؤ گی.... بولو.... تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی...." اس نے آہستہ سے کہا۔

روشی نے اس کی طرف دیکھا اور پھر دوسری جانب دیکھنے لگی....

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

"تم نہیں جانتیں کہ میں کتنا دکھی آدمی ہوں...." کبڑے نے پھر کہا۔

روشی اب بھی کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک وہ روشی کو مغموم آنکھوں سے دیکھتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم پہلی عورت ہو.... جس نے مجھے مارا ہے مم.... میں.... تمہیں کسی قیمت پر بھی ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا.... تم نے آج میری وہ آرزو پوری کی ہے جس کے لیے میں بچپن ہی سے تڑپتا.... سلگتا اور کڑھتا آیا ہوں.... روشی.... کان کھول کر سن

لو.... تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتیں....!"

روشی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی.... اب کبڑے کی آنکھیں ویران سی نظر آنے لگی تھیں۔ پلکیں جھپکائے بغیر وہ ایک سمت خلا میں گھورے جا رہا تھا۔

یک بیک اس کے حلق سے پھر بھرائی ہوئی سی آواز نکلی اور وہ کہنے لگا "تم پہلی ہستی ہو جسے میں پوری سنجیدگی سے اپنی کہانی سنانے جا رہا ہوں.... میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میرا نام کیا ہے؟ میرے ماں باپ کون تھے! کہاں تھے! میری پیدائش....؟" اس نے ایک طویل سانس لی.... اور اتنی سختی سے دانت بھینچے کہ جبڑوں کی وریدیں ابھر آئیں.... چند لمحے اسی کیفیت میں گذرے پھر بولا۔ "میری پیدائش غالباً اسی طرح ہوئی ہو گی جیسے سڑتی ہوئی لاشوں میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں.... انسانیت کی سڑتی ہوئی لاش نے مجھے جنم دیا تھا۔"

وہ یک بیک خاموش ہو گیا.... قہقہہ لگایا.... دیر تک ہنستا رہا.... پھر بولا۔ "میں انسانیت کی سڑتی ہوئی لاش کو اس طرح چاٹ جاؤں گا جیسے.... وہ کیڑے.... اوہ! تمہیں شاید گھن آ رہی ہے.... میں گھناؤنا ہوں.... مجھ سے خوشگوار باتوں کی توقع نہ رکھو.... لیکن تم نے آج میری وہ آرزو پوری کر دی ہے.... وہ.... آرزو....!"

اس نے اپنی ہتھیلی کو ایک طویل اور پر شور بوسہ دیا۔

"میں نے تمہیں اس لیے غصہ دلایا تھا کہ تم مجھے مار بیٹھو.... میں جانتا تھا کہ تم کس ٹائپ کی عورت ہو.... مجھے یقین تھا کہ تم مجھ پر جھپٹ پڑو گی.... سنو! جن لوگوں نے میری پرورش کی تھی بہت نیک لوگ تھے.... انہوں نے مجھے ایک شاہراہ پر پڑا پایا تھا۔ وہ اپنے بچوں کو معمولی قسم کی شرارتوں پر پیٹ دیا کرتے تھے.... لیکن مجھے کبھی نہیں مارا.... خواہ میں کچھ کرتا پھروں.... وہ مجھ پر ترس کھاتے تھے.... تم خود سوچو ایک ننھا سا کبڑا.... قابل رحم.... میرا جی چاہتا تھا کہ وہ عورت جسے میں ماں کہتا تھا.... کبھی کبھی مجھے بھی آنکھیں دکھایا کرے۔ مجھے بھی جھڑکا کرے.... مجھے بھی مارا کرے۔ جیسے اپنے بچوں کو مارتی تھی.... لیکن اس نے کبھی غصیلے لہجے میں مجھے مخاطب نہیں کیا.... بڑی نیک عورت تھی....! جب میں کچھ بڑا ہوا تو سوچنے لگا کاش کوئی دوسری ہی عورت مجھے دو چار ہاتھ جھاڑ دیتی.... مگر ایسا بھی نہ ہو سکا۔ میں اسی توقع پر کہ شاید یہ آرزو پوری ہو ہی جائے۔ محلے بھر میں شرارتیں کرتا پھرتا لیکن کوئی بھی مجھے نہ مارتا کیونکہ جن لوگوں نے میری پرورش کی تھی۔ ذی اثر اور متمول لوگ تھے.... اگر ان کے پاس میری شکائتیں پہنچتیں تو وہ صرف نصیحتوں کا دفتر لے بیٹھتے....! اب تم بڑے معنی خیز انداز میں مسکرا رہی ہو روشی....!"

روشی چونک پڑی۔ وہ اتنی محو ہو گئی تھی کہ کچھ دیر پہلے کا واقعہ بھی یاد نہ رہا تھا کبڑے کے براہ راست مخاطب کرنے پر پھر وہی پچھلا سا موڈ واپس آگیا.... اس نے جھرجھری لی۔ کچھ کہنا چاہا.... لیکن حلق سے آواز ہی نہ نکل سکی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھے معاف کر دو گی....! میں تمہارے چہرے پر ماتا کا نور دیکھ رہا ہوں! خیر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ....!"

وہ پھر کسی سوچ میں گم ہو گیا.. روشی اسٹول پر کسمساتی رہی.... اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح اس کمرے سے نکل بھاگے.... وہ بڑی اسمارٹ عورت تھی۔ اب تک نہ جانے کتنوں کو چٹکیوں میں اڑا چکی تھی.... جب وہ پیشے میں تھی تو ہر طرح کے لوگوں کا تجربہ ہوا تھا.... اور وہ انہیں ہینڈل کرنا بھی جانتی تھی.... لیکن یہ بے ہنگم کبڑا.... اسے برابر پٹخنیاں دیئے جا رہا تھا.... وہ خود کو اس کے سامنے قطعی بے بس محسوس کرنے لگتی تھی.... اب اسی وقت پھر اسے اس پر رحم آنے لگا تھا....!

کبڑا کچھ دیر بعد بولا۔ "پھر میں اسی طرح ترستا اور سسکتا ہوا زندگی کی منزلیں طے کرتا رہا.... پھر ایک جگہ رانی ساجد نگر آ ٹکرائی.... اس کا چہیتا بلڈاگ بے پو مر گیا تھا۔ وہ اس کے غم میں سوگوار تھی.... مجھے دیکھ کر کھل اٹھی کیونکہ مجھ میں اسے بے پو کی جھلکیاں نظر آئی تھیں.... پہلے مجھے ملازم رکھا.... پھر بے تکلف ہوئی.... اس کے بعد شادی کر بیٹھی.... مجھ سے بے حد محبت کرتی ہے.... میں اس توقع پر روزانہ اس کے تلوے کسی کتے ہی کی طرح چاٹتا ہوں کہ شاید مذاق ہی میں ایک آدھ لات رسید کر دے.... لیکن افسوس میرا یہ خواب آج تک پورا نہ ہو سکا.... بولو.... بتاؤ.... میں کیا کروں....؟"

روشی بے ساختہ ہنس پڑی....!

"اوہو.... اوہو....!" وہ بھی بچوں کی طرح تالیاں بجا کر ہنسا۔ "اب تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی.... تم ہنس رہی ہو.... تمہارا غصہ اتر گیا.... ہاہا....!"

"تم سوّر ہو....!" روشی نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا.... اٹھ کر دروازے تک آئی۔ بولٹ گرا کر دروازہ کھولا.... اور تیزی سے باہر نکل گئی....!

○

میگزین پر نینا کا قبضہ تھا۔ اس نے ایک رائفل سنبھالی اور جھانک کر جھاڑیوں سے باہر دیکھنے لگی.... تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ آدمی نظر آئے.... مغلوبوں کی چیخیں سن کر وہ ایک ہی جگہ ٹھٹک گئے تھے اور اب اس طرح چاروں طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں خطرہ کا احساس ہو گیا ہو۔

ادھر عمران اور شیخو نے ان دونوں کے منہ دبا رکھے تھے۔

نینا نئے آنے والوں کی نگرانی کرتی رہی.... جہاں رکے تھے وہیں اب بھی کھڑے تھے۔

دفعتاً ایک نے شیخو کی گرفت سے آزاد ہو کر پھر چیخنا شروع کر دیا۔

اب باہر والے انہیں جھاڑیوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے....!

”دیکھو!“ نینا نے عمران کو مخاطب کیا۔ ”انہیں چھوڑ کر ادھر آؤ.. انہوں نے اندازہ کر لیا ہے!“

پھر عمران نے بھی ایک رائفل سنبھال لی۔ لیکن شیخو کو قیدیوں کے پاس ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا... باہر والے احتیاط سے جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور آہستہ آہستہ کچھ کہتا رہا....!

”اوہ....!“ عمران نے نینا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔ ”یہ لوگ جھاڑیوں کو گھیرے میں لینے کا مشورہ کر رہے ہیں شاید....!“

نینا کچھ نہ بولی لیکن دوسرے ہی لمحے عمران کے اندیشے کی تصدیق ہو گئی کیونکہ اب وہ پھیلاؤ اختیار کر کے نصف دائرے کی شکل میں جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہے تھے....!

”رائفل.... نہیں.... ریوالور!“ عمران نے آہستہ سے کہا۔ ”جب زد پر آ جائیں تب.... لیکن ٹانگوں پر فائر کرنا....!“

نینا نے دونوں ریوالور چیک کیے۔ دونوں چیمبرز بھرے ہوئے تھے.... پھر اس نے حملہ آوروں پر نظر ڈالی جو آہستہ آہستہ بڑھتے چلے آ رہے تھے اور ان کا نصف دائرہ بتدریج وسیع ہوتا جا رہا تھا۔

دفعتاً نینا نے فائر کر دیا اور وہ سب بوکھلا گئے.... پھر وہ جب تک رائفلیں سیدھی کرتے.... عمران نے بھی پے در پے تین فائر کیے.... ایک آدمی چیخ مار کر گرا اور بقیہ تتر بتر ہو کر پوزیشن لینے لگے.... کوئی کسی درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔ کوئی کسی گڑھے میں لیٹ گیا۔ دو تین تو بدحواس ہو کر جدھر بھی منہ اٹھا بھاگتے چلے گئے....!

”اب دشواری پیش آئے گی۔“ نینا بڑبڑائی.... اور دفعتاً باہر سے ایک فائر ہوا گولی عمران کی ٹانگوں کے درمیان سے خاک اڑاتی ہوئی گذر گئی۔

”ارے باپ رے....!“ عمران اچھل پڑا۔ ”کھسکو یہاں سے.... فائروں کی آوازیں دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کر لیں گی.... پتہ نہیں اور کتنے ہوں.... اور مسٹر ٹونی.... بائیں طرف بھاگو.... چلو....!“ وہ نینا کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچنے لگا....!

O

کبڑا پائیں باغ میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ صفدر کی آہٹ پر چونک پڑا.... صفدر نے بڑے ادب سے سلام کیا....!

"جیتے رہو.... جیتے رہو!" کبڑا آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ آج کل وہ ہر وقت نشے میں رہنے لگا تھا۔

"کیسے مزاج ہیں.... یورایڈیو سنکریسی....!"

"مگن برخوردار.... آج کل راوی چین ہی چین لکھتا ہے...."

"کیوں نہ ہو! بڑے آدمی ٹھہرے!" صفدر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب!" کبڑا اسے گھورنے لگا۔

"میں اب اس زندگی سے تنگ آگیا ہوں یورایڈیو سنکریسی.... تنہائیاں کھا جائیں گی مجھے!"

"سمجھا!" کبڑا سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔ "روشی پر پھسل گئے ہو شاید.... مگر یہ ناممکن ہے.... وہ بڑی شریف عورت ہے...."

"روشی۔ ہوہ۔ اس میں کیا رکھا ہے.... میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آج میری محبوبہ آرہی ہے.... مجھے اجازت دیجئے کہ اسے اپنے ساتھ رکھ سکوں!"

"محبوبہ.. اخاہ.. آپ بھی محبوبہ رکھتے ہیں.. مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم اس دنیا میں تنہا ہو!"

"غلط تو نہیں کہا تھا.... جلدی اجازت دیجئے مجھے اسٹیشن جا کر اسے ریسیو کرنا ہے....!"

"ہم بھی چلیں گے۔" کبڑا اٹھتا ہوا بولا۔

"آپ یعنی کہ.... یعنی.... لیکن براہ کرم میرے حال پر رحم فرمائیے۔ روشی کی طرح وہ بھی آپ کی سیکرٹری نہیں بن سکے گی...."

"بکواس مت کرو.... چلو!"

"لیکن اس کے لیے بھی محل ہی میں جگہ نکالنی پڑے گی۔"

"وہ سب ہو جائے گا.... تم چلو بھی تو....!" کبڑے نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔

ایک لمبی سی کیڈیلاک پر وہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ کبڑے کے ساتھ دو مسلح اور باوردی باڈی گارڈ بھی تھے.... ساجد نگر کے چھوٹے سے ریلوے اسٹیشن پر کھلبلی مچ گئی.... اسٹیشن ماسٹر خود دوڑا ہوا آیا اور اسی نے کار کا دروازہ کھولا۔ پھر وہ انہیں ویٹنگ روم میں لایا اور کبڑے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تھرٹین اَپ سے مہمان آرہے ہیں۔" کبڑے نے بالآخر اس کی حیرت اور خوف کا خاتمہ کیا۔

”کچھ پیئیں گے سرکار....“

”نہیں کچھ نہیں شکریہ.... تمہاری فرض شناسی سے ہم بہت خوش ہیں۔“

”مہربانی سرکار!“ اسٹیشن ماسٹر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتا چلا گیا....

”بس اب جاؤ....!“ کبڑا ہاتھ ہلا کر بولا۔

باڈی گارڈ ویٹنگ روم کے دروازے پر ٹھہر گئے تھے۔ اندر اب کبڑے اور صفدر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

”اب پھر جی اچاٹ ہو رہا ہے ساجد نگر سے!“ کبڑے نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”پھر دارالحکومت جاؤں گا۔ کہیں جی نہیں لگتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں....!“

”یعنی آپ کا دل نہیں بہلتا....“ صفدر نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔ ”وہ کون سی چیز ہے جو آپ کی دسترس سے باہر ہے.... اس کے باوجود بھی.... حیرت ہے سخت حیرت!“

”تم نہیں جانتے.... تم نہیں سمجھ سکتے....!“

”میں تو کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا!“ صفدر بولا۔ ”آپ نے مجھے کسی آدمی کے قتل کے لئے ملازم رکھا تھا لیکن پھر یہاں لے آئے.... مجھے یقین نہیں آیا اس حلیے پر جو آپ نے بیان کیا تھا۔ چہرہ دو حصوں میں منقسم.... اس کا نام کیا تھا۔“

”چلو نرودا.... “ کبڑے نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو؟“

”نہیں! ایڈیو سنکریسی.... لیکن میں اب اس بے کاری کی زندگی سے تنگ آگیا ہوں۔ مجھے کام بتایئے....!“

”کام.... “ کبڑا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”تم بکواس کرتے ہو۔ کام کرنے والے لڑکیوں سے دوستی نہیں رکھتے....!“

”لڑکیوں نہیں صرف لڑکی.... جولیانا فٹزواٹر میری زندگی میں پہلی اور آخری لڑکی ہے۔“

”ہائیں.. ہائیں.. جولیانا فٹزواٹر۔!“ کبڑے نے پلکیں جھپکائیں۔ ”کیا وہ کوئی غیر ملکی ہے؟“

”جی ہاں.... سوئیس....!“

”مائی گڈنس....!“ کبڑا اپنا سر سہلانے لگا۔

اتنے میں ٹرین کی آمد کا اعلان کرنے والی گھنٹی بجی....

”سرکار اس پر رحم فرمایئے گا.... وہ بے حد حسین ہے....!“

”کیا بکواس کر رہے ہو.... کیا میری بیوی کسی سے کم حسین ہے.... اتنی بلندی پر اتنا خوبصورت چہرہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا....“

”رانی صاحبہ آپ سے بہت محبت رکھتی ہیں....“

”یقیناً.... مجھے اس پر فخر ہے.... مجھ جیسے ایڈیٹ کو اتنا چاہتی ہے.... وہ بام مچھلی مچھ کچھوے پر بری طری مرتی ہے....“

”لیکن ایڈیو سنکریسی مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ وہ آپ کی بے راہ روی پر بھی آپ کو ٹوکتی نہیں!“

”بڑے دل گردے کی عورت ہے!“ کبڑا سر ہلا کر بولا۔ ”اکثر میں اس کے لیے مغموم رہتا ہوں لیکن اپنی فطرت سے مجبور ہوں.... قدرت نے اس قدر حرامی پن عطا کیا ہے مجھے کہ واہ.... واہ....“

صفدر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ اتنے میں اسٹیشن ماسٹر نے اندر آکر ٹرین کی آمد کی اطلاع دی۔ ! پھر وہ پلیٹ فارم پر آگئے.... ٹرین کی سیٹیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں.... ٹرین.... آئی.... رکی.... اور چھ سات مسافروں کو اتار کر آگے بڑھ گئی....!

جولیا ٹرین سے اتری تھی۔ ایک چھوٹا سا سوٹ کیس ہاتھ میں لٹکائے اس بھیڑ میں سب سے الگ نظر آرہی تھی.... صفدر اس کی طرف بڑھا۔ کبڑا جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا۔ پھر وہ اسے کبڑے کے قریب لایا۔

”مائی فرینڈ جولیانا فٹز واٹر.... اینڈ دس از مائی باس ہز ایڈیو سنکریسی ہمبگ دی گریٹ....!“

جولیا نے بڑی سنجیدگی سے کبڑے سے مصافحہ کیا۔

لیکن کبڑا اب.... بالکل خاموش ہو گیا تھا صفدر جولیا سے اس کی تعریفیں کرتا رہا۔

”میرا باس بہت بڑا آدمی ہے۔ بہت شاندار اور عجیب.... یہ ہمارا مالک بھی ہے اور بہترین دوست بھی.... تم محل میں اجنبیت بالکل نہ محسوس کرو گی۔ تمہاری دلبستگی کے لیے وہاں ایک غیر ملکی لڑکی اور بھی ملے گی.... میں تمہیں اس سے ملاؤں گا.... اس کا نام روشی ہے۔ نام پسند آیا تمہیں.... وہ اینگلو برمیز ہے۔“

”تمہیں تو پسند نہیں....!“ جولیا نے مسکرا کر پوچھا۔

”اوہ.... نہیں نہیں!“ صفدر گھبرا کر بولا اور کبڑا بڑے مشفقانہ انداز میں مسکرانے لگا۔

جولیا کبڑے کے ٹھاٹھ دیکھ کر متحیر نظر آرہی تھی۔ کچھ دیر بعد کیڈی پھر محل کی طرف روانہ ہوئی....! کبڑا ڈرائیور کے پاس اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ صفدر اور جولیا پیچھے تھے۔ جولیا شاید کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن صفدر نے اشارے سے منع کر دیا۔

محل پہنچ کر کبڑے نے جولیا کے لیے ایک کمرہ ٹھیک کرنے کا حکم دیا جو صفدر کے کمرے سے

بہت دور تھا... صفدر نے احتجاج کیا۔

"یہاں عیاشی نہیں ہو سکتی.... سمجھے برخوردار۔" کبڑے نے جواب دیا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"یا اس سے شادی کر لو.... یا دور رہو....!"

"یور ایڈیو سنکریسی....!" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بکومت.... تم رات کو تنہائی میں اس سے نہیں مل سکو گے اب کچھ نہیں سننا چاہتا....!"

بات ختم ہو گئی تھی.... پھر صفدر نے موقع پا کر جولیا کو سارے حالات سے آگاہ کیا لیکن جولیا کے اس سوال کا جواب نہ دے سکا کہ اسے کیا کرنا ہو گا۔

اسی شام کو صفدر رانی کے سامنے طلب کیا گیا.... وہ ایک کمرے میں تنہا تھی۔ چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ ہاتھ ہلا کر اس نے صفدر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر تک صفدر کو گھورتی رہی۔ پھر بولی۔

"یہ لڑکی.... جو آج آئی ہے.... اس سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

"مم...!" صفدر نے کھنکار کر حلق صاف کیا۔ پھر بولا۔ "وہ میری دوست ہے یور ہائی نس۔!"

"کس قسم کی دوست....؟"

"بس دوست.... جی ہاں.... یور ہائی نس.... صرف دوست!"

"مجھے اس قسم کی دوستی پسند نہیں....!"

"مم میں نے.... اسے.... ہز ایڈیو سنکریسی کی اجازت سے بلایا ہے.... یور ہائی نس!"

"اوہ.... وہ....!" رانی خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر پھر تشویش کی پرچھائیں نظر آنے لگیں.... تھوڑی دیر تک وہ خلاء میں گھورتی رہی پھر صفدر کی طرف دیکھے بغیر بولی۔ "میں اس کے لیے بہت فکر مند ہوں۔ لیکن اس سے کچھ نہیں کہتی.... وہ بہت زیادہ پینے لگا ہے اور محل میں خراب عورتیں آنے لگی ہیں.... کیا تم اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے....!"

"مجھے خراب عورتوں کا علم نہیں.... یور ہائی نس!"

"میں جانتی ہوں۔" رانی نے دردناک لہجے میں کہا۔ "ہمپی کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ تم اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ روشی کو وہ مجھ سے لے گیا.... اب تم اپنی دوست کی حفاظت کے خود ذمہ دار ہو گے۔ میں کچھ نہ کر سکوں گی....!"

"یہ تو بہت برا ہوا۔" صفدر نے سراسیمگی ظاہر کی۔ "اب میں کیا کروں....؟"

"آج رات خود اس کی حفاظت کرو.... اور صبح ہی اسے واپس بھجوا دو۔"

"کیا آپ ہز ایڈیو سنکریسی کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں....؟"

"نہیں.... میں مجبور ہوں.... اسے کچھ نہیں کہہ سکتی.... کچھ نہیں کہہ سکتی....!"

"اسٹیٹ کی بدنامی ہوتی ہے.... یور ہائی نس....!"

"ہوا کرے....!" رانی نے لاپروائی سے کہا۔

"وہ دیکھئے.... پرنسز تارا گڑھ ہیں۔ اپنے میاں کو کس طرح دبا کر رکھتی ہیں حالانکہ حضرت فوج میں جلاد کے نام سے مشہور تھے لیکن پرنسز تارا گڑھ سے شادی ہوتے ہی کایا پلٹ ہو گئی..!"

"ہو گئی ہو گی۔ میں اس کے معاملے میں دخل نہیں دے سکتی.... اگر خفا ہو گیا تو کیا ہو گا۔ اگر وہ ہمیشہ کے لیے کہیں چلا گیا تو میں کیا کروں گی.... بس جاؤ.... اپنی دوست کی حفاظت کرو.... اور صبح اسے یہاں سے ہٹا دو....!"

صفدر وہاں سے چلا آیا تھا اور پھر جولیا سے ملا تھا.... اپنی اور رانی کی گفتگو دہرائی۔

"اونہہ۔ ختم کرو!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہے.... اپنی حفاظت میں خود کر سکتی ہوں.... مگر یہ روشی یہاں کیا کر رہی ہے....؟"

"اس کا جواب تو عمران صاحب ہی دے سکیں گے....!"

"تو یہ حقیقت ہے کہ وہ پاگل نہیں تھا....!"

"قطعی نہیں۔ وہ ایک لمبا پلاٹ تھا۔ اگر یہ ڈرامہ اسٹیج نہ کرتا تو کبھی اپنے باپ کے گھر تک نہ پہنچ سکتا.... اگر گھر تک نہ پہنچتا تو رحمان صاحب غرق ہی ہو جاتے۔"

"بے چارہ جوزف بلبلاتا پھر رہا ہے.... مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ سچ مچ پاگل نہ ہو جائے عمران کی تلاش میں نہ جانے کہاں بھٹکتا پھر رہا ہو گا...."

پھر صفدر نے اسے بتایا کہ محل میں روشی پر کیا گذری تھی۔ جولیا دیر تک ہنستی رہی۔

"تم اپنا کمرہ مقفل کر کے سونا۔" صفدر نے کہا۔ "دروازہ ہرگز نہ کھولنا' چاہے میں ہی کیوں نہ آواز دوں.... سمجھیں....!"

جولیا نے استفہامیہ انداز میں سر کو جنبش دی....

◆

اب انہوں نے اپنے لیے ایک ایسی پناہ گاہ تلاش کر لی تھی جسے نینا محفوظ سمجھتی تھی.... کئی دن ہو چکے تھے جنگلوں میں بھٹکتے ہوئے.... خیمسو کے آدمیوں سے وہ بچ نکلے تھے لیکن اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی تلاش اب بھی جاری ہو گی.... نینا جوان جنگلوں کا کیڑا تھی اس طرح

راہ بھٹکی تھی کہ اب دوبارہ کسی آبادی تک پہنچنے کی امید نہیں رکھتی تھی.... شیخو ٹونی ہر وقت خیمسو اور اس کے آدمیوں کو گالی دیتا رہتا....!

نینا بھی خیمسو کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتی تھی لیکن شیخو نے اسے بتایا کہ خیمسو ایک بڑا خطرناک ڈاکو ہے درجنوں کا قاتل۔ پولیس آج تک اسے گرفتار نہیں کر سکی کیونکہ خود اس کے آدمی نہیں جانتے کہ وہ کہاں رہتا ہے.... جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہے تو وہ ان سے آملتا ہے۔ پولیس نے کئی بار ان جنگلوں کو کھنگالا لیکن اسے یا اس کے ساتھیوں کو نہیں پا سکی۔

”سنو! عمران۔“ نینا نے عمران کو مخاطب کیا۔ ”میں کہتی ہوں آخر خیمسو کو ہم سے کیا.... اگر اس نے ہمیں لوٹنے کے لیے اس رات حملہ کیا تھا تو پھر بعد میں بھی ہمیں گھیرے رہنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کیمپ میں جو کچھ بھی تھا ان کے ہاتھ لگا ہوگا....! میرا خیال ہے کہ یہ اسی کیڑے حرامزادے کی حرکت ہے.... خود مقابلے پر آنے کی ہمت نہیں پڑی.... خیمسو کو بھڑکا دیا.... مگر اس سے کیا ہوتا.... بات تو جب تھی کہ خود ہی دل کی حسرت نکالنے کے لیے مقابلے پر آتا....“

عمران خاموشی سے سنتا رہا تھا۔ اس کے چپ ہوتے ہی بولا۔ ”کچھ بھی ہو مجھ مستری زادے کی تو خواہ مخواہ شامت آ گئی۔“

”تم جھوٹے ہو۔ وہ ہرگز نہیں ہو جو ظاہر کرتے ہو....! مجھے یقین ہے کہ کیڑے نے جو کچھ بھی کہا تھا سچ کہا تھا.... تم وہی عمران ہو.... ڈائریکٹر جنرل رحمان کے لڑکے۔“

”وہ بکواس کر رہا تھا....!“

”ہرگز نہیں....“ نینا مسکرائی۔ ”کیا تمہیں وہ لڑکی یاد نہیں جو اکثر تمہیں ٹیلیفون پر بور کیا کرتی تھی....؟“

”اوہ....“ عمران نے سیٹی بجانے کے انداز میں اپنے ہونٹ سکوڑے اور نینا ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ ”وہ میری ایک سہیلی تھی۔ دارالحکومت میں زیر تعلیم تھی اور تمہارے فلیٹ کے قریب ہی رہتی تھی....!“

”وہ اب کہاں ہے....؟“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”مشرقی صوبے میں.... اس کی شادی ہو چکی ہے!“

”چلو اچھا ہوا۔“ عمران نے اس طرح سر ہلا کر کہا جیسے کسی بہت بڑی فکر سے نجات ملی ہو۔

”تم نے شاید تنگ آ کر کتے کا پلا پال لیا تھا۔ جب بھی وہ فون کرتی تم کتے کے پلے کا منہ ماؤتھ پیس سے لگا دیتے تھے....!“

عمران نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ ”کتے کا پلا کہہ کر اس کی توہین نہ کرو.... وہ میرا بھانجا تھا....!“

”کیا مطلب....؟“

”میں نے ایک کتیا کو اپنی بہن بنالیا تھا....“

”اوٹ پٹانگ باتوں کے علاوہ اور کچھ بھی آتا ہے....!“ نینا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی....!

دفعتاً ٹونی قریب ہی کے ایک درخت سے دھم سے کودا.... اور وہ دونوں چونک پڑے۔

”کیا بات ہے....؟“ نینا نے پوچھا۔

”دس بارہ منئی ارتھل لیے.... گھیرے آوت ہیں۔“ شیخو ہانپتا ہوا بولا۔

”کدھر....!“ عمران نے رائفل اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

ٹونی نے ہاتھ گھما کر اشارے سے بتایا کہ وہ گھیرا ڈال رہے ہیں۔

جہاں ان لوگوں نے جائے پناہ منتخب کی تھی گھنی جھاڑیوں سے چھپی ہوئی تھی اور یہاں کئی بڑے بڑے گڑھے بھی تھے.... عمران نے نینا کو ایک گڑھے میں اتر جانے کو کہا.... اور خود کاندھے سے رائفل لٹکا کر ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا.... ٹونی جس درخت سے اترا تھا اسی پر پھر نظر آیا.... اس نے بھی ایک رائفل سنبھال رکھی تھی....!

نینا بور ہوتی رہی.... اس کے ہاتھ میں بھرا ہوا ریوالور تھا.... وہ ایک طرف پشت ٹکائے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ یہ دونوں درخت کافی گھنے ہیں۔ ٹونی اور عمران حملہ آوروں کو نظر نہ آسکیں گے....

وہ عمران کے متعلق پھر سوچنے لگی تھی کس قسم کا آدمی ہے.... آدمی نہیں بھوت کہنا چاہئے! بجلی کی طرح جھپٹتا ہے شکار پر.... شارٹی کو کس طرح پیٹ کر رکھ دیا تھا۔ ان دونوں آدمیوں پر بیک وقت کس طرح چھا گیا.... لیکن رانی ساجد نگر سے اس کا کیا تعلق۔ کبڑے نے اسے کیوں بندھوا رکھا تھا.... وہ سوچتے سوچتے اونگھنے لگی۔ راتوں کو ٹھیک سے سو نہیں سکتی تھی اور دن کو سونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

وہ اونگھتی اور ادھر ادھر کی سوچتی رہی.... لیکن پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے غنودگی کے دھندلکے سے نکل کر کسی کیکڑے نے اسے پکڑ لیا ہو۔ اس نے چیخنا چاہا لیکن آواز نہ نکلی۔ کوئی چیز سختی سے منہ پر جمی ہوئی تھی.... آہستہ آہستہ ذہن صاف ہوتا گیا۔ پھر پچویشن اس کی سمجھ میں آسکی۔ کسی نے اس کا منہ سختی سے بند کر رکھا تھا تاکہ وہ چیخ نہ سکے.... وہ بے بس تھی.... بالکل

بے بس ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتی تھی.... پھر کوئی اس کا گلا بھی گھونٹنے لگا تھا۔ آنکھوں میں پھر تاریکیاں رقص کرنے لگیں.... اور ذہن کسی دلدل میں ڈوبتا چلا گیا.... تاریکی.... گہری تاریکی....!

◆

رانی ساجد نگر مضطربانہ انداز میں کبڑے کی منتظر تھی۔ کبھی ٹہلنے لگتی اور کبھی بیٹھ جاتی۔ کچھ دیر بعد چوبدار نے کبڑے کی آمد کی اطلاع دی اور وہ خود اٹھ کر اس کے استقبال کے لیے دوڑ گئی۔

"اوہ.... ڈارلنگ.... کب سے منتظر ہوں!" رانی شکایت آمیز لہجے میں چہکی۔

کبڑا کمرے میں داخل ہو کر ایک جانب کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا موڈ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا تھا۔ پیشانی پر شکنیں تھی اور ہونٹوں پر تنفر آمیز کھچاؤ....

وہ کچھ نہ بولا.... رانی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں....

"کیا بات ہے ہمبی....!"

"کچھ نہیں!" کبڑا بھرائی ہوئی سی آواز میں اور ایک صوفے میں ڈھیر ہو گیا....

"کچھ تو.... تمہارا موڈ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا.... مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ تم تین دن سے مجھ سے نہیں ملے.... کیوں....؟ میں تمہارے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہتی۔ لیکن یہ تو ظلم ہے کہ تین تین دن تک مجھ سے نہ ملو....!"

"ہوں!" کبڑا کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میں نے بہت دیر سے پی نہیں.... اس لیے...."

"اوہ.... تو یہ کہو....!" رانی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک باوردی ملازم اندر داخل ہوا۔ رانی نے اس سے شراب اور اس کے لوازمات لانے کو کہا۔

پھر اس کے جانے کے بعد کبڑے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتی رہی جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا.... خود رانی شراب نہیں پیتی تھی.... لیکن کبڑے کے لیے اکثر اسے اپنے ہاتھ ہی سے مکس کرنی پڑتی تھی....

شراب کی ٹرالی کمرے میں آئی.... رانی اٹھی ہی تھی کہ کبڑا اٹھتا ہوا بولا۔ "نہیں تم اپنے ہاتھ نجس نہ کرو.... نماز پڑھتی ہو....!"

"تم بھی پڑھا کرو.... ڈارلنگ....!"

"اتنا زیادہ نشہ کبھی نہیں ہوتا کہ جھونک میں آ کر نماز پڑھنے لگوں.... خدا سے میرے پرانے جھگڑے چلے آ رہے ہیں...."

"کفر نہ بکو....!"

"خیر.... ہاں یہ تو بتاؤ کہ صدر کا پولیٹیکل ایجنٹ کیوں آیا تھا...."

"اوہ کچھ نہیں.... صفدر جنگ پھر سنک گیا ہے۔ کسی نے رات کو اس کے کیمپ پر حملہ کر کے اس کے کئی آدمیوں کو زخمی کر دیا.. اور کچھ آدمی غائب ہیں اس کا خیال ہے کہ یہ حرکت میری ہے کیونکہ اسی دن تم سے اس کا جھگڑا ہوا تھا.. اس نے پولیٹیکل ایجنٹ سے شکایت کی ہے۔"

"مگر میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا.... تم اپنے شکاریوں سے پوچھ سکتی ہو.... انہوں نے بھڑنا چاہا تھا لیکن میں نے سختی سے روک دیا تھا...."

"ہاں.... شکاریوں سے معلوم کر چکی ہوں.... انہوں نے حملہ نہیں کیا تھا۔"

"پھر تم نے پولیٹیکل ایجنٹ سے کیا کہا....؟"

"میں نے لاعلمی ظاہر کی.... پھر تیز ہو کر کہہ دیا.... جاؤ تفتیش کراؤ.... میرے شکاریوں کے خلاف کچھ ثابت ہو جائے تو پھر آنا.... کیا میں پولیٹیکل ایجنٹ سے دبتی ہوں...."

کبڑا اتنی دیر میں پے در پے تین گلاس چڑھا چکا تھا۔ اس کے چہرے پر پائے جانے والے برافروختگی کے آثار زائل ہو چکے تھے۔

رانی اسے پیار بھری نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ دفعتاً کبڑا بولا۔ "پتہ نہیں کیوں لوگ مجھ جیسے بے ضرر آدمی سے بھی بھڑکتے ہی رہتے ہیں۔ شبہات میں مبتلا رہتے ہیں.... میرا تو یہ عالم ہے کہ اگر تمہارے ساتھ شادی نہ ہو گئی ہوتی تو کسی قبر پر دھونی رما کر بیٹھ جاتا.... ایسے درویشانہ خیالات رکھتا ہوں...."

"بہ!.... بس کرو!" رانی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "وہ بھی تم عورتوں ہی کے لیے کرتے۔"

پھر ہنس پڑی.... کبڑا بھی ہنسنے لگا.... دونوں دیر تک ہنستے رہے....!

پھر رانی سنجیدہ ہو کر پیار بھرے لہجے میں بولی۔ "روشی کو الگ کر دو...."

"کیوں؟...."

"پتہ نہیں کیوں.... مجھے اچھی نہیں لگتی....!"

"مگر میں تو اس سے جرمن پڑھ رہا ہوں...."

"کب تک پڑھو گے....!" رانی معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"ابھی تو ابتدائی کتاب پڑھ رہا ہوں۔"

"تمہارے سیکرٹری کی کوئی دوست آئی ہے....؟"

"ہاں....!"

"سنا ہے وہ سوئٹزرلینڈ کی رہنے والی ہے....!"

”اس سے سوئیس پڑھوں گا.....!“ کبڑا سر ہلا کر بولا اور پانچویں گلاس میں سائیفن سے سوڈے کی دھار مارنے لگا۔

رانی نے برا سامنہ بنایا لیکن جیسے ہی وہ اس کی طرف متوجہ ہوا پھر مسکرانے لگی.....!

پانچواں گلاس چڑھا کر وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا تھا... پھر کرسی سے اتر کر کتوں ہی کی طرح ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رانی کی کرسی کے گرد چکرانے لگا۔ ساتھ ہی چیاؤں چیاؤں بھی کر رہا تھا... رانی ہنس ہنس کر دوہری ہوئی جارہی تھی کیونکہ اس کے پیروں پر منہ بھی تو مارتا جارہا تھا... ”گدگدیاں اٹھ رہی ہوں گی‘ ساری جان من.....!“

O

پتہ نہیں کتنی دیر بعد اسے ہوش آیا تھا... پہلے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا... پھر تھوڑے ہی فاصلہ پر روشنی کا بہت بڑا متحرک دھبہ دکھائی دیا۔ آہستہ آہستہ تاریکی کا غبار چھٹتا جارہا تھا... اب اس نے محسوس کیا کہ وہ پیال کے نرم نرم ڈھیر پر پڑی ہوئی ہے....

پھر وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اپنے حلق سے آزاد ہونے والی چیخ کو کسی طرح نہ روک سکی۔ وہ چہرہ اتنا ہی ڈراؤنا تھا... بڑا سا چوڑا چکلا چہرہ .... گھنی اور بے ترتیب ڈاڑھی سے ڈھکا ہوا... انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی بڑی بڑی وحشت ناک آنکھیں.... جسامت میں دیو کا دیو تھا... میلے خاکی رنگ کے لباس نے اسے اور زیادہ ڈراؤنا بنا دیا تھا... سینے پر کارتوسوں کی پٹی تھی اور قریب ہی رائفل ایک بڑے پتھر سے ٹکی ہوئی تھی۔

نینا نے آنکھیں بند کر لیں... کیونکہ وہ اسے بھوکی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا... دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے کسی لمحے بھی ہارٹ فیل ہو جائے گا....

دفعتاً اس نے ایک بھیانک قہقہہ سنا اور گھبرا کر آنکھیں کھول دیں....

اب اس وحشی کا چہرہ اور زیادہ ڈراؤنا ہو گیا تھا... بڑے بڑے دانت نکلے پڑ رہے تھے....

”ادھر دیکھ.....!“ وہ قہقہہ روک کر غرایا۔ ”میں خیسو ہوں.....!“

وہ کچھ نہ بولی۔ جسم کی تھرتھری کسی طرح مٹنے کا نام ہی نہ لیتی تھی.....!

”ادھر دیکھ.....!“ وہ پھر غرایا اور اس طرح نچلا ہونٹ چاٹنے لگا... جیسے جیسے.... تشبیہ صرف نینا کے ذہن میں گونجی اور جسم کی تھرتھری میں اضافہ ہو گیا.... وہ جانتی تھی خیسو کو.... کون نہیں جانتا تھا۔ وہ جو آئے دن آس پاس کے گاؤں پر چھاپے مار کر لڑکیوں کو اٹھا لے جاتا تھا اور وہ کئی دن بعد کہیں نہ کہیں بے ہوش پائی جاتی تھیں... وہ درندہ تھا۔ سکون کی زندگی بسر

کرنے والے دیہاتیوں پر باز کی طرح آ گرتا تھا۔ اس کے آدمی لوٹ مار اور آتشزنی کے ماہر تھے۔ پولیس آج تک اسے گرفتار نہیں کر سکی تھی.... اس کے ساتھی اکثر پکڑے جاتے لیکن وہ اس کی قیام گاہ سے واقف ہی نہ ہوتے تھے۔ خیمسو ان اطراف کا ہوا تھا۔ بعض اوقات تو دوسرے چھوٹے موٹے ڈاکو بھی اسی کے نام پر کام کر جاتے تھے....

"تو جلدی سے رو دینے والی تو نہیں ہے...." اس نے پھر قہقہہ لگا کر پوچھا۔

نینا پھر بھی کچھ نہ بولی۔ اس کے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی....!

خیمسو اپنی جگہ سے اٹھا اور دونوں ہاتھ پھیلائے قہقہے لگاتا ہوا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"بچاؤ.... بچاؤ...." نینا کے بند ہوتے ہوئے حلق سے بمشکل تمام ا[illegible]زاد ہو سکی....!

* * *

عمران درختوں کی گنجان شاخوں کے درمیان اس طرح چھپ گیا تھا کہ دیکھ لیے جانے کا اندیشہ نہیں تھا.... تھوڑے فاصلے پر شیخو ٹوٹی بھی اسی طرح نئے آنے والے مسلح آدمیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ تعداد میں گیارہ تھے۔ کچھ دیر تک وہ ٹھیک اسی درخت کے نیچے رکے تھے جس پر عمران تھا.... پھر دوسری طرف مڑ گئے تھے اور عمران انہیں بتدریج دور ہوتے ہوئے دیکھتا رہا تھا.... پھر وہ نظر سے اوجھل ہو گئے تھے اور پھر وہی پہلے کا سا سکوت طاری ہو گیا تھا۔

عمران نے شیخو کو درخت سے اترتے دیکھا اور خود بھی شاخوں پر پیر رکھتا ہوا نیچے اترنے لگا۔

لیکن جیسے ہی وہ پناہ گاہ میں داخل ہوئے۔ شیخو اچھل پڑا۔ نینا کا کہیں پتہ نہ تھا.... انہوں نے آس پاس کی ساری کھائیاں چھان ماریں لیکن وہ نہ ملی....!

عمران پھر اسی گڑھے میں واپس آ گیا جہاں نینا کو چھوڑا تھا....

قرب و جوار کا غور سے جائزہ لینے لگا.... شیخو بری طرح بوکھلایا ہوا تھا.... بار بار سینے پر ہاتھ مار کر کہتا....

"ہائے بٹیا.... تم کہاں گیو.... اب کہاں ڈھونڈی تم کا...."

"خاموش رہو۔ بور نہ کرو...." عمران نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا اور جھک کر زمین سے تین چمکدار موتی اٹھائے۔

"ای بٹیا کے ہار کے موتی اہیں....!" شیخو خوش ہو کر بولا۔

کچھ آگے بڑھ کر دو ایک موتی اور ملے، وہ آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ ان موتیوں نے بھی منہ موڑ لیا... اس حصے میں زمین پر بڑی بڑی گھاس تھی...!

"اَب کا کریہو... "ٹونی نے کہا۔

"آپن اور تمہارا اکھپار لڑا ئیے دیب!" عمران نے جھلا کر کہا۔ "اب بولو تم اَو ہم کھٹکی دبا دا تمہار...؟"

"ہائے بھیا ہمار مگج پھر گوا ہے... اٹھائے لے گیین سر دن حرامین بٹیا کا...!"

"او بابا... سوچنے دے...!" عمران سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کدھر جائے... دن ڈھلنے لگا تھا...!

نینا غیر مسلح نہیں تھی لیکن لے جانے والوں نے اسے مسلح کب رہنے دیا ہو گا... حالات بھی کہہ رہے تھے کہ وہ خود سے نہیں گئی۔ تنہا کسی طرف نکل جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

عمران سوچتا اور بور ہوتا رہا... دفعتاً ٹونی چیخ پڑا۔ "قبوتر... قبوتر...!"

عمران چونک پڑا اور ٹونی نے ایک جانب انگلی اٹھائی۔ سفید رنگ کا ایک کبوتر اڑا جا رہا تھا۔!"

"کیا بکواس ہے...!" عمران پھر جھنجھلا اٹھا...!

"ارے بھول گئیو کا... او سر دن بھی کہن رہیں نا کہ قبوتر کھت لئی جات ہیں خیسو کے پاس۔"

عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ بات پتے کی تھی۔ وہ کوئی جنگلی کبوتر نہیں تھا... سفید رنگ کا پالتو کبوتر... پالتو کا ویرانوں میں کیا کام۔ وہ تو بستیوں کے آس پاس والے کھیتوں میں اترتے ہیں لہٰذا وہ یقینی طور پر خیسو کا نامہ بر ہی ہو سکتا ہے...!

بوکھلاہٹ میں اس نے کبوتر کے ساتھ ساتھ دوڑنے کی کوشش کر ڈالی... لیکن لاحاصل کچھ دور چل کر وہ اونچے اور گھنے درختوں کی اوٹ میں نظر سے اوجھل ہو گیا ویسے عمران نے اڑان کی سمت کا اندازہ کر لیا تھا... بس پھر وہ ناک کی سیدھ میں چل پڑے... شیخو اب خاموش تھا... وہ چلتے رہے... حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا...

"اب کا ہوای!" شیخو ٹونی بڑبڑایا۔ "سرج ڈوبے والا ہے... کہوں ٹھکانا ڈھونڈ لیو...!"

"چلتے رہو... چلتے رہو...!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب تو بھکان ہیں بھیا ہم...!"

"شٹ اَپ..."

پھر چلتے چلتے اندھیرا بھی پھیلنے لگا... اور شیخو نے عمران کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا وہ اچی

زبان میں کہہ رہا تھا کہ تم تو صفدر جنگ سے بھی زیادہ سنکی معلوم ہوتے ہو.... آخر رات کہاں بسر ہو گی۔ اب بھی غنیمت ہے شب بسری کے لیے کوئی ٹھکانا تلاش کر لو ورنہ شاید رات بھر سونا بھی نصیب نہ ہو سکے....!

عمران اسے جواب دیئے بغیر چلتا ہی رہا۔ آخر شیخو چپ ہو رہا.... اب وہ ایک ایسے علاقے میں تھے جہاں اونچی نیچی پتھریلی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں.... اور جھاڑیوں کے سلسلے کچھ اور زیادہ گھنے نظر آنے لگے تھے....

"اب تو ہم سے نہیں چلا جات....!" ٹونی ایک جگہ اڑ گیا۔

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خمیسولا سے برباد کر دے....؟" عمران اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

"پھر بتاؤ ہم کا کری.... ہس پیرا اٹھی ہے پاون ما کہ کا بتائی۔ مائی گڈ نس...."

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اچھا۔ آؤ.... ان چٹانوں میں کوئی جائے پناہ تلاش کریں۔"

ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ کوئی مناسب سی جگہ تلاش کر سکتے تھے....!

عمران ان چٹانوں کا جائزہ لیتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ رک کر اس نے شیخو ٹونی سے کہا۔ "یہ تو بڑی شاندار جگہ ہے.... پوری فوج چھپا دو۔ یہاں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔"

"ہم اے کیت کبھوں نہیں آئن...." شیخو بولا۔

"تم تھوڑی سی فارسی بھی پڑھ لو پیارے....!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اب کا پڑھبے بڑھوتی.... ہمار سرکار بہت چاہن کہ ہم انگریجی پڑھ لے ای۔ مدا نہ پڑھ سکن.... بس باسٹر داسٹر کہہ لے اِت ہَی.... اور او کا ہوت ہے.... ڈیم بلاڈی.... ڈیوٹ...."

"ایڈیٹ....!" عمران نے تصحیح کی۔

"یہی۔ یہی....!" ٹونی سر ہلا کر بولا۔

اتنے میں انہوں نے شب بسری کے لیے ایک اچھی سی جگہ بھی تلاش کر لی.... چٹانوں کے درمیان ایک کافی کشادہ غار تھا....! عمران نے ایک جگہ نشان بنا دیا جو کبوتر کی اڑان کی سمت اشارہ کر رہا تھا....

پھر ٹونی نے کچھ خشک گھاس اور درختوں کی خشک شاخیں اکٹھا کیں.... اور الاؤ جلانے لگا.... دونوں ہی بھوکے تھے لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل سکی۔ جس سے پیٹ بھرا جا سکے۔

ٹونی الاؤ کو اشتعال دیتا ہوا گنگنا رہا تھا۔

ہاں سیاں میں تو نہ جاؤں نل جوری سے

"شیخو بھوکے نہیں ہو کیا؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"تمہرے ساتھ بھوک پیاس سب مر جات ہے!" ٹونی نے لاپرواہی سے جواب دیا.... اور پھر الاؤ کو اشتعال دیتا ہوا گنگنانے لگا۔

آج دونوں بہت زیادہ چلے تھے۔ لہٰذا کچھ دیر ستانے کے بعد جسمانی اور ذہنی تھکن کا احساس ستانے لگا.. شیخو کی پلکیں غنودگی کے بوجھ سے جھکی پڑ رہی تھیں۔ عمران کچھ دیر تو آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا پھر اٹھ کر غار کے دہانے پر آ کھڑا ہوا...! مطلع صاف تھا۔ اس لیے تاریکی گہری نہیں تھی اور یہاں درختوں کے جھنڈ بھی نہیں تھے۔ کہیں کہیں قد آدم جھاڑیاں تھیں اور بس۔

یک بیک عمران چونک پڑا۔ اس کی چھٹی حس اچانک بیدار ہو گئی تھی۔

اس نے ٹونی کو آواز دی.... "رائفل لے کر یہاں آؤ....!"

"کا بات ہے بھیا....!" ٹونی نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"وہ سامنے دیکھو.... میری انگلی کی سیدھ میں.... ٹیلے پر جو درخت نظر آ رہا ہے.... اس پر ہلکی سی روشنی دیکھ رہے ہو...."

"ہمکا تو کچھو نہیں دکھائی دیتا....!" ٹونی اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا ہوا بولا۔

"آؤ....!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "ریوالور بھی لوڈ کر لو۔"

شیخو اس کے پیچھے چل پڑا.... اور تھوڑی ہی دور چل کر ٹھوکر کھائی.... گرتے گرتے بچا.... اس طرح غنودگی سے پیچھا چھوٹا تھا۔

راستہ دشوار گزار تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح وہ اس ٹیلے پر پہنچ گئے۔ حقیقتاً ٹیلے والے درخت کے کچھ حصے پر بھیگی بھیگی سی روشنی موجود تھی اور اس کے ہلکے سے ارتعاش سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی بھڑکتے ہوئے الاؤ کی روشنی ہو سکتی ہے۔

ٹیلے پر چڑھائی شروع کرتے ہی انہوں نے دوسری جانب سے ابھرنے والی نسوانی چیخیں سنیں۔ کوئی عورت چیخ رہی تھی۔ "بچاؤ.... بچاؤ....!"

عمران بے تحاشہ دوڑا۔ چڑھائی دشوار نہیں تھی۔ درخت کے قریب پہنچ کر رکا.... نیچے نظر ڈالی.... جہاں ایک عجیب الخلقت آدمی کسی عورت کو دوڑاتا پھر رہا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی.... اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے قہقہے لگاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا....

چاروں طرف سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی کیونکہ وہاں ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا۔ جس

سے بڑی بڑی لپکیں اٹھ رہی تھیں....

"نینا.... بٹیا....!" ٹونی نے سرگوشی کی اور رائفل سیدھی کرنے لگا....

"ٹھہرو....!" عمران نے ہاتھ مار کر رائفل کی نال نیچے گراتے ہوئے کہا۔ "خاموشی سے اتر چلو.... یہی خمیسو معلوم ہوتا ہے.... تنہا ہوگا....!"

وہ بآہستگی نیچے اترتے رہے.... نینا کی چیخیں برابر سناٹے میں گونج رہی تھیں اور خمیسو اس سے اسی طرح کھیل رہا تھا۔ جیسے کوئی بلی قابو میں آئی ہوئی کسی چوہیا سے کھیلتی ہے۔ اگر وہ چاہتا تو ایک ہی جست لگا کر اسے پکڑ لیتا.... لیکن شاید نینا کی ڈری ڈری سی چیخیں اس کی کسی جبلت کے لیے باعث تسکین ثابت ہو رہی تھیں....!

عمران نے نیچے پہنچ کر یک بیک اسے للکارا.... "خبردار اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

وہ رک کر مڑا.... اور چندھیائے ہوئے انداز میں پلکیں جھپکائیں....

"عمران....!" نینا چیخی پھر دوڑ کر اس سے لپٹ گئی.... عمران بائیں ہاتھ سے اسے ایک طرف ہٹاتا ہوا دہاڑا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا جو اس لحیم شحیم اور بھیانک آدمی کی طرف اٹھا ہوا تھا.... لیکن وہ بدستور ہاتھ گرائے ہوئے عمران کو گھورتا رہا.... ہاتھی اور ٹٹو کا مقابلہ تھا....!

"تو کون ہے....؟" بالآخر اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"صفدر جنگ کا ایک شکاری...." عمران نے تیکھے لہجے میں کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" خمیسو نے لاپرواہی سے کہا۔ "تو کیا چاہتا ہے....؟"

"لڑکی کو واپس لے جاؤں گا.. اور تم سے پوچھوں گا کہ ہم لوگوں پر کس نے حملہ کرایا تھا۔!"

"تو پوچھے گا....؟" خمیسو نے حقارت سے کہا۔

ایک دیو بالشتئے سے مخاطب تھا....

"لڑکی کو واپس لے جائے گا....!" پہلے ہی کے سے لہجے میں اس نے پوچھا۔

"ہاں بے!" ٹونی نے رائفل سیدھی کرتے ہوئے کہا۔ "لے جا بے.... دیکھت ہی تیں کا کر لیت ہے....!"

"اور کون ہے تیرے ساتھ؟" خمیسو نے ٹونی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر عمران سے پوچھا۔

"میں کہتا ہوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ.... ورنہ گولی مار دوں گا....!"

"مار دے....!" وہ اپنے بڑے بڑے دانت نکال کر ہنسا اور نینا سے بولا۔ "ادھر آ۔"

دفعتاً ٹونی نے رائفل کو لاٹھی کی طرح تول کر اس کے کندے سے خمیسو پر حملہ کر دیا۔ عمران

"ہائیں ہائیں" ہی کرتا رہ گیا....!

پھر دوسرے ہی لمحے میں اس نے ٹونی کی چیخ سنی....! آنکھیں تو صرف اتنا ہی دیکھ سکی تھیں کہ وہ رائفل سمیت خمیسو کے سر کے اوپر سے گذرتا ہوا دوسری طرف جا گرا تھا۔

اور پھر دو ایک بار تڑپ کر اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے دم ہی نکل گیا ہو....!

پھر نینا بھی چیخی تھی۔ شاید اسے بھی ٹونی کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔

عمران نے جو اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ گرج کر پوچھا۔ "اب اگر میں تم کو گولی مار دوں تو...."

"مار دے....!" وہ سینے پر ہاتھ مار کر کسی گوریلے کی طرح غرانے لگا....

"چلو.... چلو.... بھاگ چلو یہاں سے!" نینا عمران کے بازو سے لپٹ کر اسے جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔

"خمیسو.... اگر میرا ساتھی مر گیا ہو گا تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا...."

"ابے.... آ بھی....!" خمیسو نے پھر کسی پہلوان کے سے انداز میں ہاتھ ہلا کر اسے گویا کشتی لڑنے کی دعوت دی....!

"بھاگ چلو.... عمران بھاگ چلو....!" نینا پھر گھگھیائی....

عمران اس سے اپنا بازو چھڑانے لگا۔ اتنے میں خمیسو کو اس پر حملہ کر دینے کا موقع مل گیا.... اس نے بالکل کسی ہلکے پھلکے آدمی ہی کی طرح عمران پر چھلانگ لگائی تھی۔

نینا پھر چیخی.. عمران چونکہ اس کی طرف ہی متوجہ تھا۔ اس لیے خمیسو کو جھکائی نہ دے سکا اور پھر اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے قرب وجوار کی کوئی بہت بڑی چٹان جڑ سے اکھڑ کر اس پر آ پڑی ہو!

نینا اب اس طرح چیخ رہی تھی جیسے کسی قسم کا دورہ پڑ گیا ہو....

قریب ہی شیخو ٹونی بے حس و حرکت اوندھا پڑا تھا۔

عمران کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح اس چٹان کے نیچے سے نکل جائے لیکن جنبش کرنا بھی دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ ریوالور بھی ہاتھ سے نکل کر نہ جانے کہاں جا پڑا تھا۔ نینا کی بدحواسی نے تو اسے نروس ہی کر دیا تھا.... لیکن اس نے بڑی پامردی سے خود کو سنبھالے رکھا۔

اب خمیسو کوشش کر رہا تھا کہ اس کا گلا گھونٹ دے۔ عمران دن بھر کا بھوکا تھا۔ یوں بھی کسی قدر نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔

یک بیک نینا کو ہوش سا آ گیا.... اب وہ آنکھیں پھاڑے عمران اور خمیسو کو دیکھ رہی تھی۔ پھر بڑی پھرتی سے خمیسو کی رائفل کی طرف جھپٹی جو قریب ہی ایک پتھر سے ٹکی ہوئی تھی۔

دوسرے ہی لمحے رائفل کا کندہ پوری قوت سے خمیسو کے سر پر پڑا....

وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا اور نینا کی طرف جھپٹا.... عمران نے جو بڑی پھرتی سے اس کی گرفت سے نکل گیا۔ آگے بڑھ کر اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگ اڑا دی۔ پھر کیا تھا خمیسو اپنے ہی زور پر اڑا اڑا دھڑم منہ کے بل زمین پر آ رہا اس کی دہاڑوں سے چٹانیں گونج رہی تھیں نینا نے پھر رائفل تولی لیکن عمران نے اس کو اس سے باز رکھا....

اب وہ خمیسو پر سوار تھا۔ کوشش کر رہا تھا کہ ہاتھوں اور پیروں سے اسے جکڑے رکھے.... لیکن ممکن نہ ہوا۔ پتھر سے ٹکرا کر اپنے ہی ہاتھ پیروں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں....!

یک بیک خمیسو لیٹے ہی لیٹے اچھلا اور عمران دور جا پڑا.... اب خمیسو کی باری تھی وہ غراتا ہوا عمران کی طرف جھپٹا لیکن عمران پہلے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے حملے کا منتظر تھا۔ خمیسو کا پھرتیلا پن حیرت انگیز تھا۔ ایسی جسامت رکھنے والوں سے ایسے پھرتیلے پن کی توقع نہیں کی جا سکتی....!

اب وہ دونوں ایک دوسرے پر حملے کی نیت سے آمنے سامنے کھڑے موقع کے منتظر تھے۔

اتنے میں نینا نے خمیسو کی رائفل کھٹکائی....

"خبردار....!" عمران نے اسے للکارا۔ "فائر نہ کرنا۔"

خمیسو نینا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی.... اور اسے ساتھ لیتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ لیکن خمیسو اس طرح اٹھ کھڑا ہوا کہ عمران کو ایک بار پھر زمین دیکھنی پڑی اور نینا نے چیخ کر کہا۔ "عمران مجھے فائر کرنے دو.... یہ ثناء اللہ شارٹی نہیں ہے....!"

"یہ جانور زندہ پکڑے جانے کے قابل ہے اپنے چڑیا گھر میں رکھوں گا۔" عمران نے ہانک لگائی.... اور خمیسو پھر جھلا کر چڑھ دوڑا.... اس بار عمران پر چھلانگ لگائی اور محاورۃً ہی نہیں بلکہ حقیقتاً منہ کی کھائی۔ عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زمین پر منہ کے بل آیا۔ جبڑا کسی ناہموار پتھر سے ٹکرایا اور ہونٹوں سے خون کی پچکاریاں سی پھوٹنے لگیں۔ اب وہ کسی زخمی درندے کی طرح غرا رہا تھا۔ اب کی بار حملہ بڑا سخت تھا۔ نینا پھر روہانسی آواز میں چیخی۔

"عمران مان جاؤ....!"

"نہیں فائر مت کرنا....!" عمران نے سختی سے جواب دیا اور خمیسو کو جھکائی دے کر دوسری طرف نکل گیا.... پھر مڑ کر ایک فلائنگ کک اس کے پیٹ پر رسید کی۔ خمیسو شاید اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ شور مچاتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

عمران نے پھر اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ ٹھوڑی پر زوردار ٹھوکر رسید کی اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے پھر ڈھیر ہو گیا.... اس کے حلق سے بیک وقت کئی قسم

کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ عمران اس کے دوبارہ اٹھنے کا منتظر تھا.... نینا نے پھر کہا۔ ”خدا کے لیے کھیل ختم کرو.... اسے ختم کردو.... پندرہ ہزار کا انعام تھا اس پر....“

عمران کچھ نہ بولا۔ خمیسو پھر اٹھ رہا تھا۔ اس بار عمران نے اسے اٹھنے دیا۔ لیکن نینا چیخ پڑی.... کیونکہ خمیسو کے ہاتھ میں بڑا سا خنجر لہرا رہا تھا....

پلکیں جھپکائے بغیر وہ عمران کو گھور رہا تھا۔

”احمق نہ بنو عمران.... میں فائر کرتی ہوں!“ نینا پھر چیخی اور اس بار خمیسو عمران کو چھوڑ کر اسی طرف گھوم گیا.... رائفل نینا کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی.... لیکن وہ اس تک نہ پہنچ سکا۔ کیونکہ عمران نے اچھل کر پیچھے سے اس کی گردن پکڑ لی تھی۔ وہ پلٹ پڑا۔ خنجر فضا میں بلند ہوا لیکن پھر اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پھر گر پڑا.... اس بار عمران نے بائیں ہاتھ سے تو خنجر والا ہاتھ سنبھالا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ بھی گرفت میں لے کر اس طرح اچھلا تھا کہ پیشانی پوری قوت سے خمیسو کے ناک پر پڑی تھی....

”خنجر چھینو.... خنجر....“ نینا بلبلائی.... اب اس نے پھر رائفل اٹھالی تھی۔

عمران نے گرتے ہوئے خمیسو پر چھلانگ لگائی اور خنجر چھیننے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ تو فولادی پنجہ تھا۔ عمران جھوم کر رہ گیا۔ لیکن خنجر کو اس کی گرفت سے آزاد نہ کر سکا....!

اب خمیسو پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنا زخمی ہو جانے کے باوجود بھی دم خم وہی تھا۔ عمران کے چھکے چھوٹے جا رہے تھے۔ سوچ رہا تھا کہ اس دیو کے ہاتھوں کہیں شکست ہی نصیب نہ ہو.... دوسری طرف وہ اسے زندہ ہی گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

نینا بے حد مضطرب نظر آرہی تھی اور شاید اسے عمران پر غصہ بھی آرہا تھا کہ آخر کھیل ختم کیوں نہیں کر دیتا۔ زندہ یا مردہ خمیسو کے لیے پندرہ دنوں سے پندرہ ہزار کے انعام کا اعلان ہو رہا تھا۔ اگر وہ اسے مار بھی دیتا تو کیا ہوتا....؟ کوئی قانونی گرفت تو نہ ہو سکتی پھر....؟ وہ سچ مچ عمران کو دیوانہ سمجھنے لگی تھی۔

کسی نہ کسی طرح خنجر خمیسو کے ہاتھ سے نکل گیا.... عمران نے اسے ٹھوکر ماری اور وہ دور کہیں پتھروں میں غائب ہو گیا۔

”اب میں انتظار نہیں کر سکتی۔“ نینا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہہ کر پھر رائفل سیدھی کی۔

”ٹھہرو.... ٹھہر جاؤ!“ عمران نے خمیسو کا حملہ بچاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نینا کی طرف بڑھتا چلا گیا.... اور اس سے رائفل چھین کر پھر خمیسو پر جھپٹ پڑا.... خمیسو کو شاید توقع نہیں تھی کہ اس بار وہ اس پر رائفل کے کندے سے حملہ کرے گا.... لیکن پھر بھی اس نے عمران پر بھی وہی

داؤ آزمانے کی کوشش کی جس سے ٹونی نے مار کھائی تھی۔ عمران کو اس داؤ کا اندازہ پہلے ہی ہو چکا تھا.... اس لیے سر بچا کر پالٹ کا ہاتھ مارا.... ایک دل خراش چیخ.... خمیسو پے بہ پے چیختا ہوا.... کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا.... پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی....

پھر وہ نہ اٹھ سکا.... لیکن دوبارہ اٹھ جانے کی کوشش اب بھی جاری تھی....!

ہاتھ ٹیک کر آدھے دھڑ سے اٹھتا اور پھر دھاڑتا ہوا ڈھیر ہو جاتا....

اب عمران رائفل ایک طرف ڈال کر ٹونی کی طرف جھپٹا۔ نینا بھی دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئی تھی.... ٹونی کا سر پھٹ گیا تھا.... لیکن وہ مرا نہیں تھا.... بے ہوش ہو گیا تھا.... چوٹ گہری آئی تھی....

خمیسو آدھے دھڑ سے اٹھا ہوا دھاڑتا رہا۔ اور وہ دونوں ٹونی کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتے رہے.... زخم صاف کر کے عمران نے پٹی باندھ دی تھی۔

خمیسو صرف غرا رہا تھا.... دہاڑ رہا تھا.... ابھی تک اس کی زبان سے کوئی بامعنی جملہ نہیں نکلا تھا.... عمران نے اچھی طرح اطمینان کر لیا تھا کہ اس کے پاس اب کوئی اسلحہ نہیں رہا۔

ٹونی کو انہوں نے ایک طرف پھیلے ہوئے پیال کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ وہ اب تک ہوش میں نہیں آیا تھا.... عمران کا خیال تھا کہ اس کی سانسیں معمول کے مطابق ہی چل رہی ہیں۔ اس لیے وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تھا۔

پھر اس نے ٹونی کی رائفل اٹھائی۔ خمیسو کا خنجر تلاش کیا اور اس کی رائفل بھی سمیٹ کر ایک طرف ڈال دی.... یہ چیزیں ہر حال میں خمیسو کی پہنچ سے باہر تھیں۔ پھر وہ متجسسانہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا....!

ایک جانب کسی غار کا دھانہ نظر آیا جس کے اندر ہلکی سی روشنی دکھائی دے رہی تھی....

"اسے کیا کرو گے....؟" نینا نے خمیسو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تل کر کھاؤں گا.... تم فکر نہ کرو.... آؤ....!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "واقعی بہت زور کی بھوک لگی ہے.... صبح سے کچھ بھی نصیب نہیں ہوا.... آؤ یہاں دیکھیں....!"

غار کافی کشادہ تھا.... اور ضروریات زندگی میں سے شاید ہی کوئی چیز ایسی رہی ہو جو وہاں موجود نہ ہو.... مٹی کے تیل کا اسٹوو.... کھانا پکانے کے برتن.... ایک بڑا سا پلنگ جس پر بستر بچھا ہوا تھا۔ ایک جانب کھال اترے ہوئے پرندوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ تعداد میں آٹھ یا دس تو ضرور رہے ہوں گے.... کئی بندوقیں اور رائفلیں ایک طرف میگزین کا ڈھیر....!

www.urdufanz.com

عمران چاروں طرف دیکھتا پھر رہا تھا۔ مٹی کے ایک بڑے سے برتن میں گھی نظر آیا اور عمران نے قلقاری مار کر کہا۔ "آہا۔ اب تو یہ پرندے تلے بھی جا سکیں گے....."

دفعتاً نینا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو.... اسے وہاں تنہا چھوڑ آئے ہو.... اگر اس کے آدمی آ گئے تو....؟"

"اس کے آدمی نہیں جانتے کہ وہ کہاں رہتا ہے....!"

"پھر بھی....! میں کہتی ہوں کہ اسے ختم ہی کیوں نہ کر دو....!"

"بڑی سنگدل عورت معلوم ہوتی ہو....!"

"اس حرامزادے سے زیادہ نہیں.... سارا علاقہ جہنم بنا ہوا تھا.... اس کی وجہ سے....!"

"کھانے کھلانے کی فکر کرو.... اسے میں دیکھ لوں گا.... یہاں سب کچھ موجود ہے۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں اب وہ گھسٹتا ہوا رائفلوں تک نہ پہنچ جائے۔ جنہیں وہ باہر ہی چھوڑ آیا تھا.... اس وقت چوٹ تازہ تھی اس لیے وہ ایک ہی جگہ پر سر پٹختا رہ گیا تھا....

نینا کو غار میں چھوڑ کر وہ باہر نکل آیا.... خیمسو اب بھی وہیں آدھے دھڑ سے اٹھا ہوا الاؤ کی لپکوں کو گھور رہا تھا.... پلکیں جھپکائے بغیر.... آنکھوں میں کرب کے آثار تھے.... عمران کی آہٹ پر سر گھمایا اور غرا کر بولا۔ "پانی۔ پانی پلا دے!"

عمران پھر غار میں واپس آیا.... ایک جانب پانی سے بھرا ہوا مٹکا رکھا تھا۔

عمران نے بڑے سے تاملوٹ میں پانی انڈیلا اور پھر باہر آ گیا۔ اسی طرح آدھے دھڑ سے اٹھے ہوئے خیمسو نے بائیں ہاتھ سے پورا تاملوٹ خالی کر دیا۔

"اور لاؤں....؟" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں پوچھا۔

"بس....!" وہ غرایا.... اور عمران کو گھورتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔ عمران اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ بھی گھورتا رہا پھر بولا۔ "ہم پر کس نے حملہ کرایا تھا...."

"کیوں....؟ نہیں بتاؤں گا....!"

"ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں یہاں چھوڑ جاؤں.... پولیس کے حوالے نہ کروں!"

"پولیس....!" خیمسو نے اس بار بلند آہنگ قہقہہ لگایا۔ "پولیس میری لاش کو بھی ہاتھ لگانے کی ہمت نہ کرے گی....!"

"اچھا یہی بتا دو کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں....!"

"کیوں بتا دوں....!"

"میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں....!"

"مار دے... ابے لونڈے مرنا مارنا میرا کھیل ہے کل تک مارتا رہا ہوں آج مر جاؤں گا۔!"

"میرے پیارے خیمسو۔!" عمران نے درد بھرے لہجے میں کہا۔ "بتادو کس نے حملہ کرایا۔"

"بتادوں...." خیمسو نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا بتادوں گا.... مگر شرط....!"

"بتاؤ۔ جلدی سے مری جان.... وہ شرط بھی بتادو...."

"لڑکی کو میرے حوالے کردو....!"

عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں پھر بولا۔ "ابے ٹانگ تو ٹوٹ گئی ہے تمہاری..اور!"

"ٹوٹی رہنے دو.... تجھ سے کیا.... بول.... راضی ہے....!"

"پہلے بتادو...." عمران نے کہا۔

"نہیں ناممکن ہے...."

"اچھا میں اسے بلاتا ہوں۔" عمران نینا کو اس کے پاس لایا۔ لیکن نینا کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ خیمسو اسے دیکھ کر اپنے خون میں لتھڑے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا....

"اب بتاؤ....!"

"تم پھر اسے واپس لے جاؤ گے.... میں بے بس ہوں....!"

"جہنم میں جاؤ.... مت بتاؤ.... کیا فرق پڑتا ہے....!"

"یہ پوچھے تو بتادوں گا...." خیمسو نے نینا کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر اس کے بڑے بڑے دانت نکل پڑے....!

"کیا معاملہ ہے؟" نینا نے عمران سے پوچھا۔

"تم اس سے پوچھو کہ ہم پر کس نے حملہ کرایا تھا....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "یہ اس وقت صرف تمہاری ہی باتوں کا جواب دینے کے موڈ میں ہے....!"

"کیا بکواس ہے....!" نینا بگڑ گئی اور خیمسو کو گالیاں دینے لگی۔ پھر ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر بولی۔ "سر کچل کر رکھ دوں گی حرامزادے....!"

"خدا کے لیے پوچھو! بڑی مشکل سے اس پر راضی ہوا ہے کہ تمہیں بتادے گا۔"

"بول کس نے حملہ کرایا تھا....؟"

"ہی ہی ہی ہی...." خیمسو نے دانت نکال دیئے پھر بولا۔ "ساجد نگر کے کبڑے نے"

"وہ یہاں آیا تھا....؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"روز ہی آتا ہے....!"

"کدھر سے آتا ہے.... کیسے آتا ہے....!"

"یہ مجھے نہیں معلوم.... بہت امیر آدمی ہے.... بہت پیسے دیتا ہے....!"

"آج یہاں آیا تھا....!"

"نہیں.... اب آئے گا....!"

"تنہا آتا ہے....!"

"ہاں.... بالکل اکیلے....!"

"وہ تم سے اور کیا کام لیتا رہا ہے....؟"

"کچھ بھی نہیں.... بس ملنے آتا ہے....!"

"اسے کب سے جانتے ہو....!"

"بہت دنوں سے.... مجھے بھوک لگی ہے....!"

"مل جائے گا کھانا....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا تم یہیں پڑے رہو گے یا تمہیں غار میں لے چلوں....؟"

"تو لے چلے گا.... خمیسو کو.... میں یا تو یہیں مر جاؤں گا یا اپنے پیروں سے چل کر کہیں جاؤں گا.... ابے تو خمیسو کو کیا سمجھتا ہے.... تجھ جیسے مچھر کا سہارا لے گا۔ بھاگ....!"

خمیسو وہیں کھلے میدان میں پڑا رہا اور یہ دونوں غار میں واپس آگئے.... نینا نے اسٹوو روشن کیا اور عمران ایک جگہ بیٹھ کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بے ہوش ٹونی کو ہاتھوں پر اٹھا کر غار میں لایا اور خمیسو کے بستر پر ڈال دیا۔

نینا اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ دیکھے جا رہی تھی پلکیں جھپکائے بغیر.... عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت پھٹ پڑی تھی.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بے حد شریر بچہ بزرگوں کے سمجھانے بجھانے پر اپنے شریف ہو جانے پر غور کر رہا ہو۔

دفعتاً نینا کانپ کر بولی۔ "اُف.... فوہ.... اگر تم نہ آجاتے تو اس وقت کیا ہوتا۔ میرے خدا.... وہ کتنا بھیانک آدمی ہے.... مگر آدمی کیوں؟.... پتہ نہیں وہ حیوانوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے....!"

"بڑا گریٹ آدمی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے لیکن ہوش میں ہے.... کیا تم نے ایک بار بھی اس کی کراہ سنی تھی.... پھر وہ کسی کے سہارے حرکت کرنے میں اپنی توہین سمجھتا ہے...."

نینا کچھ نہ بولی۔ اس نے اسٹوو پر فرائنگ پین رکھ دیا تھا اور اس میں گھی ڈال کر ادھڑے ہوئے پرندوں کے ٹکڑے تلنے لگی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران ایک پلیٹ میں تلے ہوئے گوشت کے ٹکڑے سجائے ہوئے غار سے نکلا۔ خیمسو ایک پتھر پر سر رکھے ہوئے اوندھا پڑا ہوا تھا۔

"خیمسو....!" عمران نے اسے آواز دی۔ لیکن جواب نہ ملا۔ پھر جھنجھوڑا.... لیکن اس نے حرکت بھی نہ کی.... عمران الاؤ کی طرف جھپٹا اور ایک مشتعل لکڑی نکال لایا.... اور پھر حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں.... خیمسو مر چکا تھا.... اور اس کی کنپٹی میں ایک سوراخ نظر آ رہا تھا جس سے بہا ہوا خون سر کے گرد زمین پر پھیلا ہوا تھا....!

عمران نے لکڑی ایک طرف اچھال دی اور دوڑ کر ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ ہولسٹر سے ریوالور نکل آیا تھا اور وہ مسلسل غار کے دہانے کی طرف گھورے جا رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد غار کے دہانے پر نینا نظر آئی۔ وہ چاروں طرف دیکھ کر عمران کو آوازیں دینے لگی۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں رہا۔

دفعتاً کسی جانب سے ایک نئی آواز ابھری۔ "یہاں کون ہے۔ سامنے آئے۔ میں راستہ بھول گیا ہوں....!"

آواز عمران نے پہچان لی۔ یہ کبڑے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر وہ بھی سامنے آ گیا۔ غار کے دہانے کے قریب ہی رکا تھا۔ نینا جہاں پہلے کھڑی تھی وہیں اب بھی نظر آ رہی تھی۔

"اوہ.... یہ تم ہو.... تم یہاں کہاں؟" کبڑے کے لہجے میں حیرت تھی اور اس نے نینا کو مخاطب کیا۔

نینا کچھ نہ بولی.... اور کبڑا پھر چاروں طرف دیکھنے لگا.... پھر اس نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "سمجھ گیا.... ہز ہائی نس بھی یہاں تشریف رکھتے ہوں گے! کیا وہ بھی میری ہی طرح بھٹک گئے تھے.... غار تو خاصا معلوم ہوتا ہے....!"

وہ دہانے سے اندر جھانکنے لگا تھا....!

"مجھے ہز ہائی نس کی حضور میں لے چلو....!" اس نے پھر نینا سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کبڑا تنہا ہی ہو گا۔ خیمسو سے معلوم ہی ہو چکا ہے کہ وہ روزانہ یہاں آتا ہے۔ لہٰذا خیمسو نے بھیڑ بھاڑ کی اجازت ہرگز نہ دی ہو گی۔ کیونکہ وہ تو اپنے آدمیوں سے بھی چھپا پھرتا ہے.... وہ باآہستگی چٹان کی اوٹ میں سے نکلا.... اور اس طرح کبڑے کے سر پر پہنچ گیا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی....

کبڑا نینا سے کہہ رہا تھا۔ "تم کچھ بولتی کیوں نہیں.... کیا اپنے ٹینی بابا کو بالکل ہی بھول گئیں.... ارے گودوں کھلایا ہے تمہیں.... بے مروت کہیں کی....!"

عمران نے سوچا کہ کہیں نینا ابل ہی نہ پڑے اس لیے خود کو ظاہر کر دینا چاہیے وہ نہیں چاہتا تھا کہ کبڑے کو نئے پیدا شدہ حالات کا علم ہو سکے۔ اس نے بڑی نرمی سے کبڑے کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کک۔ کون!" کبڑا اچھل کر مڑا.... اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی ہنسنے لگا۔

پھر نینا سے بولا۔ "مجھے ہز ہائی نس کے پاس لے چلو....!"

"ذرا میری بات سن لو.... پیارے...." عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے جاتا ہوا بولا....

"ہوں.... ہوں.... ہوں...." کبڑا مربیانہ انداز میں ہنستا ہوا کہنے لگا۔ "کہو کہو میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں.... روشی نے مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے تم میرے بارے میں کسی بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو.... خیر.... ہاں کیا بات ہے؟"

"تم نے خمیسو کو.... گولی کیوں مار دی....؟"

"خخ.... خمیسو.... کیا مطلب....؟" کبڑا بوکھلا کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"بنو مت پیارے.... میں نے اس کی ٹانگ توڑ دی تھی.... جان سے نہیں مارا تھا...."

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو.... کیا یہ اسی خمیسو کا تذکرہ ہے.... جو اکثر گاؤں پر ڈاکہ ڈالتا رہتا ہے....!"

"ہوں...." عمران ے طویل سانس لی۔ "خیر آؤ.... میں تمہیں دکھاؤں!"

وہ اسے خمیسو کی لاش کے قریب لایا.... الاؤ کی روشنی میں اس کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

"یہ.... یہ خمیسو ہے۔" کبڑا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کتنا ڈراونا ہے۔"

"تم نے پہلی بار دیکھا ہے!" عمران نے پوچھا۔

"قطعی.... اوہ ہٹو یہاں سے.... مر جانے کے بعد بھی دہلائے دے رہا ہے کمبخت....!" کبڑے نے کہا اور خمیسو کی لاش کے پاس سے ہٹتا ہوا بولا۔ "پھر کیا ہے مزے کرو.... پندرہ ہزار تمہارے ہیں.... مگر کس نے مارا.... کیا ہز ہائی نس نے۔ مجھے ان کے پاس لے چلو....!"

عمران نے متفکرانہ انداز میں سر کو خفیف سی جنبش دی اور نینا کو غار میں واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ کبڑا نینا کے پیچھے تھا اور عمران اس کے پیچھے۔ غار میں پہنچ کر کبڑے نے اور زیادہ حیرت ظاہر کی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"ہز ہائی نس کہاں ہیں....؟"

"پتہ نہیں۔ ہم تینوں تو کئی دن سے ان جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "خمیسو کے آدمیوں نے ہمارے کیمپ پر فائرنگ کی تھی۔ اندھیری رات میں ہم

سب تتر بتر ہوگئے۔ بقیہ لوگوں کا کیا حشر ہوا۔ ہم نہیں جانتے....!"

"خدا کا شکر ہے!" کبڑے نے ٹھنڈی سانس لی۔ "میرے سر سے الزام تو ٹلا۔"

"کیا مطلب....؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"ہز ہائی نس نے پولیٹیکل ایجنٹ سے شکایت کی ہے کہ میرے شکاریوں نے ان کے کیمپ پر فائرنگ کی اور اس کے بعد ان کے کچھ آدمی لاپتہ ہوگئے...."

نینا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عمران نے آنکھ مار کر اسے روک دیا کبڑا ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"میں ہز ہائی نس کا نمک خوار رہ چکا ہوں!" وہ تھوڑی دیر بعد مغموم لہجے میں پھر بولا۔ "مجھے بے حد رنج تھا۔ شدید الجھن.... کہ آخر انہوں نے میرے متعلق ایسا کیوں سوچا....!"

"لیکن خمیسو کی کنپٹی میں کس نے گولی ماری؟" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اے۔ مت الو بناؤ....!" کبڑا ہنس پڑا۔ "تم نے اسے چھوڑ دیا ہوگا بہت خطرناک آدمی ہو۔ میں سب جانتا ہوں.... چلو تمہارے کارناموں میں ایک کا اور اضافہ ہوا.... ابھی اس کی لاش جیپ پر لادے لیے چلتے ہیں۔"

"مگر تم اس وقت یہاں کیسے؟"

"مقدرات....!" کبڑا ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "زندگی کی یکسانیت سے اکتا کر ان اطراف میں نکل آیا تھا۔ راستہ بھول گیا.... یہاں روشنی نظر آئی۔ سمجھا کوئی گاؤں ہوگا۔ گاڑی ادھر لایا.... تو یہ.... مگر تم کہتے ہو کہ تمہیں بھی راستہ معلوم نہیں۔ اوہ.... یہ کون ہے....؟"

وہ بے ہوش ٹونی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا....

"شیخو.... ہز ہائی نس کا ایک شکاری...." عمران بولا۔ "خمیسو نے اسے اٹھا کر پھینک دیا تھا۔"

"میرے خدا...." کبڑے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "اور تم نے اسے جان سے مار ڈالا... یار غضب کے آدمی ہو! مگر ہز ہائی نس کو دھوکا کیوں دے رہے ہو مستری زادہ بن کر..؟"

وہ ہنسنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بھی ہنس رہا تھا۔ بالکل احمقانہ انداز میں....

"تمہیں بھوک لگی تھی!" نینا عمران کو مخاطب کر کے غصیلے لہجے میں بولی اور عمران کو بال بچے داری کا سا لطف آگیا کیونکہ نینا کا لہجہ کسی زوجہ مادر نما کا سا تھا....!

"بھوکا تو میں بھی ہوں محترمہ نسیم النساء خاتون!" کبڑے نے کہا۔

پھر انہوں نے ساتھ ہی کھانا کھایا۔ اس دوران میں موضوع گفتگو خمیسو ہی رہا تھا۔ کچھ دیر بعد شیخو کراہا۔ نینا اس کے پاس پہنچ گئی۔ ہوش آگیا تھا اور وہ ہولے ہولے کراہ رہا تھا۔ پھر وہ اٹھ

بیٹھا اور جیسے ہی کبڑے پر نظر پڑی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ تیور بڑے خراب تھے۔ لیکن عمران کو ہنستے دیکھ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر وہ تلے ہوئے پرندوں کی خوشبو پر نتھنے بھی سکوڑنے لگا۔

"ہمعوں بھکان ہیں بٹیا۔۔۔!" اس نے منہ چلا کر کہا۔ پھر اس طرح چونک پڑا جیسے کوئی بہت اہم بات یاد آ گئی ہو۔۔۔!

"او۔۔۔ سردا۔۔۔ کہاں گوا؟" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"اللہ میاں کھیاں!" عمران نے بڑے خلوص سے جواب دیا۔

"مار ڈالکیو۔۔۔!" شینخو اچھل پڑا۔۔۔ اور عمران اثبات میں سر ہلا کر کبڑے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ لیکن کبڑا جلدی سے بولا۔ "تم اپنے معاملات نہ چھیڑ دینا۔۔۔ کہیں تنہائی میں گفتگو ہو گی۔۔۔ مگر روانگی کیسے ہو۔۔۔ اب اس وقت کہاں بھٹکتے پھریں گے۔ صبح ہی پر رکھو۔۔۔ روشی تم سے بہت خفا ہے۔"

"روشی کون۔۔۔؟" نینا نے عمران کو گھور کر دیکھا۔۔۔!

"کیوں پیارے تم نے سب کے سامنے ہی شروع کر دیں وہ باتیں۔" عمران نے بائیں آنکھ دبا کر کبڑے سے کہا اور پھر نینا سے بولا۔ "میری اکلوتی خالہ ہے!"

نینا کے چہرے پر تشویش کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔۔۔

"یہ شاید شینخو ہے۔۔۔!" کبڑے نے شینخو کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"ہاں بھوتنی کے تم ہمکا کاہے پچھیو۔۔۔! ساید سکھیو ہے!" اس نے منہ ٹیڑھا کر کے تلخ لہجے میں کہا۔

کبڑا ہنسنے لگا۔ نینا بھی ہنس پڑی تھی اور عمران تشویش کن انداز میں شینخو کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران رات بھر نہیں سویا۔ وہ کبڑے کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔۔۔ کبڑا رات خراٹے لیتا رہا۔۔۔ شینخو اور نینا کی نیندیں اکھڑی اکھڑی سی رہی تھیں۔۔ اور نینا تو تین بجے ہی اٹھ بیٹھی تھی۔

"تم سوئے نہیں۔۔۔؟" اس نے عمران سے پوچھا اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

دونوں باہر آئے۔ چاروں طرف لامتناہی سناٹا بکھرا ہوا تھا۔ آسمان میں ہلکے بادل تھے۔۔۔ چاند کی ہلکی ہلکی روشنی میں یہ سناٹا بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔

"اسے ہر گز نہ معلوم ہونے پائے!" عمران نے سرگوشی کی۔ "یہ معاملہ تم اپنے ہی تک رکھو گی کہ کبڑے نے ہی خیسو سے حملہ کرایا تھا۔۔۔؟"

"ہر گز نہیں۔۔۔ میں تو اس کی ہڈیاں تڑوا دوں گی۔۔۔!"

"کیا فائدہ ہو گا۔ کوئی بھی یہ بات ثابت نہ کر سکے گا کہ اسی نے حملہ کرایا تھا کیونکہ خمیسو مر چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کبڑے ہی نے اسے گولی مار دی۔ اب اسے قطعی نہ معلوم ہونا چاہئے کہ خمیسو ہمیں سب کچھ بتا چکا ہے.... شاباش اچھی لڑکی.... ورنہ میرا کھیل بگڑ جائے گا... اگر اسے معلوم ہو گیا تو پھر ہم کبھی ان جنگلوں سے باہر نہ نکل سکیں گے....!"

نینا کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ "ہاں یہ تو ٹھیک ہے!"

وہ پھر خاموش ہو گئے۔ آخر تھوڑی دیر بعد نینا ہی بولی۔ "تمہارا اس کا کیا معاملہ ہے....؟"

"ہے ایک معاملہ....!"

"روشی کون ہے؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لی چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کسی زمانے میں میری سیکرٹری تھی اب رانی ساجد نگر کی سیکرٹری ہے۔"

"تم نے میرے باس سے جھوٹ کیوں بولا تھا....؟"

"وقتی طور پر کسی ٹھکانے کی تلاش تھی.... اور میرا ساتھی ملک کا سب سے بڑا سائنٹسٹ ڈاکٹر داور تھا.... نام سنا ہی ہو گا...."

"نہیں....!" نینا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... وہ ڈاکٹر داور ہی تھا جو وہاں سے بھی غائب ہو گیا" عمران بولا۔ "لیکن تم اپنے باس کو کچھ بھی نہیں بتاؤ گی.... اچھی لڑکی....!"

"نہیں بتاؤں گی.... مگر....!"

"کچھ نہیں.... ایسا کر کے تم.... ملک و قوم کے لیے بھی ایک بڑا کارنامہ انجام دو گی۔ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں نا.... اس لیے اتنی سی بات کو بھی کارنامہ ہی کہنا پڑے گا....!"

نینا کچھ نہ بولی۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔ "یہاں سے گلو خلاصی کے بعد تم کہاں جاؤ گے....؟"

"خدا جانے...." عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"یہ دن جو ہم نے جنگلوں میں گذارے ہیں ان کے متعلق کیا خیال ہے۔"

"اگر کوئی لاکھ روپے بھی دے تو دوبارہ اس قسم کے دن گذارنے کی ہمت نہ کر پاؤں گا۔"

"مجھے تو بڑا مزہ آیا...."

"خمیسو والا واقعہ بھی شامل ہے نا اس مزے میں!" عمران نے کسی جلے تن بڑھیا کے سے انداز میں پوچھا۔

نینا ہنسنے لگی.... اس نے خمیسو کی لاش پر نظر ڈالی جو اب بھی وہیں پڑی تھی.... ایک سرد سی لہر اس کے سارے جسم میں دوڑ گئی اور وہ سچویشن یاد کر کے ایک بار پھر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے....!

"یہ عورتیں میری سمجھ میں آج تک نہ آسکیں۔" عمران بڑبڑایا۔ "دن بھر بچوں کے کان کھینچتی ہیں کہ فضول خرچی اور چٹورپن سے باز آئیں.... لیکن خود سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر ٹھیلے والے سے آلو چھولے خریدتی ہیں اور کھاتی ہیں نگوڑ ماریاں....!"

"کیا موقع تھا اس بات کا۔" نینا جھنجھلا گئی۔

"اب موقعے کا انتظار کون کرتا پھرے.... یہاں تو جب بھی جو کچھ ذہن میں آیا الفاظ میں ڈھل گیا....!"

"شادی ہو چکی ہے تمہاری....؟" نینا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ہوئی تو اب ہو جائے گی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کیونکہ اب مجھے نوکری بھی مل گئی ہے.... کاؤبوائے سوٹ میں کیسا لگوں گا...."

"مت بور کرو!" نینا نے کہا اور غار کے دہانے کی طرف مڑ گئی....

دوسری صبح وہ وہاں سے چل پڑے۔ کبڑے کی جیپ خمیسو کے ٹھکانے سے تھوڑے ہی فاصلہ پر موجود تھی۔ بدقت تمام وہ خمیسو کی لاش جیپ تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔

"مگر....!" کبڑا تشویش کن لہجے میں بولا۔ "ہم راستہ کیسے تلاش کریں گے۔"

"پٹرول کی کیا پوزیشن ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ تو بہت ہے...." کبڑے نے جواب دیا۔ پھر پوچھا۔ "کیا یہ لاش ہز ہائی نس کی خدمت میں پیش کی جائے گی....؟"

"ضروری نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

کبڑا خود ہی جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک ادھر ادھر بھٹکتے پھرے پھر یک لخت کبڑے نے گاڑی روک کر اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا اور استغفار پر بولا۔ "اندھیرے میں پچھلی رات عقل خبط ہو گئی تھی.... ارے یہ سیدھا راستہ ساجد نگر ہی کی طرف تو جاتا ہے۔"

"ہم ساجد نگر نہیں جائیں گے۔" نینا نے جھلا کر کہا۔ اور ٹونی نے بھی اس کی تائید کی۔

"تو پھر.... میں تو یہاں سے ہز ہائی نس کی شکاری کوٹھی تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ راستہ ہی نہیں جانتا.... البتہ یہ ممکن ہے کہ پہلے ساجد نگر چلو.... وہاں سے انتظام کر دیا جائے گا۔"

"ہم ساجد نگر نہیں جائیں گے.... سمجھے تم!" نینا آنکھیں نکال کر عمران سے بولی

"سن رہے ہو پیارے!" عمران نے کبڑے کا کوبڑ سہلاتے ہوئے کہا۔

"بدظنی.... بدظنی....!" کبڑا دردناک لہجے میں بولا۔ "دنیا میں کوئی بھی مجھ سے خوش نہیں ہے۔ لوگ میرے متعلق ہمیشہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہتے ہیں.... خیر میں کوئی صورت نکال لوں گا۔ مگر یہ لاش....!"

"میرا خیال ہے کہ تم اسے ساجد نگر کے پولیس اسٹیشن پر پہنچا دینا.... کہہ دینا کہ تم نے ہی اسے گھیر کر مارا تھا...." عمران نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" نینا جھلا گئی۔ "ایسا نہیں ہو سکتا تم نے اسے زیر کیا تھا۔ چاہتے تو تم ہی اسے گولی مار سکتے تھے....!"

بات بڑھ گئی اور یہاں بھی کبڑے کو ہی ہار ماننی پڑی۔ یہی طے پایا کہ لاش سب سے پہلے نواب صفدر جنگ کے سامنے پیش کی جائے۔

ایک جگہ کبڑے نے جیپ روکی اور سڑک کے کنارے لگا دی۔

"یہ کچا.... راستہ.... بائیں جانب سیدھا کوٹھی کی طرف جائے گا.... میں وہاں نہیں جا سکوں گا.... اب تم لوگ کسی بیل گاڑی کا انتظام کرو...."

"کیا مطلب....!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ہم سب سمجھت ہے.... یا حرامی ایسے نا مانی۔" شیخو ٹونی نے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اس کی نال کبڑے کی گدی پر رکھ دی اور اس پر کسی قدر زور صرف کرتا ہوا بولا۔ "چلو بڈّا کوٹھی کیت نہیں تو بھیجا بہائے دیبے!"

"یہ کک.... کیا بدتمیزی ہے....!" کبڑا جھلائے ہوئے انداز میں اپنی سیٹ پر کسمسایا۔

"مجبوری ہے!" عمران مایوسانہ لہجے میں بولا۔ "اس سنکی سولجر کو سمجھا لینا میرے بس میں بھی نہیں ہے۔"

کبڑے نے جیپ کچے راستے پر موڑ دی.... اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ صفدر جنگ کی شکاری کوٹھی پر جا پہنچے.... صفدر جنگ اس وقت کمپاؤنڈ ہی میں تھا کبڑے کو دیکھتے ہی ہولسٹر پر ہاتھ ڈالا۔ لیکن عمران دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر چیخا۔ "نہیں باس.... یہ بے قصور ہے! اصل مجرم کی لاش میں ساتھ لایا ہوں...."

صفدر جنگ نے خمیسو کی لاش دیکھی اور فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ عمران کو گلے لگا کر پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "یہ کام کیا ہے تم نے۔ میں بہت خوش ہوں تم سے لیکن یہ کم بخت ہمارے پیچھے کیوں پڑ گیا تھا؟"

کوئی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر کبڑے نے بڑے کڑوے کسیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا یور ہائی نس اب اجازت دیجیے! شاید میری طرف سے کبھی آپ کا دل صاف نہ ہو سکے۔"

"اس اونٹنی پر لعنت بھیج دو' تو میں پھر تمہیں خوش آمدید کہوں گا۔" صفدر جنگ بولا۔

"دل کے ہاتھوں مجبور ہوں سرکار!" کبڑے نے ٹھنڈی سانس لی اور جیپ اسٹارٹ کر کے اسے کمپاؤنڈ کے پھاٹک کی طرف موڑ دیا....!

O

اسی دن عمران کی قیادت میں مقامی پولیس نے خیمسو کے اڈے پر چھاپہ مارا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی نہ مل سکا تھا.... پولیس پارٹی کے انچارج نے بھی یہی بتایا کہ وہ اپنے آدمیوں سے الگ رہتا تھا اور اس کے کسی آدمی کو بھی اس کی قیام گاہ کا علم نہیں تھا۔

غار سے کافی اسلحہ برآمد ہوا.... بیٹری سے چلنے والا ایک ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ ساخت جرمن تھی۔ اسے دیکھ کر عمران کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں....!

اس نے اسے اٹھایا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ پھر تفہیمی انداز میں سر کو خفیف سی جنبش دی۔

پولیس پارٹی کا انچارج کہہ رہا تھا۔ "بڑا مشکل ہے کہ اب اس کے ساتھیوں کا پتہ لگ سکے۔"

"تھوڑی محنت کرنی پڑے گی....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

عمران نے کبوتروں کے پنجرے کی طرف دیکھا۔ ایک کبوتر اس وقت بھی موجود تھا۔ تب اس نے انہیں بتایا کہ خیمسو کس طرح اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرتا تھا۔

"کبوتر کا تعاقب تو مشکل ہو گا ان گھنے جنگلوں میں!" انچارج متفکرانہ انداز میں بولا۔

"میں بھی ایک کبوتر ہی کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا...."

انچارج تیار تو ہو گیا لیکن اس کی آنکھوں سے بے یقینی جھانک رہی تھی۔ عمران نے کبوتر کو پنجرے سے نکال کر اڑا دیا.... اور پولیس کے کئی پھرتیلے نوجوان اس کے پیچھے دوڑ پڑے....!

عمران سوچ رہا تھا کہ نامہ بر رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ ٹرانسمیٹر ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے نہیں تھا۔ پھر اس کا کیا مصرف تھا....؟

"تم واقعی بہت گہرے آدمی ہو۔" صفدر جنگ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر مسکرایا "کچھ دن تو ٹھہرو گے نا میرے ساتھ.... لیکن ڈاکٹر کو اور کہاں تلاش کرو گے۔ مجھے سخت شرمندگی ہے کہ اتنے گریٹ آدمی کی کچھ خاطر نہ کر سکا.... میں کیا کرتا تم نے ڈھونگ ہی ایسے پھیلائے تھے۔ پہلے ہی سچ کیوں نہ بولے تھے۔"

”تقاضائے مصلحت.... جناب....!“

”آخر کبڑے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے....!“

”بے حد خطرناک آدمی ہے.... کسی غیر ملک کا ایجنٹ ہے.... لیکن پہلے اسے ثابت کرنا پڑے گا۔“

”ہو سکتا ہے!“ صفدر جنگ سر ہلا کر بولا۔ ”جنگ عظیم سے چند سال پیشتر لاپتہ ہو گیا تھا جنگ ختم ہونے پر.... پھر دکھائی دیا تھا۔ کچھ دن میرے ساتھ بھی رہا تھا۔“

”اس کے دوسرے اعزّہ کہاں مل سکیں گے؟“

”دوسرے اعزّہ!“ صفدر جنگ نے قہقہہ لگایا۔ ”شاید وہ باپ کا نام بھی نہ بتا سکے۔“

”اوہ....!“ عمران پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔

پولیس پارٹی کا انچارج بھی کبوتر کے تعاقب میں جا چکا تھا۔ اب وہاں صفدر جنگ، عمران، شارٹی، ہارڈی اور ٹونی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ نینا آج کی مہم میں شریک نہیں ہوئی تھی....

وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے۔ مطلع ابر آلود تھا.... موسم خوشگوار تھا۔

ہائے بپون.... کھمیسو.... تم مار ڈالیو اوہ کا۔“ شیخو عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ہمکا تو سر داہس لکائے دہس رہے مانو کرچ کا گیندا....!“

شارٹی اور ہارڈی ہنسنے لگے....!

”کبڑا ہمیشہ سے پراسرار رہا ہے!“ صفدر جنگ بولا۔ ”حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک کئی زبانوں کا ماہر ہے.... لل۔ لیکن وہ یہاں کیسے آ پہنچا تھا۔“

”پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ راہ بھٹک گیا تھا....!“

”میں یقین نہیں کر سکتا!“ صفدر جنگ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”مجھے یقین ہے کہ خمیسو سے اسی نے ہم پر حملہ کرایا تھا.... ورنہ اس طرح گھیرتے پھرنے کا کیا مطلب تھا۔ اگر صرف خمیسو کا معاملہ ہوتا تو کیمپ کو لوٹ کھسوٹ کر اپنی راہ لیتا.... میرے آدمیوں کو کئی دن تک جنگل میں گھیرتا کیوں؟“

عمران نے سوچا صفدر جنگ عقل سے بالکل ہی پیدل نہیں ہے۔ کافی دور تک سوچ سکتا ہے۔

”پھر کہو باس! یہی حرامی رہا ہوئی!“ ٹونی سر ہلا کر بولا۔ ”اب کے ملا تو سر دا تو ٹٹوا دبائے دیب.... اوہ کی مہتاری کا.... ڈیم بلاڈی باسٹر والا۔“

پھر بات آگے نہ بڑھی۔ عمران بڑھانا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے اب ڈاکٹر داور کی فکر تھی.... وہاں سے وہ پھر شکار والی کوٹھی میں واپس آ گئے تھے۔ شام کو اطلاع ملی کہ پولیس پارٹی نے کبوتر کا

کامیاب تعاقب کیا تھا۔ خیمسو کے سارے ساتھی گرفتار کر لیے گئے تھے....!

عمران کی خواہش تھی کہ خیمسو کے غار میں پائے جانے والے ٹرانسمیٹر پر اس کا قبضہ ہوتا لیکن چونکہ تلاشی کے وقت پولیس بھی موجود تھی اس لیے یہ کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔

رات ہوتے ہی دوسری مہم شروع ہوئی۔ عمران صفدر جنگ کو پہلے ہی یقین دلا چکا تھا کہ کوٹھی کے فرش کے نیچے تہہ خانے موجود ہیں۔ صفدر جنگ تو پہلے ہی تلاش کر ہارا تھا۔ اب عمران کی باری تھی۔ پوری عمارت میں صرف لائبریری ہی کا فرش ایسا تھا جہاں تہہ خانے کے راستے کی موجودگی کے امکانات تھے۔ یہاں فرش پر دو دو مربع فٹ کے سفید اور سیاہ ٹائیل لگائے گئے تھے... عمران انہیں ٹھونکتا بجاتا پھر رہا تھا.. لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ نینا اس مہم میں شریک تھی۔ صفدر جنگ بھی تھا۔ اس کے دوسرے ملازمین بیرونی کمپاؤنڈ میں رنگ رلیاں منا رہے تھے!

"نہیں یہاں تہہ خانے نہیں ہو سکتے....!" صفدر جنگ بڑبڑایا اور نینا عمران کی طرف دیکھنے لگی.... جو ایک اسٹول پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

"تمہارے آتے ہی کتنے ہنگامے اٹھے ہیں۔" نینا نے مسکرا کر بڑے پیار سے کہا۔

اور عمران چونک کر اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگا جیسے نیند سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔

"جاسوس کا پٹھا ہے نا۔" صفدر جنگ نے قہقہہ لگایا "رحمان بھی بہت بڑا جاسوس ہے جب ہم دونوں آکسفورڈ میں پڑھتے تھے.... ہاہا.... کیا زمانہ تھا.... وہ امتحان کے پرچے آؤٹ کر لیتا تھا.... اتنی صفائی سے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی۔"

عمران نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔ "ان کی بھلی چلائی.... وہ تو میرا پرچہ بھی قبل از وقت ہی آؤٹ کر دینا چاہتے تھے.... اللہ نے بڑی خیر کی۔ جی ہاں۔"

"کیا مطلب....!" صفدر جنگ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"جی وہ.... یعنی کہ...." عمران شرما کر اپنی انگلیاں مروڑنے لگا.... چہرہ سرخ ہو گیا تھا.... اور بڑی بڑی پلکیں شرم کے بوجھ سے جھکی پڑ رہی تھیں....

"یعنی.... یعنی کیا جلدی بکو...."

"ہم۔ میری۔ شش شادی... کر دینا چاہتے تھے۔" عمران نے کہا اور اٹھ کر لائبریری سے باہر بھاگ گیا۔ نینا ہنس رہی تھی اور صفدر جنگ کسی ہونق کی طرح آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم ہنس رہی ہو۔" وہ جھلا کر دہاڑا۔ "میں پوچھتا ہوں.... آخر یہ کس قسم کا گدھا ہے۔"

"ہم.... میں کیا جانوں۔" نینا بوکھلا گئی۔

"نہیں تم تو رہی ہو کئی دن تک اس کے ساتھ...."

"خود میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے.... خدا کی پناہ... جب وہ خمیسو سے لڑ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پاگل ہو گیا ہو.... ٹونی کو خمیسو نے پہلے ہی ہلے میں کسی کھلونے کی طرح اُچھال پھینکا تھا.... لیکن یہ....!" نینا نے آنکھیں بند کر لیں۔

"ہوں۔ تو اچھا.... بات کروں رحمان سے....!"

"جج.... جی.... میں نہیں سمجھی....!"

"تمہارے لیے یہ لڑکا مجھے بہت پسند ہے....!"

"میں فضول باتیں نہیں پسند کرتی باس!" نینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ساری زندگی تو اس طرح نہیں گذار سکتیں.... آخر سلطانہ، درِشہوار، نازلی سبھی کی شادیاں ہوئی تھیں.... اب تم بھی بوجھ معلوم ہونے لگی ہو....!"

"میں شادی نہیں کروں گی۔ میرے خیال سے تو اب آپ میری بھی تنخواہ لگا دیجئے۔"

"بکواس ہے۔" صفدر جنگ سنجیدگی سے نرم لہجے میں بولا۔ "شادی تو کرنی ہی پڑتی ہے۔ جو نہیں کرتے وہ آوارگیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ عورتیں ہوں یا مرد....!"

صفدر جنگ اٹھا اور خود بھی باہر نکل گیا.... عمران پورچ میں کھڑا سوچ رہا تھا۔ صفدر جنگ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ...!" اور وہ ایک دور افتادہ کمرے میں آئے... صفدر جنگ چند لمحے عمران کے چہرے پر نظر جمائے رہا پھر پوچھا۔ "نینا پسند ہے۔!"

"بب.... جج.... ہپ!" عمران سچ مچ بوکھلا گیا۔

"میں نے اسے بیٹیوں کی طرح پالا ہے اور اس کی حفاظت کی ہے.... مجھ پر بار ہے.... کیا خیال ہے تمہارا...."

"خیال نہایت معقول ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن شاید میری شادی کبھی نہ ہو سکے....!"

"کیوں؟"

"میں ذیابیطس کا مریض ہوں آئے دن طرح طرح کے ظلم ہوتے رہتے ہیں مجھ پر.... ابھی کچھ ہی دن ہوئے والد صاحب اپنے پیر صاحب سے کلونجی پکوا کر لائے۔ مجھے کھلانی چاہی میں نے طبی نکتہ نظر سے انہیں سمجھانا چاہا۔ بگڑ گئے.... کہنے لگے ابے گھوڑوں کو کھلائی جاتی ہے تو ان کی ٹانگیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ چپ چاپ قائل ہو جانا پڑا.... کھائی جناب کلونجی۔ شام ہی سے خون کا پیشاب شروع ہو گیا اور اب بھی وہی عالم ہے۔" عمران خاموش ہو کر دردناک انداز میں کراہا۔

"بے شک کلونجی گھوڑوں کے لیے بے حد مفید ہے...." صفدر جنگ نے کہا۔ "میں بھی اپنے گھوڑوں کو کھلاتا ہوں!"

"ہے نا!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اچھا آئیے... اب میں آپ کو تہہ خانے کا راستہ دکھاؤں!"

"تلاش کر لیا!" صفدر جنگ کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ نینا والا معاملہ قطعی بھلا کر عمران کے ساتھ چلنے لگے اور پھر لائبریری ہی میں آئے۔ نینا اب بھی وہیں تھی۔

"یہاں۔" صفدر جنگ نے حیرت سے کہا۔ "یہاں تو تم پہلے بھی دیکھ چکے ہو!"

"دیکھ کر.... ذرا تازہ ہوا لینے باہر چلا گیا تھا۔ خیر ہاں تو اب دیکھئے پہلے مجھے مایوسی ہی ہوئی تھی لیکن اب میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں تہہ خانے موجود ہیں اور کسی قسم کے میکنزم پر ان کا انحصار ہے۔"

"بقول رشید احمد صدیقی لونڈے بھی ہو اور مسخرے بھی۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے!" عمران نے کہا اور ایک میز کمرے کے وسط میں دھکیل لایا۔ اب وہ اس پر ایک کرسی رکھ رہا تھا۔

"چھت میں تلاش کرو گے تہہ خانہ۔" صفدر جنگ حقارت آمیز ہنسی کے ساتھ بولا۔

"بس دیکھتے جائیے!" عمران نے کہا۔ وہ اب کرسی پر تھا اور اس کا داہنا ہاتھ چھت سے لٹکے ہوئے فانوس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

نینا نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں اور صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔ عمران فانوس پر ہاتھ ڈال چکا تھا۔ ایک کھٹکا ہوا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی چلتے ہوئے گراموفون کا اسپرنگ ٹوٹ گیا ہو۔

کمرے کے ایک گوشے کا ایک ٹائیل زمین میں دھنس کر نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

صفدر جنگ اسی جانب جھپٹا لیکن عمران نے فوراً ہی آواز دی۔ "ٹھہریئے...."

پھر وہ تینوں بہ آہستگی فرش کی دو مربع فٹ والی خلا کے قریب پہنچے.... اندر تاریکی تھی.... کمرے کی روشنی بھی اس تاریکی پر اثر انداز نہ ہو سکی....!

○

کبڑا سوئنگنگ چیئر پر بیٹھا آگے پیچھے جھول رہا تھا۔ قریب ہی رانی کھڑی اس کے لیے شرابیں مکس کر رہی تھی۔ وہ زیادہ تر کاک ٹیل ہی پیتا تھا....

"سنا تم نے ڈارلنگ۔" کبڑے نے گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ "عمران نے خیمسو کو مار گرایا۔!"

"کیسے....!" رانی متحیرانہ انداز میں مڑی۔

"خمیسو کو..... اس رات صفدر جنگ کے کیمپ پر خمیسو ہی نے حملہ کیا تھا۔ تین چار دن تک اس کے چند آدمیوں کو جنگل میں گھیرتا پھرا تھا۔ انہی لوگوں میں عمران بھی تھا۔"

"اوہ..... تو پھر کیا ہوا.....؟"

"مار دیا..... عمران نے اسے..... پہلے ٹانگ توڑی..... پھر گولی مار دی.....!" کبڑے نے فخریہ لہجے میں کہا۔ جیسے اپنی اولاد کا کارنامہ بیان کر رہا ہو۔

"عمران نے..... ارے اس پاگل نے....."

"پاگل" کبڑا ہنس پڑا۔ "ارے وہ پاگل کب تھا.....!"

"تم کتنی جلدی بدل جاتے ہو۔" رانی جھلا گئی۔ "کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ وہ پاگل ہے میں تو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی....."

"غلط... فہمی..... غلط فہمی!" کبڑا ہنستا ہوا بولا۔ "رحمان والا واقعہ میں نے تمہیں بتایا ہی تھا۔ صاحبزادے اب تک اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں کسی قسم کا کوئی غیر قانونی کام کر رہا ہوں۔"

"اوہ۔ تو وہ بنا ہوا پاگل تھا اور یہاں سراغ رسی کے لیے آیا تھا۔"

"تم بھول رہی ہو! آیا نہیں تھا بلکہ لایا گیا تھا۔ میں لایا تھا اسے.....!"

"کیوں لائے تھے.....!"

"تاکہ رحمان ہی کی طرح وہ بھی اطمینان کر لے۔"

یک بیک رانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ تھرتھری پڑ گئی سارے جسم میں اور کبڑا اسے غور سے دیکھنے لگا.....

"تم بالکل گدھے ہو..... بالکل..... اس وقت میرا جی چاہتا ہے کہ سچ مچ تمہیں پیٹ ڈالوں۔ اب یہ وقت آ گیا ہے کہ سرکاری جاسوس محل میں داخل ہو کر کسی کی ٹوہ میں رہیں۔ میں نہیں برداشت کر سکتی۔ ہرگز نہیں برداشت کر سکتی..... ابھی پولیٹیکل ایجنٹ کو فون کرتی ہوں!"

"ڈارلنگ..... ڈارلنگ....." کبڑا گھگھیایا۔

"کچھ نہیں! میں کچھ نہیں سنوں گی..... دیکھوں گی اس ڈائریکٹر جنرل کو..... اور اس کے بیٹے کو بھی..... کیا سمجھ رکھا ہے ان ڈائریکٹروں نے..... آزادی کیا ملی کمینوں کی بن آئی۔ کوئی ڈائریکٹر جنرل بن رہا ہے..... کوئی سیکرٹری بن رہا ہے.....!"

"چچ چچ ڈارلنگ۔ ایسا نہ کہو۔ رحمان کا سلسلہ نسب براہ راست چنگیز خاں سے جا ملتا ہے۔"

"دیکھوں گی چنگیز کے بچے کو۔ میرا بھی سلسلہ نادر شاہ درانی تک پہنچتا ہے..... اب میں کچھ نہ سنوں گی!"

"صفدر کہہ رہا تھا میری دوست کو بھی نوکری دلوا دیجئے۔"

"بس خاموش رہو! ورنہ سبھوں کو نکال باہر کروں گی.... تمہاری وجہ سے اب میری توہین ہونے لگی ہے۔"

یک بیک کبڑا بیحد سنجیدہ نظر آنے لگا۔ آنکھوں سے غم انگیز نرماہٹ جھانکنے لگی اور وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا "ٹھیک کہتی ہو! میں واقعی بڑا ذلیل اور کم بخت ہوں.... مجھے کم از کم تمہاری پرسٹیج کا ضرور خیال رکھنا چاہئے.... لیکن طبیعت سے مجبور ہوں.... خیر منہ کالا کروں گا اپنا.... ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں....!"

پھر وہ آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے ٹک گیا رانی اسے گھورتی رہی.... آنکھیں اب بھی غصیلی تھیں.... لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے خدوخال میں نرمی آتی گئی اور اب اس کے دیکھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی فکر مند ماں اپنے شریر بچے کو دیکھتی ہے....

دفعتاً کبڑا اٹھ گیا....!

"کہاں چلے....؟" رانی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھتی ہوئی بولی۔

"جہاں قسمت لے جائے...." کبڑے کی آواز گلوگیر تھی۔

"تم نہیں جاسکتے ھمبی ہرگز نہیں جاسکتے۔" رانی اس کے دونوں شانے پکڑتی ہوئی بولی۔

"میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔"

"تم سمجھتے کیوں نہیں!" رانی کے لہجے میں رو دینے کا سا انداز تھا۔

"نہیں سمجھ سکتا.... اپنی افتادِ طبع سے مجبور ہوں۔ مجھے باندھ کر کہیں بٹھا دو۔ تین دن میں ٹی بی ہو جائے گی۔"

"اچھا میں اب کچھ نہیں کہوں گی....!"

"مجھے تمہاری پرسٹیج کا خیال ہے....!"

"جہنم میں گئی پرسٹیج...."

"میں نہیں رک سکتا.... جاؤں گا۔ ضرور جاؤں گا۔" وہ اپنے شانے چھڑا کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"ھمبی.... ھمبی....!" رانی گھٹنوں کے بل زمین پر گری اور اس کے پیر پکڑ کر بلبلا اٹھی۔ "میں مر جاؤں گی.... اگر تم چلے گئے۔ معاف کر دو۔ خدا کے لیے مجھے معاف کر دو میں تمہارے لیے ساری دنیا سے جنگ کروں گی۔"

کبڑا جہاں تھا وہیں تنا کھڑا رہا اور رانی اس کے پیر پکڑے روتی رہی.... اب تو اس شدت

سے رو رہی تھی کہ پورے الفاظ بھی زبان سے نہیں نکل رہے تھے...!

O

"آپ دونوں یہیں ٹھہریئے!" عمران نے صفدر جنگ سے کہا۔ "میں نیچے جا رہا ہوں۔"

"نہیں ہم سب چلیں گے...!"

"کھیل نہ بگاڑیئے میرا...!"

"آخر یہ سب کیا ہے...؟"

"بعد میں بتاؤں گا۔ میں بہت دنوں سے کبڑے کے پیچھے ہوں۔ وہ ایک ملک دشمن اور انتہائی خطرناک آدمی ہے...."

"میں تمہیں تنہا کسی خطرے میں نہیں پڑنے دوں گا! سمجھے صاحبزادے!"

عمران نے سوچا۔ واقعی یہ جھکی کھیل بگاڑ دے گا۔ فی الحال تہہ خانے کا راستہ بند کر دو۔ پہلے اسے ڈھرے پر لاؤ.... احتیاط ضروری تھی....

وہ صفدر جنگ اور نینا کو دہانے کے قریب ہی چھوڑ کر فانوس کی طرف جھپٹا اور پھر وہ دونوں تہہ خانے کا راستہ بند ہوتا دیکھتے رہے۔

صفدر جنگ کے استفسار پر عمران بولا۔ "ابھی مناسب نہیں ہے۔ رات ڈھلنے دیجئے۔"

"فانوس میں کیا ہے؟" صفدر جنگ نے پوچھا۔

"فانوس چھت میں مستقل طور پر فکس ہے۔ نچلے حصے سے ایک تار اوپر تک گیا ہے۔ یہ تار قطعی غیر ضروری ہے۔ عمارت کے کسی کمرے میں فانوس نہیں دکھائی دیئے لیکن یہاں موجود ہے۔ لہٰذا اس کی طرف توجہ مبذول ہو گئی.... پھر اس میں بھی ایک غیر ضروری تار... اسی تار کو کھینچنے سے راستہ بنتا ہے۔"

"لیکن تہہ خانے میں کیا ہو گا؟" صفدر جنگ نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کچھ دیر بعد دیکھ ہی لیں گے۔ فکر مت کیجئے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

پھر جب رات ڈھلے بالکل سناٹا چھا گیا۔ عمران نے صفدر جنگ کو مطلع کیئے بغیر لائبریری کی راہ لی۔ دوبارہ تہہ خانے کا راستہ پیدا کیا اور ایک چھوٹی سی ٹارچ کی روشنی تاریک خلاء میں ڈالی دو فٹ نیچے سیڑھیاں نظر آئیں۔ وہ بے جھجک نیچے اترتا چلا گیا.... یہاں گہری تاریکی تھی اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی.... اب وہ محتاط ہی ہو کر ٹارچ روشن کرنا چاہتا تھا.... بڑی دیر تک ایک ہی جگہ کھڑے رہ کر سن گن لیتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا....

ٹارچ کی محدود روشنی اندھیرے میں چاروں طرف چکراتی رہی.... عمران نے یہاں اتنے ہی کمرے شمار کیئے جتنے اوپر تھے... اور پھر کچھ دیر بعد وہ چپ چاپ اوپر واپس آگیا۔ اب وہ صفدر جنگ کی خواب گاہ کی جانب جارہا تھا۔ اسے جاگتے ہی پایا۔ وہ بہت ہی مضطرب نظر آرہا تھا۔

جیسے ہی وہ دونوں خوابگاہ سے باہر آئے دوسری راہداری میں نینا سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ وہ شاید اسی فکر میں تھی کہ کہیں وہ دونوں اسے نظرانداز کر کے اکیلے ہی تہہ خانے میں نہ اتر جائیں....!

"تم جاگ رہی ہو ابھی!" صفدر جنگ نے اس سے پوچھا۔

"مجھے دیکھنا ہے کہ ان حضرت نے اب کون سا بڑا تیر مارا ہے....!"

عمران خاموش ہی رہا۔ صفدر جنگ نینا کو بھی ساتھ لے چلنے پر معترض نہیں ہوا تھا۔ وہ تینوں بعافیت تہہ خانے میں اتر گئے....!

"اب آیئے! میں آپ کو اپنے چچا جان سے ملاؤں!" عمران نے آہستہ سے کہا اور انہیں ایک ایسے کمرے کے سامنے لایا جس کے دروازے میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور وہ کسی جیل ہی کی کوٹھری معلوم ہوتی تھی۔ عمران نے اندر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ سامنے ہی ڈاکٹر داور فرش پر بے خبر سو رہے تھے۔

سلاخوں دار دروازہ مقفل تھا....!

"قفل توڑ دو....!" صفدر جنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں سرکار...." عمران سر ہلا کر بولا۔ "ابھی بہت کچھ باقی ہے پہلے اسے بھی دیکھ لیجئے اور یہاں کی کسی چیز کو بھی ہاتھ لگائے بغیر چپ چاپ واپس چلیئے!"

"کیوں؟"

"بحث بعد میں کروں گا!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک جانب گھسیٹتا ہوا بولا۔

اور پھر تو صفدر جنگ کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر رہ گئیں۔ کئی کمرے مختلف قسم کے اسلحہ جات سے پٹے پڑے تھے۔ ٹامی گنیں، برین گنیں، دستی بم، ہلکی مشین گنیں وغیرہ.... رائفلوں کا شمار ہی نہیں تھا.... صفدر جنگ کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی اور عمران اسے بدقت تمام تہہ خانے سے واپس لایا۔ نینا کا چہرہ بھی زرد تھا۔ آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا.... وہ پھر صفدر جنگ کی خواب گاہ میں آئے۔

صفدر جنگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب کیا ہوگا۔"

"مکان آپ کا ہے کوئی بھی اسے تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوگا کہ آپ تہہ خانوں کے وجود سے لاعلم تھے۔ کبڑے کے خلاف ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ وہ سب کچھ اسی نے اکٹھا کیا ہوگا۔"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں...." صفدر جنگ ایک کرسی میں گرتا ہوا نحیف آواز میں بولا۔ اس کے پورے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نظر آ رہی تھیں۔

"فی الحال خاموشی اختیار کیجئے۔ یہ بات ہم تینوں سے آگے نہ بڑھنے پائے کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم تہہ خانے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" عمران نے کہا اور پھر کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا۔

"اب آپ لوگ آرام کیجئے۔ میں پھر تہہ خانے میں جا رہا ہوں۔ نکاسی کا دوسرا راستہ بھی تلاش کروں گا۔" عمران نے اٹھتا ہوا بولا۔

"دوسرا راستہ!" صفدر جنگ نے حیرت سے کہا۔ اس وقت اس کا "کاؤ بوائے" پن بالکل رخصت ہو چکا تھا۔ اسمارٹ نس کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ وہ تو اس وقت ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی طویل بیماری سے حال ہی میں نجات پائی ہو....!

"ہاں.... دوسرا راستہ بھی!" عمران بولا۔ "کیونکہ کسی دوسرے راستے کے بغیر تہہ خانوں کا کوئی مصرف نہیں رہ جاتا.... میرا دعویٰ ہے کہ یہ راستہ کوٹھی سے باہر نکلتا ہو گا....!"

پھر عمران انہیں تحیر زدہ چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا....

* * *

صفدر بڑی الجھنوں میں تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے وہ کبڑے کے پیچھے کیوں لگایا گیا تھا؟.... اسی لیے تاکہ اس کے خلاف کسی قسم کے ثبوت فراہم کرے لیکن کیا وہ اب تک اس کی کسی غیر قانونی حرکت سے واقف نہیں ہو سکا تھا دارالحکومت میں اسے شبہ ہوا تھا کہ وہ کوئی بہت بڑا اسمگلر ہے۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ رانی ساجد نگر کا شوہر ہے تو اس کے سارے تزک و احتشام کا بھی جواز پیدا ہو گیا تھا۔ رہی غیر متوازن طرز زندگی کی بات تو اس کے لیے دنیا کا کوئی قانون اسے کسی قسم کی سزا نہیں دے سکتا تھا....

تو پھر وہ اب تک جھک ہی مارتا رہا تھا۔ خواہ مخواہ جولیا کو بھی بلوا بیٹھا تھا اور وہ ہر وقت دماغ چاٹتی رہتی تھی۔ بار بار استفسار کرتی کہ اسے کیوں بلوایا گیا ہے۔

روشی البتہ مگن تھی کیونکہ اس کا راز تو ظاہر ہی ہو چکا تھا۔ دن رات کبڑے کے ساتھ کلیلیں کرتی پھرتی....

کبڑے نے تو جولیا کو بھی ڈھب پر لانے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے زیادہ لفٹ ہی نہیں دی۔ رانی نے صفدر سے کہا ضرور تھا کہ جولیا کو یہاں سے ہٹا دے لیکن پھر اپنی تجویز واپس لے لی

تھی۔ اندر ہی اندر جو کچھ بھی ہوا ہو۔ صفدر کو وجہ نہیں معلوم ہو سکی تھی۔

اس وقت دن کے گیارہ بجے تھے اور صفدر اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا بور ہو رہا تھا.... دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی....

"آ جاؤ....!" صفدر نے جھنجھلا کر کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے تعظیم کے لیے اٹھ جانا پڑا۔ کیونکہ دروازے کو دھکا دے کر اندر آنے والا ہمبگ دی گریٹ تھا۔

وہ آ کر ایک آرام کرسی میں ڈھیر ہو گیا صفدر نے محسوس کیا کہ آج کچھ فکر مند سا نظر آ رہا ہے۔!

"کیا میں فکر مندی کی وجہ پوچھ سکوں گا یور ایڈیو سنکریسی!" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

کبڑے نے کشیدہ ابروؤں کے ساتھ اسے دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ صفدر اسے متحیرانہ دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ پہلے کبھی وہ اتنا فکر مند نظر نہیں آیا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ "کچھ پلاؤ....!"

"یہاں سادہ پانی کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا یور ایڈیو سنکریسی....!"

کبڑے نے اس طرح گھور کر دیکھا جیسے اس نے کوئی بات اس کی شان کے خلاف کہہ دی ہو.... لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ قینچی کی طرح چلنے والی زبان آج نہ جانے کیوں جنبش کرنے میں بھی کاہلی محسوس کر رہی تھی....

کچھ دیر بعد وہ پھر صفدر کو گھورتا ہوا بولا۔ "میں نے تم کو کیوں ملازم رکھا تھا؟"

"ایک آدمی کو قتل کرنے کے لیے...."

"لیکن تم نہیں کر سکے....!"

"ملا کب تھا...."

"مجھے معلوم ہے کہ محکمہ سراغرسانی بھی اس کی تلاش میں ہے۔" کبڑے نے کہا۔ اور پھر کچھ سوچنے لگا۔ کمرے پر خاموشی مسلط تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر بولا۔ "بہر حال تم نے ابھی تک میرے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔"

"اس کے علاوہ اور کیا فرمایا تھا سرکار نے جو میں نے نہیں کیا۔"

"خیر کوئی بات نہیں.... آج رات کو تیار رہنا ایک خاص قسم کی مہم در پیش ہے۔"

"مہم کی نوعیت کیا ہو گی۔ بتا دیجئے تاکہ اسی کی مناسبت سے تیاری کی جائے۔"

"نوعیت کی فکر نہ کرو.... مردے نہیں ڈھونے پڑیں گے۔"

"اس کے لیے بھی تیار ہوں سرکار!"

"تمہاری دوست کہاں ہے؟"

"ہو گی کہیں.... " صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"بڑے خوش نصیب ہو!" کبڑا ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ "ارے وہ تو آئس کریم ہے آئس کریم....!"

"میں نے کبھی غور نہیں کیا.... ضرورت بھی کیا ہے!"

O

رات تاریک تھی۔ آسمان گہرے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس لیے سنسان راہیں تاروں کی چھاؤں سے بھی محروم ہو گئی تھیں....

صفدر اور ہمبگ جیپ میں سفر کر رہے تھے۔ صفدر کو علم تھا کہ کبڑا پوری طرح مسلح ہے....

"کیا خیال ہے۔ یور ایڈیو سنکریسی۔" صفدر نے پوچھا۔ "ٹھائیں ٹھوئیں کی نوبت بھی آ جائے گی یا نہیں...."

"کیوں؟" کبڑا چونک پڑا۔ وہ خود ہی جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔

"بس یونہی پوچھ لیا تھا۔ کوئی خاص بات نہیں۔ ویسے میری انگلی ٹریگر پر چلنے کے لیے بہت دنوں سے بے چین ہے...."

کبڑے کی "ہوں" کافی طویل تھی.... پھر راستہ خاموشی سے طے ہوتا رہا صفدر کے لیے منزل نامعلوم تھی۔ اس کے پوچھنے پر بھی کبڑے نے کچھ نہیں بتایا تھا....

کچھ دیر بعد کبڑے نے جیپ ایک ویرانے میں روک دی۔ چاروں طرف جھاڑیاں اور چھوٹی موٹی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ وہ دونوں گاڑی سے اتر آئے پھر کبڑا ایک جانب چل پڑا۔ صفدر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے اپنی پتلون کی جیب تھپتھپائی ریوالور موجود تھا اور کسی لمحہ بھی آتشیں نغمہ سنانے کے لیے باہر نکل سکتا تھا....!

پھر وہ کچھ اونچی چٹانوں کے درمیان ایک تنگ سے درے میں داخل ہوئے.... یہاں کبڑے نے ٹارچ روشن کر لی....!

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ پیدل چلتے رہے! کبھی کھلے میں نکل آتے اور کبھی پھر دشوار گذار راستوں سے گذرنا پڑتا۔ بالآخر ایک جگہ کبڑے نے رک کر چاروں طرف ٹارچ گھمائی۔ روشنی کا دائرہ اندھیرے کا سینہ چاک کرتا پھرا.... یہ جگہ بھی اونچی نیچی چٹانوں سے بھری پڑی تھی....

اب وہ ایک غار کے تنگ سے دہانے میں قدم رکھ رہے تھے.... ٹارچ نہ ہوتی تو ایک قدم چلنا بھی محال ہو جاتا۔ کیونکہ غار کی تاریکی بے داغ تھی۔

پھر ذرا ہی دیر بعد صفدر پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کیونکہ اب وہ کسی تہہ خانہ میں کھڑے تھے۔ ٹارچ کی روشنی کا دائرہ ایک ایسے دروازے پر رکا تھا جس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

"یہ ریاست کا ایک قیدی ہے!" کبڑا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ وہ سلاخوں دار دروازے کے قریب پہنچ چکے تھے اور ٹارچ کی روشنی سلاخوں سے گذر کر کمرے کے اندر پہنچ رہی تھی۔ سامنے ہی ایک آدمی نظر آیا جو پالتھی مارے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹارچ کی روشنی سے چندھیا کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ہر چند کہ بڑھے ہوئے شیو نے چہرے کو بدہیت بنا دیا تھا۔ لیکن صفدر کو پہچان لینے میں دشواری نہ ہوئی یہ ڈاکٹر داور تھے۔

"یہ ریاست کا قیدی ہے اسے یہاں سے دوسری جیل میں منتقل کرنا ہے۔" کبڑے نے کہا۔

"چھوٹتے ہی تو حملہ نہ کر بیٹھے گا۔۔۔۔" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔ خطرناک آدمی نہیں ہے۔" کبڑے نے کہا اور جھک کر قفل میں کنجی لگانے لگا۔

اس نے ٹارچ بجھا کر صفدر کے ہاتھ میں دے دی تھی قفل کھل کر فرش پر گرا۔۔۔۔ دروازہ دھکیلے جانے کی آواز اندھیرے میں گونجی اور کبڑے نے سرگوشی کی "ٹارچ روشن کرو۔"

لیکن قبل اس کے کہ وہ ٹارچ کا بٹن دباتا۔۔۔۔ تیز قسم کی روشنی میں نہا گیا۔ ساتھ ہی گرجدار آواز سنائی دی۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔۔۔۔!"

روشنی سرچ لائٹ کی تھی۔ دونوں بوکھلا کر مڑے اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ چند ملٹری آفیسرز انہیں گھیرے ہوئے نصف دائرے میں کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں ٹامی گنیں تھیں۔ ان کے قریب ہی عمران کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"ہائیں۔۔۔۔ یہ کیا!" کبڑے نے صفدر سے کہا۔ "ابے یہ تو نے مجھے کہاں لا پھنسایا وہ خوبصورت لڑکیاں کہاں ہیں؟"

"نہیں چلے گی بیٹا۔۔۔۔ چاروں طرف سے جکڑ چکا ہوں!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "اب تم کسی طرح بھی نہیں بچ سکو گے۔ یہ ملٹری کی سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں۔"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھا برخوردار۔۔۔۔ مم مگر تم یہاں کہاں۔۔۔۔ کیا اب رنڈی بازی بھی شروع کر دی ہے۔" کبڑے نے مسکرا کر کہا۔

"ہتھکڑیاں ڈال دو اس کے ہاتھوں میں۔۔۔۔" عمران غرایا۔

"ڈال دو۔" کبڑا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ پھر جھلا کر صفدر کی طرف مڑا اور کہنے لگا۔ "یہ کہاں لا پھنسایا تو نے مردود۔ کہاں ہیں وہ طرحدار رنڈیاں جن کی لالچ دلا کر مجھے یہاں لایا تھا۔!"

"ہائیں۔۔۔۔!" عمران بھی صفدر کو گھور کر بولا۔ "یہ تم نے رنڈیوں کی دلالی کب سے شروع

کردی صاحبزادے' میں تمہارے والد صاحب کو ضرور خط لکھوں گا۔"

"کیا تم اسے جانتے ہو....؟" کبڑے نے متحیر لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں.... اپنے ہی پیٹ کے کیڑے کو نہ جانوں گا۔" عمران نے کسی بڑھیا کے سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"یہ سیکرٹ سروس کا ایک ممبر ہے پیارے بچہ شتر!"

"ڈ.... ڈوب گیا....!" کبڑا آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا اور دھم سے.... اوندھے منہ فرش پر آگرا۔

"ٹامی گنوں کا رخ اس کی طرف کیے رکھو۔" عمران نے ملٹری آفیسرز سے کہا۔ "مکار اعظم ہے۔"

لیکن عمران کی ایک نہ چلی کیونکہ وہ آخری مکاری کے پینترے بھی دکھا ہی گیا تھا۔ گرتے گرتے جیب سے ایک شیشی نکالی تھی اور اوندھے گر کر اسے منہ میں الٹ لیا تھا۔ سب سمجھے کہ چکرا کر گر گیا ہے.... غشی طاری ہو گئی ہے۔

اب خالی شیشی اس کی مٹھی میں دبی ہوئی تھی اور سریع الاثر زہر اپنا کام کر چکا تھا.... یہ تھا ہز ایڈیو سنکریسی ہمبگ دی گریٹ کا انجام۔ یعنی جیتے جی اسے کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سکا تھا۔

* * *

صفدر نے شبہ ظاہر کیا تھا کہ رانی ساجد نگر کے محل میں بھی تہہ خانوں کے امکانات ہو سکتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ پرانی عمارت میں کبڑے ہی نے ایک حصے کا اور اضافہ کرایا تھا.... لہٰذا عمران نے اس سلسلے میں پولیٹیکل ایجنٹ سے گفت و شنید کر کے تلاشی کا اجازت نامہ حاصل کر لیا تھا۔ اب صفدر کی قیادت میں محل کی تلاشی ہو رہی تھی اور عمران رانی کے ساتھ مغز پچی کر رہا تھا۔ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کبڑا بہت ناہنجار آدمی تھا۔

"کیا آپ کسی غدار کو برداشت کر سکتی ہیں؟"

"وہ غدار نہیں تھا۔" رانی سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"بہت بڑا غدار....! صفدر جنگ کے تہہ خانوں سے کچھ کاغذات بھی ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی ایجنٹ تھا اور یہاں ایک مخصوص قسم کے انقلاب کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ڈاکٹر داور سے آپ واقف ہی ہوں گی وہ اس کی قید میں تھے جس ملک کا وہ ایجنٹ تھا اسی ملک سے ایک ایسا سیارہ چھوڑا گیا تھا۔ جس کے سگنل صرف اسی ملک کے مخصوص ریسیور ہی کیچ کر

سکتے تھے۔ بقیہ دنیا کے لیے وہ سیارہ قطعی بے آواز تھا۔ لیکن ڈاکٹر داور نے اپنے ٹیلیسکوپک کیمرے سے اس کی تصویریں اتار لی تھیں۔ ہمبگ نے وہ تصاویر حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی ٹیلیسکوپک کیمرہ بھی اڑا دینا چاہتا تھا کیونکہ ویسا کیمرہ ساری دنیا میں صرف ڈاکٹر داور ہی کے پاس تھا۔ آپ جانتی ہی ہوں گی کہ وہ کتنے بڑے سائنٹسٹ اور ماہر فلکیات بھی ہیں۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی نامعلوم آدمی ان کی تجربہ گاہ کے گرد منڈلا رہا ہے تو انہوں نے کیمرہ اور اس سے لی ہوئی بے آواز سیارے کی تصاویر کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ پھر ہمبگ نے چلا کر انہیں پکڑ ہی لیا اور ان پر تشدد کرتا رہا کہ وہ ساری چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ یہ بھی سنیئے کہ وہ اس غیر ملکی تنظیم کا سرغنہ تھا۔"

"وہ سب کچھ تھا مگر یہ بتاؤ کہ اب میں کیا کروں؟" رانی پھر بلک بلک کر رونے لگی اور تو اور روشی صاحبہ بھی سسکیاں لے رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں بھی سرخ تھیں اور پلکوں پر ورم آگیا تھا۔

عمران نے اسے علیحدہ لے جا کر [illegible] آخر وہ کیوں رو رہی ہے۔

"بہت گریٹ آدمی تھا۔" روشی [illegible] اور عمران وہ مر گیا۔ یقین نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری [illegible] ہو گیا ہو۔"

"ہائیں۔ ہائیں!" عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں۔ "یہ تم کہہ رہی ہو.... تم....!"

"ہاں میں کہہ رہی ہوں اور جو کچھ بھی کہہ رہی ہوں وہ کسی مرد کی سمجھ میں کبھی نہیں آسکتا۔"

عمران نے برا سا [illegible] سکوڑے.... اور پھر ڈھیلے چھوڑ دیئے۔

* * *

کیپٹن فیاض اپنے آفس میں تنہا تھا۔ شام کے سات بج گئے تھے لیکن کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ دوسروں کو بھی وہ اپنے ساتھ الجھائے رکھنے کی کوشش کبھی نہیں کرتا تھا۔ اس کے سارے ماتحت [illegible] پڑا۔ کوئی ٹھنڈی سی چیز گدی سے آلگی تھی۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو۔" ایک غراہٹ بھی سنائی دی اور پھر بولنے والا اچھل کر سامنے پہنچ گیا۔ فیاض [illegible] کسی نے روح قبض کر لی ہو۔ پٹلو نرودا سامنے کھڑا تھا اور اعشاریہ چار پانچ [illegible] کے ہاتھ میں ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے قدیم داستانوں کے کسی جادوگر کا طلسماتی [illegible]

"کیسے مزاج ہیں پیارے کپتان صاحب!" اس نے مسکرا کر کہا اور ریوالور فیاض کے سامنے میز پر ڈالتا ہوا بولا۔ "آج میں خود ہی گرفتار ہونے کے لیے آیا ہوں۔ کبڑے کا انجام تو تمہیں

www.urdunovels.com

معلوم ہو ہی گیا ہو گا۔"

"مم ہپ.... "فیاض ہکلایا۔

"ہتھکڑیاں منگوائیے۔ سرکار۔ سوچ کیار— [illegible] کی آواز سن کر فیاض اچھل ہی پڑا اور دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مل مل کر اسے گھورنے لگا۔

"تت.... تم.... ہو....!"

"ہاں میری جان.... "پٹلو نرودا نے اپنے چہرے سے پلاسٹک کا خول اتارتے ہوئے کہا۔

"میں ہوں تمہارا ادنیٰ خادم علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی (آکسن)

"لل۔ لیکن"

"پٹلو نرودا پتہ نہیں کب کا مر کھپ گیا ہو گا.... جنگ عظیم کے دوران جو جہاز غرق ہوا تھا اس میں وہ بھی تھا.... لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ [illegible] نرودا کے ساتھ ایک کبڑا بھی تھا یہ دونوں جرمنی کے لیے کام کرتے تھے.... جب روس اور جرمنی کی ٹھن گئی تو کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا تھا جو اتنا بڑھا کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور کبڑا روسیوں سے جا ملا۔ پھر جب وہ مجھے یہاں نظر آیا تو میں نے بعض نشانیوں کی بناء پر اسے پہچان لیا پھر بھی مجھے یقین کر لینے کے لیے کوئی جواز نہ تھا۔ دفعتاً پٹلو نرودا کی سوجھ گئی کبڑے نے مجھے دیکھا اور بھڑک گیا ایک فائر بھی کیا تھا مجھ پر لیکن میں بچ گیا.... اس دن کے بعد سے وہ پھر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ لیکن سیکرٹ سروس کے بعض جیالوں نے اسے پھر سے ڈھونڈ نکالا۔ سنا ہے کہ اس کیس میں سیکرٹ سروس کا چیف تمہارے محکمے سے بھی تعاون کر رہا ہے.. کہو ساجد نگر کے محل میں کیا رہا!؟"

"وہ.... وہاں.... "فیاض تھوک نگل کر بولا۔ "محل کی نئی عمارت کے نیچے بھی تہہ خانے ملے ہیں.... ڈھیروں اسلحہ.... کاغذات اور نہ جانے کیا کیا.... رانی نے زہر کھا لیا تھا.... لیکن بروقت طبی امداد پہنچ گئی.... سنا ہے اس کی حالت ابتر ہے.... جب بھی ہوش آتا ہے "ھمبی ....ھمبی.... "چیخنے لگتی ہے....!"

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلایا....!

﴿تمام شد﴾